INTERNATIONAL URDU MONTHLY
KHILAFAT-E-RASHDA
Faisalabad Pakistan.

کلمہ اسلام لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

"اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامو اور تفرقہ نہ ڈالو"

ماہنامہ
سپاہ صحابہؓ کا ترجمان

خلافت راشدہ

دسمبر 98ء
فیصل آباد (پاکستان)

بیاد: مجدد العصر امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہید

بانی: شہید ملت اسلامیہ مولانا ضیاء الرحمن فاروقی شہید

ادارتی تحریر

مسلم لیگ کی اندھیر نگری
شریف برادران کا چوپٹ راج

خطیب اسلام آباد
مولانا محمد عبداللہ شہید
اک دیا اور بجھا ـ اور بڑھی تاریکی

گستاخ رسول سینیٹر کو اقتدار کی چادر میں چھپا کر جناب نواز شریف کون سا اسلام نافذ کرنا چاہتے ہیں؟

مؤذن رسول صلی اللہ علیہ وسلم

سیرت و کردار

سیدنا بلال حبشی
رضی اللہ عنہ

پاکستانی حکام ایران کے سامنے بے بس کیوں ؟

تصویر ایثار القاسمی
قاری سعید الرحمان شہید
ولادت سے شہادت تک

اگر حکومت میری چار تجاویز مان لے تو شیعہ سنی فسادات کا خاتمہ ہو سکتا ہے

جرنیل سپاہ صحابہ کا خصوصی انٹرویو

Scanned with CamScanner

اسیر ناموس صحابہ قائد سپاہ صحابہ علامہ علی شیر حیدری صاحب مدظلہ
اسیر ناموس صحابہ جرنیل سپاہ صحابہ مولانا محمد اعظم طارق صاحب مدظلہ

کی جیل سے پاکستان سمیت دنیا بھر کے مخیّر حضرات اور کارکنان سے اپیل

- اسیران ناموس صحابہؓ کے مقدمات کی پیروی کے لئے
- شہداء ناموس صحابہؓ کے یتیم بچوں اور بیوگان کی کفالت کے لئے
- اسیران ناموس صحابہؓ کے جیل کے اخراجات کے لئے
- زخمی اور نادار کارکنان وطلباء کی مالی اعانت کے لئے

سالانہ زکوٰۃ و فطرانہ فنڈ سکیم

میں زکوٰۃ، عشر، فطرانہ کی رقوم جمع کریں اور سنی غیرت وحمیت کا ثبوت دیں

نوٹ: (الف): رقم اپنی مقامی جماعت کے ذمہ داروں کو دے کر رسید حاصل کریں

(ب): سپاہ صحابہ ویلفیئر ٹرسٹ اکاؤنٹ نمبر 2745 یو بی ایل ٹیمپل روڈ برانچ لاہور میں ڈرافٹ کی شکل میں جمع کروائیں اور رسید مرکز جھنگ روانہ کریں

(ج): یا مرکزی دفتر سپاہ صحابہ جامع مسجد حق نواز شہید جھنگ صدر میں ناظم دفتر ویلفیئر ٹرسٹ کو جمع کرواکر رسید حاصل کریں

منجانب:
ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں
چیئرمین سپاہ صحابہ ویلفیئر ٹرسٹ مرکزی دفتر جامع مسجد حق نواز جھنگوی شہید
جھنگ صدر فون نمبر 2896-613496-0471

Scanned with CamScanner

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ
روزانہ عصر کی نماز سے قبل پڑھنا ہے

غلبہ اسلام کی جدوجہد' خلافت راشدہ کا نفاذ' ناموس صحابہ کے تحفظ کا علمبردار

ماہنامہ

خلافت راشدہ

بانی:۔ شہید ملت اسلامیہ علامہ ضیاء الرحمان فاروقی

بیاد
مولانا حق نواز جھنگوی شہید
مولانا ایثار القاسمی شہید

جلد نمبر 9 | شمارہ نمبر 12

زیر سرپرستی: علامہ علی شیر حیدری ◇ مولانا محمد اعظم طارق

چیف ایڈیٹر:۔ انجینیئر طاہر محمود
ایڈیٹر:۔ ایس - اے صدیقی
سرکولیشن منیجر:۔ عبدالغفار سلیم

مجلس مشاورت

مولانا ضیاء القاسمی' شیخ حاکم علی' مولانا عبدالغنی' ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں' مولانا مجیب الرحمان انقلابی' مولانا علی اکبر مینگل' مولانا نیاز الرحمان حیدری' مولانا محمد احمد لدھیانوی' مولانا نیاز محمد ناطق' مفتی عبدالخالق' ارشد محمود (امریکہ)' مولانا محمد صدیق ہزاروی (دوبیٹی)' مولانا عبدالحفیظ مکی (سعودی عرب) حافظ عبدالحمید (برطانیہ)' قاری امان اللہ (سعودی عرب)' عبدالرحمان (نیویارک)' قاری عطاء الرحمان فاروقی (سمندری)' مولانا حبیب الرحمان (بنگلہ دیش)' مولانا مسعود الرحمان (چارسدہ)' قاضی طاہر الہاشمی (حویلیاں)' مولانا عبدالغفار ندیم (کراچی)' مولانا عبداللطیف نعمانی (کنیڈا)' مولانا محمد احمد مدنی (کراچی)

مجلس ادارت

مولانا محمد الیاس بالاکوٹی' مولانا ثناء اللہ شجاع آبادی' مولانا حفیظ الرحمان طاہر ایبٹ آباد' مولانا محمود الرشید حدوٹی' اظہر اقبال' قاضی محمد اسرائیل گڑنگی

قانونی مشیران

محمد سلیم بٹ ایڈووکیٹ' حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ

بدل اشتراک سالانہ

اندرون ملک 144 روپے' متحدہ عرب امارات 100 درہم' امریکہ 150 ڈالر'
سعودی عرب 150 ریال' برطانیہ 25 پونڈ' بھارت' بنگلہ دیش 200 روپے

آئینہ مضامین

نمبر شمار		صفحہ نمبر
1	اداریہ	4
2	ایک دیا اور بجھا	7
3	مولانا اعظم طارق کا انٹرویو	9
4	مؤذن رسول سیدنا بلالؓ	15
5	کرامات صحابہؓ	17
6	عہد صحابہ کی دلکش تصویر	18
7	آفتاب ہدایت کے روشن ستارے	19
8	شریعت اسلامیہ اور عصر حاضر	21
9	ایران کے سامنے پاکستانی حکام	23
10	ایک باکمال شخصیت	24
11	قاری سعید الرحمٰن شہید	26
12	جان چاہئیں یا ایمان چاہئیں	28
13	حکمرانوں کے مظالم	30
14	ایسا احساس	33

ترسیل زر وخط وکتابت کے لئے:۔ دفتر ماہنامہ "خلافت راشدہ" ریلوے روڈ فیصل آباد فون نمبر 640024

قیمت -/12 روپے

اکاؤنٹ: حافظ عبدالغفار انور 3-776 الائیڈ بنک' ریجنسی پلازہ فیصل آباد

انجینیئر طاہر محمود نے اسود پرنٹنگ پریس سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ "خلافت راشدہ" ریلوے روڈ فیصل آباد سے شائع کیا

Scanned with CamScanner

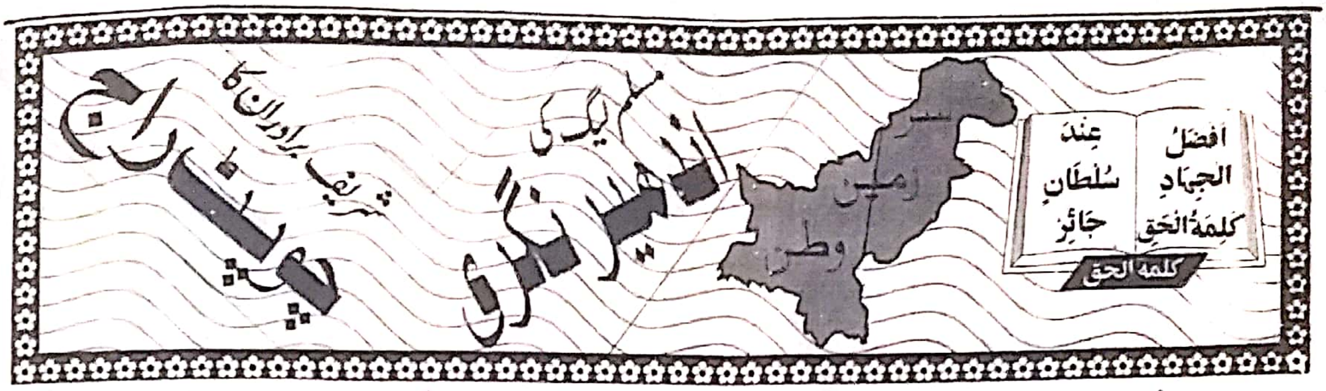

اللہ کے فضل و کرم سے ملک عزیز پاکستان کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ دنیا بھر میں اسے اسلام کا قلعہ سمجھا جاتا ہے اور کسی بھی مصیبت کے وقت اور مشکل لمحات میں دنیا بھر کے مسلمانوں کی نظریں اہل پاکستان کی طرف ضرور اٹھتی ہیں۔ ان بے چاروں کے دلوں میں پاکستان کی پاک سرزمین کا نقشہ بڑے تقدس کے ساتھ آویزاں ہے۔۔۔۔۔۔۔ لیکن خود پاکستان کی حالت یہ ہے کہ یہاں مسلمانوں کے روپ میں منافقین کی گرفت روز بروز مضبوط ہوتی جارہی ہے۔

ان دنوں وزیراعظم پاکستان جناب محمد نواز شریف صاحب اپنے پیش کردہ شریعت بل کی قومی اسمبلی سے منظوری کے بعد ارکان سینٹ سے ووٹوں کی بھیک مانگتے پھر رہے ہیں۔ جبکہ موصوف کا کاسہ گدائی بھرتا نظر نہیں آرہا۔ ہم کافی پہلے اداراتی سطور میں یہ واضح کرچکے ہیں کہ وزیراعظم نے جان بوجھ کر یہ بل ان دنوں پیش کیا ہے جب انہیں سینٹ میں دو تہائی اکثریت حاصل نہیں رہی' نیتوں کا حال اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں' لیکن قرائن یہ بتاتے ہیں کہ موصوف ان حالات میں شریعت بل پیش کرکے قوم کی ہمدردیاں وصولنا چاہتے ہیں تاکہ آئندہ الیکشن میں ایک بار پھر اسلام کے مقدس نام کو ایشو بنا کر قوم کی آنکھوں میں دھول جھونک کر یہ باور کرایا جاسکے کہ "ہم نے تو شریعت بل پیش کیا تھا' لیکن قانون ساز اداروں نے اسے منظور نہ کیا۔۔۔۔۔۔ اب ایک مرتبہ پھر پاکستانی قوم ہمیں موقع دے تاکہ ہم ملک میں شریعت اسلامیہ کا نفاذ عمل میں لاسکیں"۔

یہی وجہ ہے کہ وزیراعظم اپنے طے شدہ ایجنڈے کے مطابق ہاتھ پاؤں مارتے پھر رہے ہیں۔۔۔۔۔۔ اور حسب پروگرام "دال گلتی نظر نہیں آتی"

ہم پہلے بھی واضح کرچکے ہیں کہ سپاہ صحابہ "الحب فی اللہ والبغض فی اللہ" کے اصول پر عمل پیرا ہے' بناء بریں ہمیں وزیراعظم کی ذات سے بھی کوئی ذاتی عداوت نہیں۔ البتہ سپاہ صحابہ کے ساتھ وزیراعظم موصوف کا سلوک ہمیشہ معاندانہ اور ذاتی عداوت کا مظہر رہا ہے۔ ہم وزیراعظم کے دعویٰ نفاذ شریعت کو اب تک اس وجہ سے تسلیم نہیں کرپائے کہ ہمیں موصوف کی ذات میں اس نعرے پر خلوص نیت سے عمل پیرا ہونے کی کوئی جھلک نظر نہیں آتی۔

ملک میں سودی نظام معیشت جوں کا توں قائم ہے۔ وزیراعظم نے سود کے حق میں دائر اپیل اب تک واپس نہیں لی۔ ہم کیسے مان لیں کہ موصوف نفاذ شریعت کے دعوے میں مخلص ہیں؟

سپاہ صحابہ کے مظلوم قائدین اور بے گناہ کارکن سینکڑوں کی تعداد میں ابھی تک جیلوں میں قید ہیں' ان حالات میں بہت سے قیدی ایسے ہیں جن پر کوئی مقدمہ نہیں۔۔۔۔۔۔۔ وہ صرف اور صرف سپاہ صحابہ سے وابستگی کی سزا بھگت رہے ہیں۔

قائد سپاہ صحابہ علامہ علی شیر حیدری مدظلہ عرصہ تقریباً دس ماہ سے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کررہے ہیں۔ انہیں وزیراعلیٰ پنجاب کی قائم کردہ خصوصی عدالت نے جس تقریر کے الزام میں تین سال قید کی سزا سنائی ہے اس تقریر کا کیسٹ سن کر حیرت ہوتی ہے کہ پوری تقریر میں آخر وہ کون سا جملہ ہے جس کی بھڑکاتی ہوئی آگ نے ملک کا امن دامان یا وزیراعلیٰ صاحب کا سکون و آرام خاکستر کردیا۔ جس کی وجہ سے انہیں تین سال قید کی سزا کا مستحق گردانا گیا!

ظلم و بربریت اور غیرانسانی سلوک کی اس سے بڑھ کر اور کیا مثال ہوگی کہ جرنیل سپاہ صحابہ مولانا محمد اعظم طارق کو ۶ مئی ۹۷ء کو تین ماہ کی نظربندی کے عنوان پر شدید زخمی حالت میں گرفتار کرکے چوہنگ سنٹر کے عقوبت کدے میں مسلسل کئی گھنٹوں تک کھڑا رکھ کر ان پر تشدد کے خوفناک حربے آزمائے گئے۔ حالانکہ اس دوران حضرت مولانا پر کوئی مقدمہ نہیں تھا۔ جب نظربندی کی مدت ختم ہوئی تو تین سال پرانا شیخ اقبال قتل کیس مولانا پر ڈال دیا گیا' تاکہ مولانا کو مزید ستائے جانے کا جواز ثابت ہوسکے۔ خدا کا کرنا یوں ہوا کہ چند ہی دنوں میں شیخ اقبال کے ورثاء سے صلح ہوجانے کی صورت میں وہ کیس ختم ہوگیا۔ تو وزیراعلیٰ کے شاطر دماغ نے ایک اور چال چلی اور ان کے حکم پر آئی جی پنجاب پولیس نے تمام اضلاع کے تھانوں میں یہ آرڈر کئے کہ گذشتہ چھ سال میں مولانا اعظم طارق پر جہاں جہاں بھی تقریر کرنے کے الزام میں مقدمات بنے' ان سب میں مولانا کی گرفتاری ڈال دی جائے۔ چنانچہ ۶۹ مقدمات میں گرفتاری ڈال دی گئی۔ حالانکہ یہ سب مقدمات وہ ہیں جن میں سے بعض کی ضمانتیں سابقہ دور میں ہوچکی تھیں اور بعض مقدمات مختلف اضلاع کے ڈپٹی کمشنروں نے ختم کردیئے تھے۔ اب جب وزیراعظم صاحب نے نفاذ شریعت کا غلغلہ اٹھایا تو آنجناب کے چھوٹے بھائی اور دست و بازو جناب وزیراعلیٰ صاحب نے نفاذ شریعت میں وزیراعظم صاحب کا ہاتھ بٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک بار پھر آئی جی پنجاب کے ذریعے پنجاب بھر کے تھانوں میں یہ حکم جاری کردیا کہ جن مقدمات میں مولانا کو بے گناہ لکھا گیا ہے۔۔۔۔۔۔ ان میں از سرنو گرفتاری ڈال دی جائے! ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا جناب وزیراعظم ان حقائق سے بے خبر ہیں اور انہوں نے اپنے بھائی کی باگیں اس قدر ڈھیلی کیوں چھوڑ رکھی ہیں کہ وہ خوف خدا اور شرافت انسانی کو بھی پس پشت ڈال کر جبر و استبداد کی نت نئی مثالیں قائم کرتے چلے جارہے ہیں؟

تمھیں بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا؟

☆...☆...☆

Scanned with CamScanner

گستاخ رسولؐ کو نفاذ شریعت کے دعویدار وزیراعظم اپنے اقتدار کی چھتری میں چھپا کر کون سا اسلام نافذ کرنا چاہتے ہیں؟

لاہور سے شائع ہونے والے کثیرالاشاعت روزنامہ "دن" میں ۱۰ نومبر کو شائع ہونے والی ایک خبر کا متن ملاحظہ ہو۔

"لاہور (خبرنگار خصوصی) وزیراعظم محمد نواز شریف نے یوم اقبال کے حوالہ سے منعقدہ تقریب میں انکشاف کیا ہے کہ سینٹ اور قومی اسمبلی میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو سرے سے شریعت ہی کے حق میں نہیں ہیں۔ وزیراعظم نے کہا کہ میری ایک صاحب سے بات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ آپ کس شریعت کی بات کرتے ہیں۔ اس شخص نے مزید کہا کہ توبہ نعوذباللہ (محمد ﷺ) سب سے بڑے ڈکٹیٹر تھے۔ وزیراعظم کے اس انکشاف پر ہال میں ہنگامہ شروع ہو گیا اور لعنت لعنت اور شیم شیم کے نعروں کے علاوہ متعدد افراد نے کھڑے ہو کر مطالبہ شروع کر دیا کہ اس "سلمان رشدی" کا نام بتایا جائے۔ اس موقع پر لوگوں نے "غلام ہیں غلام ہیں رسول ﷺ کے غلام ہیں" کے نعرے بھی لگانے شروع کر دیئے۔ کافی دیر تک کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ وزیراعظم نے کہا کہ مجھ سے کہا جاتا ہے کہ شریعت بل پر اتفاق رائے پیدا کریں میں خود بھی یہی چاہتا ہوں اسی لئے اس میں ترمیم کی گئی مگر مجھ سے یہ کہا گیا کہ آپ قرآن وسنت کی بات کرتے ہیں یہ آپ کا معاملہ ہے، ہمارا نہیں اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے نہیں حالات و واقعات نے مینڈیٹ دے دیا ہے۔ وزیراعظم نے کہا کہ یہ بات کرنے والا پارلیمنٹ کا رکن ہے لہٰذا اب کس اتفاق رائے کی بات کی جائے کہ یہ لوگ ہیں جنہوں نے بل کو ووٹ دینا ہے مگر یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے خیالات معافی کے قابل نہیں۔"

کس قدر افسوس کی بات ہے کہ وزیراعظم صاحب کے سامنے ایک رکن پارلیمنٹ نے یہ ہفوات بکیں' اور موصوف کی دینی حمیت اور جذبہ حب رسول ﷺ نے انگڑائی تک نہ لی۔ اور پھر کس قدر شرم کا مقام ہے کہ وزیراعظم صاحب اپنے خلاف تو اس طرح کے جملے سن کر خاموش نہیں رہ سکتے مگر جس آقا و مولا ﷺ کا کلمہ پڑھتے ہیں' ان کے خلاف یہ باتیں سن کر ان کی غیرت کو جوش نہیں آیا۔ بلکہ موصوف نے اس رکن کا نام چھپا کر گویا اسے تحفظ فراہم کر دیا۔۔۔۔۔ اس پر ہم صرف یہی کہہ سکتے ہیں کہ

حمیت نام تھا جس کا۔۔۔ گئی تیمور کے گھر سے

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کی گرفتاری

مورخہ 18 اکتوبر کو چکوال میں منعقد ہونے والی ایک محفل سماع کے دوران مقامی ڈی ایس پی چوہدری محمد یوسف کو کسی شرپسند نے فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔ اس واقعے کو بنیاد بنا کر چکوال کی انتظامیہ نے شہر کے وسط میں واقع مدنی مسجد اور اس سے متصل مدرسہ میں انتہائی جارحانہ انداز سے ہلہ بول کر طلباء کی گرفتاریاں اور ان پر تشدد شروع کر دیا۔ بعد ازاں پولیس تحریک خدام اہلسنت کے امیر مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کے گھر میں داخل ہوئی اور انہیں ان کے نواسے سمیت گرفتار کر لیا۔ اس وقت سے تاہنوز مولانا موصوف پولیس کی حراست میں ہیں۔

حالات و واقعات کا بغور جائزہ لیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ مولانا موصوف قطعاً بے گناہ ہیں نیز مولانا کی امن پسندی تمام حلقوں میں مسلم ہے۔ اور زہد و تقویٰ کے بلند مقام پر فائز ہونے کے علاوہ عمر کے جس حصے سے گزر رہے ہیں اس میں تو تصور ہی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ اپنے علاقے میں ایک افسر اور بالخصوص سنی افسر کے قتل کا حکم دیں گے۔

تشویشناک امر یہ ہے کہ اس وقت پاکستان پر مسلم لیگ کی حکومت ہے' جس کا طرز عمل خوددار' حساس اور باحمیت علماء کرام کے ساتھ ہمیشہ معاندانہ رہا ہے اور ہر دور کی مسلم لیگی حکومت اس فلسفے پر عمل پیرا رہی ہے کہ

افغانیوں کی غیرت دیں کا ہے یہ علاج
ملا کو اس کے کوہ و دمن سے نکال دو

محمد علی جناح صاحب کے دور کی مسلم لیگ نے شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے جو غیر انسانی سلوک کیا۔۔۔۔ وہ حساس مسلمانوں کو ہمیشہ خون کے آنسو رلاتا رہے گا۔ اور اب جناح صاحب کے روحانی فرزند نواز شریف صاحب کی مسلم لیگ وہی سلوک شیخ العرب والعجم کے روحانی فرزندوں کے ساتھ روا رکھے ہوئے ہے۔ اور دین دار حلقوں میں اپنے خلاف نفرت و حقارت کے جذبات کی چنگاریوں کو مزید ہوا دے رہی ہے۔

ہم قاضی صاحب کی پیرانہ سالی میں بلاجواز گرفتاری پر ان کے ساتھ اظہار ہمدردی اور حکومت کے اس غیر شریفانہ اقدام کی بھرپور مذمت کرتے ہوئے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ قاضی صاحب موصوف کی باعزت رہائی کے اسباب جلد از جلد پیدا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

مولانا محمد عبداللہ شہیدؒ کے قتل میں حکمران ملوث ہیں! علماء اہلسنت کے لئے لمحہ فکریہ!

بزرگ عالم دین' خطیب اسلام آباد حضرت مولانا محمد عبداللہ کی شہادت کو ایک ماہ سے زائد عرصہ گذر چکا ہے' حکومت باقی شہداء سپاہ صحابہ کی طرح مولانا موصوف کا خون بھی مٹی میں دبا دینا چاہتی ہے۔ اس وجہ سے بھی کہ مولانا کے ورثاء قاتلوں کو پہچان چکے ہیں۔۔۔۔۔!

"مولانا عبداللہ شہیدؒ کو خفیہ ایجنسیوں کے ذریعے قتل کرایا گیا"

حکومت کو خطرہ تھا طالبان طرز کی سرگرمیاں نہ شروع ہو جائیں: مولانا کے بیٹے کا بیان۔

Scanned with CamScanner

اسلام آباد(این این آئی) رویت ہلال کمیٹی کے چیئرمین وجید عالم دین مولانا عبداللہ کا قتل دہشت گردی نہیں بلکہ حکومت نے اپنی خفیہ ایجنسیوں کے ذریعے انہیں قتل کروادیا ہے۔ کیونکہ مولانا محمد عبداللہ کا عسکری تنظیموں سے رابطہ تھا اور عنقریب عسکری تنظیموں کے راہنما اور کارکن ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے تھے۔ حکومت نے یہ خطرہ محسوس کرتے ہوئے انہیں قتل کروادیا کہ کہیں ملک میں طالبان طرز پر کوئی تبدیلی نہ آجائے۔ جمعہ کو مولانا محمد عبداللہ کے چھوٹے صاحبزادے عبدالرشید نے یہاں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مولانا محمد عبداللہ کے قتل سے ایک دو روز پہلے ایک گاڑی مسلسل ہمارے گھر اور مسجد کا چکر لگاتی رہی جس کا نمبر ہمارے ایک آدمی نے نوٹ کیا تھا اپنے طور پر تفتیش کے دوران اس گاڑی والے کا سراغ لگالیا گیا تھا اس آدمی کو پکڑ کر پولیس کے حوالے کیا گیا میں نے پولیس سے مسلسل رابطہ رکھا تین دن گزرنے کے بعد بھی پولیس نے کہا کہ اس آدمی نے کوئی انکشاف نہیں کیا جس پر مجھے پریشانی لاحق ہوئی تاہم سی آئی اے نے مجھے بتایا کہ اس آدمی کی حالت غیر ہے چار دن بعد مجرم کی شناخت کے لئے ایک اور موقع کے گواہ کو سی آئی اے پہنچایا شناخت کے بیس منٹ بعد وہ واپس آیا اس گواہ نے کہا کہ یہ وہی آدمی ہے میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ مذکورہ مجرم کی حالت غیر نہیں بلکہ تسلی بخش ہے اس پر مجھے پریشانی لاحق ہوئی تو آئی ایس آئی کے اعلیٰ افسر سے رابطہ کیا اعلیٰ افسر نے کہا کہ پولیس اپنے طور پر تفتیش کررہی ہے اگر وہ ناکام ہوگئی تو پھر ہم دیکھ لیں گے مزید چند روز گزرنے کے بعد آئی ایس آئی کے سربراہ سے رابطہ کیا تو اس نے مجھے میریٹ ہوٹل اسلام آباد میں بلایا اور کہا کہ آپ اپنے والد مولانا محمد عبداللہ کے قتل کی پیروی چھوڑدیں اس معاملے کو زیادہ نہ اچھالیں میں پریشان ہوگیا اور میں نے اس کے خلاف احتجاج کیا تو آئی ایس آئی کے اعلیٰ افسر نے کہا کہ ہم خود اس معاملے کی چھان بین کرکے رپورٹ آپ کو بتانے کی بجائے اوپر بتائیں گے۔ چند روز بعد میں نے اپنے والد کے قریبی دوست سے جو کہ ایک ادارے میں ایک اعلیٰ عہدے پر فائز ہیں سے رابطہ کیا اور کہا کہ میری حکام بالا تک شنوائی کرائیں جس پر انہوں نے جواب دیا کہ بہتر ہے کہ اس معاملے کو یہیں چھوڑ دیا جائے جس پر میں سوچنے پر مجبور ہوا کہ کیا میرے والد ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث تھے؟ جو کہ ان کے ساتھ ایسا کیا گیا پھر میں نے تین چار ماہ کے اخبارات اور ان کے خطبات پڑھے اور جن لوگوں سے ان کی خصوصی ملاقاتیں ہوئیں ان سے رابطہ کیا تو اس نتیجے پر پہنچا کہ دراصل مولانا محمد عبداللہ شہید" کی شخصیت غیر متنازعہ ہونے کی وجہ سے متعدد عسکری تنظیمیں ان کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتی تھیں اور مولانا محمد عبداللہ شہید" کئی مرتبہ بے نظیر کا تختہ الٹنے کے الزام میں سزایافتہ میجر جنرل ظہیرالاسلام عباسی سے بھی جیل میں ملاقاتیں کرچکے تھے جس پر حکومت کو یہ خطرہ محسوس ہوا کہ پاکستان میں طالبان طرز پر سرگرمیاں نہ شروع ہوجائیں اور انہوں نے اپنی خفیہ ایجنسی کے ہاتھوں میرے والد گرامی کو قتل کروادیا۔

مولانا محمد عبداللہ شہید" کے صاحبزادہ مولانا عبدالرشید کا بیان آپ پڑھ چکے ہیں باقی اخبارات میں ۷ نومبر کو اس سے بھی زیادہ تفصیل سے یہ بیان شائع ہوا ہے جس سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ حکومت وقت خود علماء حق کو قتل کراکر عالمی طاقتوں اور ایران کو خوش کررہی ہے۔

خود کو اسلام اور شریعت کے علمبردار قرار دینے کے نعرے لگانے والے حکمران ایک طرف علماء حق کو جرم بے گناہی کی سزا دے کر جیلوں میں دھکیل رہے ہیں دوسری طرف اپنے گماشتوں کے ذریعہ علماء کو قتل کراکر قاتلوں کو تحفظ فراہم کررہے ہیں۔ آخر حکمرانوں کی اس اندھیر نگری پر علماء حق کب تک خاموش رہیں گے۔؟

مفسر قرآن مولانا عبدالعزیز شجاع آبادی رحمہ کا انتقال

۳۰ اکتوبر بروز جمعۃ المبارک تحصیل شجاع آباد میں نامور عالم دین مفسر قرآن مولانا عبدالعزیز شجاع آبادی انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون○ مولانا مرحوم علوم عقلیہ و نقلیہ کے ماہر، قابل ترین مدرس، جامعہ عزیز العلوم کے بانی مہتمم نہایت شیریں بیان اور نکتہ سنج خطیب تھے۔ ساری زندگی علوم قرآنیہ کی خدمت میں بسر کی، اور ملک کی مختلف دینی درسگاہوں میں دورۂ تفسیر قرآن پڑھاتے رہے۔

خطیب پاکستان حضرت قاضی احسان احمد شجاع آبادی" اور ولئی کامل حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلوی" کے بعد ان کا شہر مولانا مرحوم کے حوالے سے پہچانا جاتا تھا۔ مرحوم ایک عرصہ سے صاحب فراش تھے اور مختلف عوارض نے ان کے وجود کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ تا آنکہ ۳۰ اکتوبر کو وقت موعود آپہنچا، مولانا کی وفات تدریسی حلقوں میں بڑی شدت سے محسوس کی گئی۔

جرنیل سپاہ صحابہ حضرت مولانا محمد اعظم طارق دامت برکاتہم اور سپاہ صحابہ کے دیگر رہنماؤں نے مولانا مرحوم کی وفات کو ناقابل تلافی نقصان قرار دیتے ہوئے ان کی مغفرت اور بلندی درجات کی دعا کی ہے۔

Scanned with CamScanner

آہ!! مولانا محمد عبداللہ شہید رح

اک دیا اور بجھا اور چھائی تاریکی

عبدالواحد ڈڈیالوی اسلام آباد

یوں تو اس دنیا میں بہت سے انسان آئے اور چلے گئے لیکن کچھ ایسی شخصیات بھی آئیں جو خود تو دنیا سے چلی گئیں لیکن اپنا نام اور مشن چھوڑ گئیں۔ جو رہتی دنیا تک یاد کیا جائے گا اور ہر باطل کے مقابلے میں اللہ نے حق اور حق والوں کو پیدا فرمایا حق والے کامیاب ہو گئے اور باطل کو شکست فاش ہوئی۔ حق والوں نے تو اپنے مال و جان کو قربان کر دیا لیکن ان کے پایہ استقلال میں ذرا بھی لغزش نہیں آئی جب انہی لوگوں نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا تو رب ذوالجلال نے فرمایا ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء اور انہی لوگوں کے نقش قدم پر چلنے کا حکم فرمایا کہ جن کا تعلق اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ ہو انہی شخصیات میں سے ایک نامور شخصیت یادگار اسلاف شہید اسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ" ہیں۔ حضرت اقدس کی شہادت سے ایک ایسا دینی خلا پیدا ہو گیا ہے جو کبھی پر نہیں ہو گا۔ اس عظیم صدمہ پر نہ صرف پاکستانی مسلمان بلکہ پوری دنیا اسلام قابل تعزیت ہے۔

اہل حق نے یہ خبر انتہائی رنج و غم کے ساتھ سنی کہ اب وہ جید عالم بلند پایہ محقق بے باک مبلغ اور عظمت و استقامت کا پیکر اس جہاں آب و گل میں نہیں رہا۔ جس نے خاموش زبانوں کو گویائی دی مایوس دلوں میں قرآن و حدیث اور سنت رسول ﷺ اور عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم کی شمع فروزاں کر دی اور ملت اسلامیہ کے بوڑھوں جوانوں اور بچوں کو قرآن و سنت کی اشاعت اور دین کی خدمت کا نیا انداز نیا حوصلہ اور نیا ولولہ عطا کیا تھا۔ شعلہ نوا خطیب بے باک مقرر مخلص رہنما اسلام کا غازی قرآن و حدیث کا شارح دشمنان اسلام کیلئے بے نیام تلوار شریعت اسلامیہ میں ردو بدل کرنے والی ہر جسارت کو نیست و نابود کرنے کے لئے ہر وقت تیار یہاں تک کہ اپنے پورے سرمایہ حیات کو تبلیغ دین اور خدمت اسلام کے لئے وقف کر دیا تھا۔

حضرت اقدس کی اچانک شہادت سے ہم کسی معمولی شخصیت سے محروم نہیں ہوئے بلکہ ایک روشن چراغ گل ہو گیا ایک جگمگاتا ہوا چاند غائب ہو گیا ایک چمکتا ہوا سورج غروب ہو گیا۔ سچ ہے کہ موت العالم موت العالم' حدیث کو بغور مطالعہ کیجئے کہ آج یہ کس کے گھر عظیم صدمہ ہے آج یہ لوگ بے چین کیوں ہیں یہ علماء بے آرام کیوں ہیں؟ یہ جامعہ فریدیہ اور لال مسجد کے طلباء غمگین کیوں ہیں اور یہ اسلام دشمن بے مہار کیوں ہیں یہ امریکہ و ایران کے ایجنٹ بے لگام کیوں ہیں؟ اس لئے کہ داعی حق پاسبان ناموس صحابہ "' دیوبندیت کی للکار حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ نور اللہ مرقدہ بانی و مہتمم جامعہ علوم اسلامیہ الفریدیہ جیسا جری اور باہمت انسان اس دنیائے فانی سے رخصت ہو کر عالم جاوداں میں شہداء احد و بدر کے ساتھ مقیم ہو گیا حضرت اقدس نے ساری زندگی قرآن و سنت کی اشاعت اور لادینی طاقتوں غیر اسلامی قوتوں کے خلاف علم جہاد بلند کئے رکھا اور اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر ہر باطل اور طاغوتی قوت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ایسے نازک وقت میں جب سوئی ہوئی ملت اسلامیہ کو جگانے اور غافل امت کو بیدار کرنے کا عمل اپنے انجام کے آخری مرحلے کو پہنچ رہا تھا اور غلط کار لوگ اپنے بدنام طریقوں اور گمراہ کن پروپیگنڈے سے کاروان حق کو مٹانے اور ناکام بنانے کے لئے کمربستہ تھے اور مسلمان قوم کو اختلاف شبہات بددیانتی بدعملی بداخلاقی غلط رسم و رواج اور گمراہی میں مبتلا کرنے کی بھرپور مہم چل رہی تھی اس وقت حضرت اقدس" جیسی عظیم ہستی کا ہم سے جدا ہو جانا ایک بہت بڑا سانحہ ہے جس نے سخت دلوں کی خشک آنکھوں سے بھی پانی بہادیا اور ہنستے لوگوں کو بھی رلا دیا۔

حضرت اقدس" کابر علماء دیوبند کے سچے پیروکار اور ان کی نشانی تھے ان کا وجود عطیہ الٰہی تھا جو عقیدوں کو سنوارتا اور ایمانوں کو مضبوط بناتا تھا اکابر علمائے دیوبند کیسے تھے اور کیا تھے ان کا کام کیا تھا کیا نظریہ تھا کس لئے جیتے تھے کس لئے مرتے تھے...... ان کو دیکھ کر اکابر علماء دیوبند کے کردار و اعمال افکار و نظریات تک رسائی حاصل کرنا چنداں مشکل نہ تھا وہ اک ادارہ اک انجمن اک تحریک اور اک جماعت تھے۔ نئی نسل نے امیر شریعت" کو دیکھا نہ مولانا آزاد" کو حضرت مدنی" کی زیارت سے فیض یاب ہوئی نہ مولانا بنوری" کو دیکھا مگر واللہ حضرت اقدس کے روپ میں ان کی حق گوئی و بے باکی میں ان کے علم و عقائد میں ان کے وعظ و نصیحت میں ان کے درس و تدریس میں ان کی خطابت و قرءت میں ان کے افکار و نظریات میں ان کی جرءت و استقامت میں سید بخاری" کو بھی دیکھا حضرت مدنی" کو بھی دیکھا' حضرت تھانوی" بھی نظر آئے حضرت کشمیری" اور حضرت عثمانی" بھی تشریف رکھتے تھے حضرت آزاد" بھی مسند نشین تھے اور حضرت بنوری" بھی جلوہ افروز تھے...... الغرض کہ اکابر علماء دیوبند اور جھنگ سے چلنے والے قافلہ شہداء ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم جس کا وجود دین محمدی کے لئے انعام خداوندی تھا حضرت اقدس بھی گویا اسی عظیم سلسلہ اس عظیم قافلہ کے آخری فرد تھے جو بہت جلد ہی

اپنی زندگی کی 63 بہاریں گزارتے ہی اللہ سے جاملے.....

حضرت اقدس" ہمارے عہد کی ان یگانہ ہستیوں میں سے تھے جن کا تعلق نفس وجود ہی امت کے لئے رحمتوں اور برکتوں کا باعث ہوتا ہے اور جن کو اللہ تعالیٰ کسی دور میں فیض رسانی کے لئے منتخب اور موفق فرمالیتے ہیں برصغیر کے علماء میں ان کی ذات اس وقت ایسی تھی کہ مختلف نقطہ ہائے نظر کے لوگ بھی ان کے علم و فضل تقدس و تقویٰ جہد و عزیمت اور ملت کے درد کے نہ صرف معترف بلکہ اس کے آگے سر بہ خم تھے اور جو مشکلات میں بڑے بڑے علماء کے لئے مرجع بنی ہوئی تھی ان کی مثال ایسے گھنے اور سایہ دار درخت کی سی تھی جس کی چھاؤں میں امت کے تمام افراد اور خصوصاً اہل علم و دین اور جامعہ کے اساتذہ اور طلباء کو آغوش مادر کا سکون و سرور میسر آتا تھا۔ سپاہ صحابہ کے ساتھ جو حضرت اقدس" کی شفقت اور محبت تھی اس مختصر وقت میں میری قلم اسے احاطہ تحریر میں نہیں لا سکتی ہر مشکل گھڑی میں حضرت اقدس" نے سپاہ صحابہ کے کارکنوں پر دست شفقت رکھا راولپنڈی ڈویژن میں کوئی پروگرام ایسا نہیں ہوتا تھا جس کی سرپرستی حضرت نہ فرماتے ہوں...... آج پوری دنیا بالخصوص علمی و دینی برادری سپاہ صحابہ کے کارکن اس عظیم سائے سے محروم ہو گئے اور ملت کا یہ سہارا بھی چھن گیا۔

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص ساری دنیا کو ویران کر گیا۔

حضرت اقدس" ہر فتنہ کی سرکوبی کے لئے میدان عمل میں کود پڑتے جہاں وہ دشمنان اسلام اور بدعات کے لئے تیغ بے نیام تھے وہاں وہ دشمنان ختم نبوت کے لئے غضب الٰہی کی تلوار تھے اور سب سے بڑھ کر ناموس صحابہ کے پاسبان کے ہراول دستہ کے علمبردار تھے.... وہ حق کی خاطر بڑے بڑے وقت کے جابر حکمرانوں سے ٹکرا گئے حکمرانوں نے حضرت کو مادہ پرست مولویوں کی طرح نیچا دکھانے کے لئے طرح طرح کی تدبیریں اور سکیمیں تراشیں مگر بحمداللہ ہر آزمائش و ابتلا میں وہ مرد درویش مسکراتا ہوا منزل کامرانی سے ہمکنار ہوا اور آخر کار اسی مشن پر چلتے ہوئے مورخہ 17 اکتوبر 1998ء بروز ہفتہ دن بارہ بجے اسلام دشمن دہشت گردوں کی گولی کا نشانہ بن کر لال مسجد کو حقیقی معنوں میں لال کر دیا۔ اک پھول تھا جو مرجھایا تمام چمن کی رونق و زینت کو تو ختم کر گیا مگر جس کے علم و عمل کی مہک اس کے مرقد سے اس کے لگائے ہوئے گلشنوں یعنی مدارس اور لہلہاتے ہوئے پودوں یعنی طلباء کے وجود سے قیامت تک قائم رہے گی اور ہر فتنہ کے لئے باعث پریشانی و ناکامی بنی رہے گی۔

دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کو جوار رحمت میں مقامات عالیہ سے نوازے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کا قائم فرمودہ جامعہ علوم اسلامیہ الفریدیہ جو ان کا بہترین صدقہ جاریہ ہے بدستور خدمت دین کا ایک اہم مرکز بنا رہا ہے حضرت کے صاحبزادے حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب دامت برکاتہم العالیہ بفضل تعالیٰ عالم دین اور اپنے والد ماجد کے مشن کے امین ہیں۔

اللہ انہیں خیر و عافیت کے ساتھ قائم رکھے اور بیش از بیش خدمت دین کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

اے شہید اسلام
خدا تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے

✪ اسیر ناموس صحابہؓ قائد سپاہ صحابہ علامہ علی شیر حیدری دامت برکاتہم العالیہ
✪ اسیر ناموس صحابہؓ جرنیل سپاہ صحابہ مولانا اعظم طارق دامت برکاتہم العالیہ کا جیل سے کارکنان سپاہ صحابہ کے نام پیغام ہے کہ

سالانہ امدادی فنڈ سکیم
1998ء
کو کامیاب بنائیں

(الف) : مشن جھنگوی شہید کو پاکستان سمیت دنیا بھر میں پھیلانے کے لئے
(ب) : دفاتر کے اخراجات کے لئے
(د) : ناموس صحابہؓ کے دفاع کے لئے
(ج) : سنی حقوق کے تحفظ کے لئے
(ر) : لٹریچر کی اشاعت کے لئے

منجانب: مولانا عبدالغنی مرکزی فنانس سیکرٹری سپاہ صحابہ دفتر سپاہ صحابہ جامع مسجد حق نواز شہید جھنگ صدر

اگر حکومت میری طرف سے پیش کردہ چار تجاویز پر عمل کرلے تو ملک میں

شیعہ سنی فسادات کا خاتمہ ہوسکتا ہے

جرنیل سپاہ صحابہ حضرت مولانا محمد اعظم طارق کا خصوصی انٹرویو

سوالات: محمد ساجد، اٹک شہر

جرنیل محترم میں آپ سے خلافت راشدہ کے حوالہ سے اس لئے مخاطب ہوں کہ سپاہ صحابہ کے کارکنوں کو آپ کے پیغامات تو اکثر اوقات پڑھنے اور سننے کے لئے مواقع ملتے ہیں لیکن اکثر کارکن موجودہ حالات کے پیش نظر بہت کچھ جاننا چاہتے ہیں اس لئے آپ ان سوالات کے جوابات عنایت فرمائیں۔

سوال سب سے پہلے تو اپنی صحت کے بارے میں کارکنوں کو آگاہ کریں۔

جواب میری صحت الحمدللہ اس وقت بہت اچھی ہے ۶ مئی ۱۹۹۷ء کو جب مجھے گرفتار کر کے چوہنگ کے عقوبت خانہ میں بند کیا گیا تھا اس وقت میں نے تازہ ہی اپریشن کرایا ہوا تھا۔ ابھی پاؤں' کمر اور گھٹنے کے زخم ہرے تھے اس لئے عقوبت خانہ میں مسلسل کھڑا رکھنے اور تشدد کا نشانہ بنائے جانے کے باعث طبیعت بہت ہی کمزور ہو چکی تھی پھر علاج معالجہ کا سلسلہ شروع ہوا اور ساڑھے تین ماہ بعد اڈیالہ جیل منتقل ہوا تو صحت کافی بحال ہو چکی تھی۔ فروری ۹۸ء میں حکمرانوں کی طرف سے ملاقاتوں پر عائد کردہ پابندیوں اور اسیر کارکنوں سے ہونے والی زیادتیوں کے خلاف جیسا احتجاج شروع کیا اور مسلسل روزے رکھنے اور تین کھجوروں سے سحری و افطاری کا سلسلہ شروع ہوا تو ایک مرتبہ پھر وزن تیزی سے کم ہوگیا اور کمزوری حد سے بڑھ گئی اٹک جیل میں جب احتجاج ختم کیا تو پھر بحال ہونا شروع ہوگئی۔ حتیٰ کہ پھر ایسا وقت آگیا کہ میرا وزن تیزی سے بڑھنے لگا جب میں اس جیل میں آیا تو وزن ۸۲ کلو تھا جو بعد میں بڑھتے بڑھتے ایک سو کلو سے اوپر ہوگیا۔ چنانچہ میں نے صبح و شام جہاد کی نیت سے سخت قسم کی ورزش شروع کردی جس سے اب وزن ۸۸ کلو رہ گیا ہے اور طبیعت بہت ہی اچھی ہے۔

سوال اٹک جیل آئے ہوئے آپ کو نو ماہ ہونے کو ہیں آپ مختلف جیلوں میں رہ چکے ہیں دوسری جیلوں میں اور اس جیل آپ نے میں کوئی خاص فرق محسوس کیا ہے؟

جواب مجھے اٹک جیل آئے ہوئے اس وقت ساڑھے آٹھ ماہ ہو چکے ہیں اب تک مسلسل اتنا عرصہ کسی اور جیل میں نہیں گزرا ہے اس جیل کا اگر دوسری جیلوں سے موازنہ کیا جائے تو کئی لحاظ سے یہ جیل دیگر جیلوں سے سخت اور مشکل واقع ہوئی ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ سو سالہ قدیم جیل ہے جو ان تمام جدید سہولتوں سے اب تک محروم ہے جو دیگر جیلوں میں مہیا کی جا چکی ہیں۔ مثلاً اس جیل کی اکثر بارکوں میں بنی ہوئی چکیوں (سیلوں) میں اب تک پانی اور قضاء حاجت کے لئے کوئی انتظام نہیں ہے پھر اس جیل میں ہم کل دو ساتھی ہیں اور ہمیں سولہ چک سزائے موت کی کال کوٹھڑی پر مشتمل بلاک میں اکیلے رکھا گیا ہے۔ جبکہ اس سے قبل ہم جس جیل میں رہے کم از کم دس پندرہ ساتھیوں کے ہمراہ رہے۔ علاوہ ازیں ملاقات پر سخت پابندی بیساڑھے آٹھ ماہ میں بچوں کو صرف چار ملاقاتوں کی اجازت ملی بلکہ اس آخری دفعہ تو چار ماہ کے بعد ملاقات کی اجازت ملی۔ اس طرح اڈیالہ جیل میں سوئی گیس کی سہولت حاصل تھی جبکہ یہاں کوئلوں کی انگیٹھیاں ہی استعمال کرنا ہوتی ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ پہلے ہم سنٹرل جیلوں میں رہے جنہیں قیدیوں کو کافی مراعات مل جاتی ہیں اور یہ ڈسٹرکٹ جیل ہے جس میں کئی سخت قسم کی پابندیاں قانونی قیدیوں پر لاگو کی جاتی ہیں۔

سوال اٹک جیل کی انتظامیہ کا رویہ آپ کے ساتھ کیا ہے؟

جواب جیل انتظامیہ کے ساتھ میں نے اپنا رویہ شروع سے ٹھیک رکھا ہوا ہے جس کے جواب میں انہوں نے بھی اخلاق اور پیار و احترام کا انداز اپنایا ہوا ہے۔ دراصل مجھے اس بات کا یقینی علم ہو چکا ہے کہ مجھ پر جو پابندی سختی یا عتاب نازل ہوتا ہے اس میں جیل انتظامیہ بے بس ہوتی ہے اس پابندی کا لاگو کرنا۔ مثلاً دوسری جیل سے رابطہ نہ ہونے دینا نہ مجھے اس بلاک سے باہر جانے دینا نہ کسی کو ادھر آنے کی اجازت دینا۔ ملاقات پر پابندی اور بی کلاس کی وہ سہولتیں جو قانوناً میرا حق بنتی ہیں مجھے نہ دینا یہ سب کچھ اوپر کی ہدایات کے مطابق ہے۔ لہٰذا میرا ان مجبور جیل انتظامیہ کے افسران سے تلخ لہجہ اختیار کرنا سراسر بے فائدہ ہے اس لئے میں نے انہیں یہ کہہ رکھا ہے کہ "آپ اپنی نوکری بچائیں" میں ہر طرح کے حالات سے سمجھوتا کرنے کا الحمدللہ حوصلہ رکھتا ہوں۔

سوال آپ کے اس وقت روزانہ کے معمولات کیا ہیں؟

جواب جیل میں میرے معمولات ہر چالیس روز کے بعد بدلتے رہتے ہیں آج کل الحمدللہ بعد التہجد درود شریف' استغفار' ذکر اللہ کی کافی تسبیحات کے بعد پانچ چھ پارے تلاوت کرتا ہوں پھر بعد الفجر اشراق تک تلاوت کرتا ہوں اشراق کے بعد خوب ایکسرسائز (ورزش) کرکے ہلکا سا ناشتہ کرکے خطوط کے جوابات لکھ کر ایک گھنٹہ آرام کرنے کے لئے لیٹ جاتا ہوں۔ پھر اٹھ کر اخبارات کا مطالعہ کرکے دوپہر کا کھانا تناول کرتا ہوں اور ظہر کے بعد کارکنوں کے آنے والے خطوط اور کسی کتاب کا مطالعہ کرتا

ہوں۔ بعد العصر کچھ تسبیحات پڑھ کر پھر ورزش کرتا ہوں اور پسینہ سے شرابور ہونے کے بعد پانچ چھ پارے واک کرتے ہوئے تلاوت کرلیتا ہوں۔ تاکہ پندرہ پارے مکمل ہوجائیں۔ بعد المغرب کی وظائف پر مشتمل دس تسبیحات کرکے آج کل نہایت ہی قلیل مقدار میں کھانا یا تھوڑا سا فروٹ کھا کر کارکنوں کے خطوط کے جوابات لکھتا رہتا ہوں۔ بعد العشاء B.B.C کی ریڈیو پر خبریں سنکر خطوط کے جوابات لکھنے یا کوئی کتاب مطالعہ کرنے میں مصروف ہوجاتا ہوں۔

عشاء کے بعد سونے سے قبل درود شریف کی دس تسبیحات اور پانچ تسبیحات ایک اور وظیفہ کی پڑھ کر مختلف قرآنی سورتوں کی تلاوت کرکے رات گئے دیر تک پڑھنے لکھنے کے کام سے فارغ ہوکر سوجاتا ہوں۔ اس طرح چوبیس گھنٹوں میں چھ گھنٹے سونے دو گھنٹے ورزش کے علاوہ باقی وقت تلاوت مطالعہ' اور خطوط کے جوابات تحریر کرنے اور وظائف پڑھنے ہی میں گزرتا ہے۔ الحمدللہ علی ذلک۔

سوال جرنیل محترم اب یہ بتائیں کہ آپ کے اس وقت کیسوں کی نوعیت کیا ہے؟

جواب جب ۱۹۹۵ء میں حضرت قائد فاروقی شہید کے ہمراہ گرفتار ہوا تھا تو ہم نے اپنے وکلاء کے ذریعہ ہائی کورٹ میں استدعا کی تھی کہ حکومت پنجاب ہم پر کل کیس جو بنائے ہوئے ہیں ان کی لسٹ دے چنانچہ حکومت کی طرف سے اس وقت مجھ پر اکسٹھ (٦١) مقدمات کی لسٹ دی گئی جن میں ایک درجن کے قریب قتل کے مقدمات تھے تین چار اسلحہ شو کرنے کے اور باقی تقاریر کے مقدمات تھے چونکہ ان میں سے بہت سے مقدمات میں پولیس ہمیں بے گناہ لکھ چکی تھی اور کچھ مقدمات مقامی اضلاع کے ڈپٹی کمشنر حضرات واپس لے چکے تھے اس لئے مجھ پر اس وقت صرف چودہ مقدمات ڈالے گئے جن میں تین قتل کے تھے چنانچہ ان سب مقدمات سے ضمانت کرا کر ۲۳ فروری ۱۹۹۷ء کو میں رہا ہوگیا۔ ٦ مئی ۱۹۹۷ء کو مجھے پھر گرفتار کیا گیا تو تین ماہ تک تو صرف نظربند رکھا گیا اور کوئی مقدمہ نہ ڈالا گیا اس کے بعد مجھ پر شیخ اقبال قتل کیس ڈال دیا گیا پھر یہ سلسلہ شروع ہوگیا کہ آئی جی پولیس نے تمام اضلاع کو تحریری آرڈر بھیجے کہ تمہارے پاس جو بھی مقدمات ہیں ان میں مولانا اعظم طارق کی گرفتاری ڈال کر آؤ چنانچہ اب تک بائیس مقدمات میں میری گرفتاری ڈالی جاچکی ہے۔ جن میں دو قتل کیس ہیں۔

ہم نے ایک مرتبہ پھر ہائی کورٹ میں رٹ کرکے یہ استدعا کی ہے کہ حکومت پنجاب ہم پر قائم کل مقدمات کی لسٹ فراہم کرے تو اب آئی جی پولیس کی طرف سے ٦٩ مقدمات کی لسٹ پیش کی گئی ہے ان میں وہ سب مقدمات شامل ہیں جن کی سابقہ دور میں ضمانتیں ہوچکی ہیں یا جنہیں ڈپٹی کمشنر حضرات ختم کرچکے ہیں اب جبکہ قتل کیسوں کی بھی ضمانتیں ہوچکی ہیں اور تقاریر کے چند مقدمات باقی رہ گئے ہیں تو اب حکومت پنجاب نے ایک اور شرمناک قدم اٹھایا ہے کہ تمام تھانوں کو ہدایت کی ہے ان مقدمات میں بھی مولانا کی گرفتاری ڈالی جائے جن میں انہیں بے گناہ لکھا گیا ہے۔ ان کا مقصد صرف مجھے ہراساں کرنا اور زیادہ عرصہ جیل میں رکھنا ہے یا دہشت زدہ کرکے سودے بازی پر مجبور کرنا ہے کیونکہ یہ حرکت حکومت نے اس وقت کی ہے جبکہ اس کی طرف سے مصالحتی کمیشن مذاکرات کے لئے میرے پاس بھیجا جاچکا تھا۔ اس مذاکراتی کمیشن سے کیا باتیں ہوئیں تفصیل آگے آرہی ہے۔

سوال آپ کو گزشتہ حکومت اور پھر موجودہ حکومت نے طویل عرصہ سے پابند سلاسل رکھا ہوا ہے اس کی خاص وجوہات کیا ہیں؟

جواب مجھے گزشتہ حکومت نے اور پھر موجودہ حکومت نے مسلسل قید و بند کا مہمان رکھنے کی جس پالیسی پر عمل شروع کررکھا ہے اس کی کئی وجوہات ہیں۔

(۱)... ہماری حکومتیں ایران کی خواہشات کی تکمیل میں ایسے قدم اٹھاتے ہوئے بھی دریغ نہیں کرتی ہیں جن سے ملک کی سلامتی کو بھی خطرہ لاحق ہوجائے یا ملک کے عوام کو مصیبت کا شکار ہونا پڑ جائے چنانچہ پاکستان میں علماء اہل سنت خصوصاً سپاہ صحابہ کی قیادت کو تخریب کاری کا نشانہ بھی ایرانی دہشت گرد بنا رہے ہیں اور الٹا اپنے مخالفین کو جیلوں میں بھی وہی ڈلوا رہے ہیں۔

(۲)... میرا قصور یہ بھی ہے کہ میں قومی و صوبائی اسمبلیوں کا رکن منتخب ہوکر حکمرانوں کے ناک میں دم کرتا رہتا ہوں اور ان کی اسلام دشمن و عوام دشمن پالیسیوں پر دو ٹوک انداز میں تنقید کرتا ہوں۔

(۳)... میرا جرم یہ بھی ہے کہ میں پاکستان کی افسر شاہی کو بھی کھری کھری سناتا ہوں جس کی وجہ سے وہ میرے خلاف ہر حکومت کو ابھارتی رہتی ہے۔ بہرحال مجھے اپنے اس انداز پر فخر ہے اور میں آج بھی حق گوئی اور حکمرانوں کی غلط پالیسیوں پر تنقید کرنے' اسلام دشمن عناصر کے بھیانک چہرے سے نقاب اٹھانے کو عبادت سمجھ کر ادا کرنا سعادت سمجھتا ہوں۔

سوال گزشتہ دنوں پنجاب حکومت کی طرف سے ایک چار رکنی وفد آپ سے ملاقات کے لئے آیا۔ اس ملاقات میں کیا باتیں ہوئیں اور کیا طے پایا؟

جواب پنجاب حکومت کی طرف سے پنجاب بیت المال کے چیئرمین استاذ العلماء مولانا عبدالرحمٰن اشرفی' ممتاز صحافی مجیب الرحمان شامی پاکستان علماء کونسل کے مولانا عبدالرؤف ملک' رویت ہلال کمیٹی کے چیئرمین مولانا عبداللہ (شہید) تشریف لائے تھے ان میں سے بعض حضرات نے اس بات پر بحث کی کہ مطلق شیعہ کو کافر کہنا درست نہیں ہے بعض شیعہ اصحاب رسول پر تبرا نہیں کرتے ہیں اور ان کے عقائد کفریہ نہیں ہیں۔ میں نے جواباً کہا پاکستان میں جتنے بھی شیعہ ہیں وہ اثناء عشری ہیں ان کے علاوہ اسماعیلی آغا خانی یا بوھری فاطمی شیعہ ہیں اور ان دونوں کو تو شیعہ بھی کافر کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی شیعہ کا اگر ایسا گروہ ہے جس کے عقائد مختلف ہیں تو ہمیں دیکھنا ہوگا کہ آخر انکے عقائد کیا ہیں۔ ان کے عبادت خانے کہاں ہیں؟ ان کا طریق عبادت کیا ہے۔ ورنہ جب بھی شیعہ کا لفظ بولا جاتا ہے تو مراد اس سے شیعہ اثنا عشری ہوتا ہے اور یہ طبقہ اپنے عقائد و نظریات کی بنیادی و اساسی کتب کی تعلیمات اور اپنے عمل کے مطابق کافر ہے۔ کیونکہ مولانا محمد منظور نعمانیؒ نے اس پر جو استفتاء مرتب کرکے ہندوپاک کے سینکڑوں علماء کرام کے فتویٰ جات جمع کیے ہیں ان میں بلا اتفاق ان کو کافر قرار دیا

گیا ہے دوسری بات لفظ شیعہ پر بحث کی ہے تو یہ بالکل ایسے ہے جو ہم کہتے ہیں۔ قادیانی کافر ہیں۔ مرزائی کافر ہیں۔ حالانکہ قادیان کے قصبہ میں رہنے والے مسلمان بھی قادیانی ہیں اور مرزا مغل قوم والے بھی مرزائی کہلا سکتے ہیں۔ مگر آپ اس وقت لفظوں کی رعایت کرکے قادیانی مرزائی کافر والی بات سے انحراف نہیں کرتے ہیں تو یہاں ایسی بحث کی کیا ضرورت ہے؟

پھر میں نے مصالحتی کمیٹی کو یہ چار تجاویز پیش کیں کہ حکومت اگر ایک بااختیار امن کمیٹی بناکر ان پر عمل کرے تو شیعہ سنی فسادات ختم ہوسکتے ہیں۔

☆... ناموس صحابہ" بل کو منظور کیا جائے۔

☆... تمام مرکزی و صوبائی عہدیداران سپاہ صحابہ کو فی الفور رہا کیا جائے۔ یا پھر شیعہ کے نامزد لیڈران بھی گرفتار کرلئے جائیں۔

☆... باقی جو لوگ شیعہ یا سنی جیلوں میں ہیں ان کے مقدمات کی از سرنو تفتیش کے لئے ایس پی سطح کے ایماندار پولیس افسران کے بورڈز بنا دیئے جائیں تاکہ بے گناہ رہا ہوسکیں اور گنہگار جیلوں میں رہ کر اپنے مقدمات کا سامنا کریں۔ مزید جو لوگ سزائے موت کی سزا عدالتوں سے پاچکے ہیں انہیں باہم اتفاق سے عمر قید کی سزا کاٹنے کا موقع دیا جائے یعنی سزائے موت ختم کردی جائے یا مقدمات بالکل ہی دونوں طرفوں سے واپس لے لئے جائیں۔

☆... جو نوجوان اشتہاری بناکر گھروں سے بھگادیئے گئے ہیں انہیں اپنے گھروں میں لوٹنے کا موقع دیا جائے۔ تاکہ وہ پرامن شہری بن کر زندگی گزاریں۔

یہ مطالبات شیعہ و سنی اسیران کے لئے برابر ہیں۔

سوال یہ فرمائیں کہ گزشتہ دنوں دن دیہاڑے علامہ شعیب ندیم' اور مولانا حبیب الرحمن صدیقی ان کے دو ساتھیوں سمیت اور پھر مولانا محمد عبداللہ جیسے عظیم علماء اسلام کی سڑکوں پر شہید کردیئے اس پر حکومت کا کوئی خاص ردعمل نہ ہونے کی کیا وجہ ہوسکتی ہے؟

جواب مولانا شعیب ندیم' مولانا عبداللہ' قاری حبیب الرحمن صدیقی کی شہادت پر حکومت کی سردمہری کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ موجودہ حکمرانوں نے اپنے سابقہ دور میں بھی مولانا حق نواز شہید مولانا ایثار القاسمی' پانچ علماء جھنگ لاہور کے چوبرجی گراؤنڈ میں جلسہ پر گرینڈوں کے حملوں کے ملزمان کی گرفتاری کے لئے بھی یہی انداز اختیار کیا تھا۔ حکمرانوں نے یہ طرز عمل اپنایا ہوا کہ اگر شیعہ کسی جگہ قتل ہوجائے تو سپاہ صحابہ کے خلاف اندھا دھند گرفتاریاں شروع کردی جاتی ہیں اور اگر اہل سنت والجماعت کو گولیوں کا نشانہ بنادیا جائے تو نامزد ملزمان تک گرفتار نہیں کئے جاتے۔ اس کی ایک وجہ تو ایران کا دباؤ ہے دوسری وجہ حکومت کا سپاہ صحابہ کو ختم کرنے کا وہ ناپاک منصوبہ ہے جس پر وہ پہلے بھی عمل کرتی رہی ہے اور اب بھی کررہی ہے مگر نہ اسے کامیابی ہوگی نہ انشاء اللہ وہ کامیاب ہوگی مولانا عبداللہ' مولانا شعیب ندیم' کا اسلام آباد جیسے دارالخلافہ میں دن دیہاڑے شہید کیا جانا اور نامزد قاتلوں کا گرفتار نہ ہونا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حکومت خود قاتلوں کی سرپرستی کررہی ہے۔

سوال ساجد نقوی کے اس بیان پر کچھ تبصرہ جس میں اس نے کہا ہے کہ ایک بیان سے پاکستان کو خاک وخون میں نہلا سکتا ہوں۔

جواب ساجد نقوی بنیادی طور پر ایک بزدل' عیاش اور جاہل انسان ہے۔ وہ نہ تو سپاہ صحابہ کی قیادت کے سامنے کبھی اخبارات کے فورموں پر وعدہ کے باوجود پہنچا نہ ہی کسی سرکاری میٹنگ میں آیا اور نہ ہی ٹیلی فون پر اسے سامنے آنے کی ہمت ہوئی اداکاروں کو تیس تیس لاکھ کی کوٹھیاں دیکر عیاشی کرنے اور دیگر ایرانی امداد کی تقسیم پر خود اسکی جماعت بھی دو حصوں میں بٹ چکی ہے۔ آج کل اسے صرف ایک ہی بیان اخبارات میں دینا آتا ہے کہ ہمارے خلاف جو مخالفین کا "نیٹ ورک" ہے اسے توڑا جائے۔ اور اب وہ یہ بھی دعویٰ کررہا ہے کہ میرے ایک اشارہ پر ملک خاک وخون میں نہا جائے گا حالانکہ جس کی جماعت اس کے خلاف بغاوت کرچکی ہو اور جو ایک کونسلری کی سیٹ اپنی جماعت کے پلیٹ فارم سے نہ جیت سکتا ہو۔ اسکے کہنے پر ملک میں کوئی قیامت برپا ہوجائے گی یہ محض احمقانہ سوچ ہے اور پھر ہم بتادینا چاہتے ہیں کہ ہم جس طرح اپنے مذہب اور عقائد کا تحفظ کرنا جانتے ہیں اسی طرح ہم اس ملک کا تحفظ کرنا بھی جانتے ہیں۔ ساجد نقوی اپنا شوق پورا کرکے دیکھے ہم ایک ایک دہشت گرد کو پکڑ کر چوکوں میں لٹکادیں گے اور ملک میں تخریب کاری کا ارتکاب کرنے والوں کی ٹانگیں توڑ دیں گے۔ ہاں بزدلانہ انداز میں چوری چھپے مسجدوں' مدارس پر نمازیوں اور معصوم طلبہ پر حملے کرنے کو اگر وہ کارنامہ سمجھتا ہے تو ہم اسکا راستہ بھی روک سکتے ہیں حکومت ہمیں اجازت دے تو ہم دہشت گردوں کا ایسا تعاقب کریں گے کہ انہیں ایران میں بھی پناہ نہ دی جائے گی۔

سوال یہ بتائیں کہ ساجد نقوی پر قتل کی تقریباً بیس ایف آئی آر کٹی ہوئی ہیں آخر کیا وجہ ہے کہ حکومت نے آج تک اسے گرفتار نہیں کیا؟

جواب اس کا جواب پہلے بھی دے چکا ہوں کہ ایک تو حکومت ایران کے دباؤ میں ہے دوسرے خود حکومت بھی سپاہ صحابہ کے خلاف پارٹی بن چکی ہے اور اس نے شیعہ تخریب کاروں کو آلہ کار بناکر علماء کو قتل کرنے کا لائسنس دے رکھا ہے اس صورت میں حکومت ان قاتلوں اور ان کے سرپرستوں کو کیسے گرفتار کرسکتی ہے۔

سوال حکومت کے شریعت بل منظور کرنے پر کچھ ارشاد فرمائیں کہ بل تو پاس ہوچکا ہے لیکن اس کا کوئی اثر نظر کیوں نہیں آتا؟

جواب شریعت بل دراصل آئین مین ترمیم کا بل ہے جس کے قومی اسمبلی میں بھی تمام ارکان اسمبلی کی دو تہائی کی تعداد کی حاضری اور پھر اس بل کا تعاون ضروری تھا جس میں حکومت کامیاب ہوگئی ہے کیونکہ وہاں حکومت کے پاس دستخطوں سے ترمیم کا مرحلہ مکمل ہوگا۔ مگر اب سینٹ میں اسکا پاس ہو جانا ناممکن نہیں تو بہت ہی مشکل ضرور ہے۔ حکومت خود بھی اب اس بل میں دلچسپی نہیں لے رہی کیونکہ اسکا مقصد شریعت کے نام کے ساتھ ساتھ وزیراعظم کے لئے خاص اختیارات حاصل کرنا تھا مگر کچھ انہی اختیارات والی شقیں حکومت کو نکالنا پڑ گئیں اور اب مزید جو ایک دو قابل اعتراض شقیں ہیں اگر وہ بھی نکال دی گئیں تو اس بل سے حکومت کو ذاتی فائدہ نہیں ہوگا۔ اس لئے وہ ذاتی مفادات کے کھوجانے کے باعث اب شریعت بل سے سردخانے

کی نذر کردیں گے ورنہ اگر حکومت مخلص ہو تو آج بھی خالص شریعت کے عنوان پر یہ بل پاس ہو سکتا ہے اور اب بل کے بغیر بھی اس ملک میں آئین کی سابقہ شقوں کے تحت اسلام کا عملی نفاذ عمل میں آسکتا ہے بات دراصل وہی ہے کہ حکمران شریعت کے نام پر ذاتی اختیارات میں اضافہ تو چاہتے ہیں مگر شریعت کے نفاذ سے اپنا مواخذہ برداشت کرنے کو تیار نہیں ہیں۔

سوال قاضی حسین احمد کے اس بیان پر کچھ فرمائیں کہ "عورتوں کی مرضی پردہ کریں یا نہ کریں"؟

جواب قاضی حسین احمد بعض اوقات ایسے بیانات داغ دیتے ہیں جن کا بعد میں انہیں احساس ہوتا ہے کہ میں کیا کہہ گیا ہوں۔ اسلام آباد کے اجتماع میں فوج کے بارے میں قاضی حسین کا بیان اور عورتوں کے بارے میں بھی نوعیت کا تھا عجیب بات ہے کہ خود قاضی صاحب کے اہل خانہ جس پردہ پر عمل پیرا ہیں وہ قاضی صاحب کے فتویٰ کے سراسر خلاف ہے میں تو اتنی بات کہوں گا کہ قاضی صاحب کو بائیسویں پارہ کی ان آیات کا مطالعہ کرنا چاہئے جس میں مسلمان خواتین کو پردہ کا حکم دیا گیا ہے ان آیات میں پردہ کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ عورت کی پہچان نہ ہو۔ تاکہ اسے تکلیف مین مبتلا نہ کیا جاسکے۔ اب اگر چہرہ پر پردہ نہیں ہوگا تو سوال یہ ہے کہ عورت کے حسن' عمر نقش و نگار وغیرہ کی دیکھنے والے کو پہچان کیونکر نہ ہوگی۔ قاضی صاحب کوئی ایسا حل تجویز کریں کہ عورت کا چہرہ بھی کھلا ہو۔ پردہ بھی رہے پہچان بھی نہ ہونے پائے یقیناً کوئی شخص بھی اسکی تشریح اس انداز میں کرنے پر قادر نہیں ہے۔

سوال ایران نے پچھلے دنوں اپنے سفیروں کے مارے جانے کا بڑا واویلا کیا' اپنی فوجیں بھی افغانستان کے بارڈر پر لے آیا پھر اچانک خاموش بھی ہوگیا۔ آپ کے خیال میں اس کی کیا وجوہات ہو سکتی ہیں؟

جواب ایران افغانستان میں اگر مزار شریف میں اپنے مبینہ سفیروں کے قتل سے قبل طالبان کے خلاف کسی بھی طرح کی جنگی سازش میں شریک نہ ہوتا تو ایران کے اس واویلا کا (کہ اس کے سفیر قتل کردیئے گئے ہیں) ضرور کوئی وزن ہوتا مگر جب حقائق و شواہد سے یہ ثابت ہوچکا ہے کہ ایران کے کمانڈو' اسلحہ اور فوجی افسران طالبان کے خلاف جنگ میں شمالی اتحاد کے معاون بن کر شریک تھے تو ایسی صورت میں ایرانی افراد کا مارا جانا جنگ کا ایک حصہ ہے طالبان پر اس کا کوئی الزام نہیں آسکتا ہے۔ مگر ایران نے مزار شریف کی فتح کے بعد جب دیکھا کہ اب حزب وحدت کا مضبوط گڑھ بامیان بھی طالبان کے قبضے میں آنے والا ہے تو انہوں نے نہ صرف اپنے سفیروں کے قتل پر واویلا شروع کردیا بلکہ افغانستان کی سرحد پر فوج جمع کردی جسکا مقصد ہے کہ طالبان کو اس طرف متوجہ کرکے احمد شاہ مسعود کو بچایا جاسکے اور طالبان کے بڑھتے ہوئے قدم روک دیئے جائیں اور یہ حقیقت ہے اگر طالبان کو اپنی فوج ایران کی سرحد پر نہ بھیجنا پڑتی تو وہ اب تک افغانستان سے شمالی اتحاد کے وجود کا خاتمہ کرچکے ہوتے۔

سوال طالبان کی حکومت افغانستان کے اکثریتی علاقوں پر قائم ہوچکی ہے آپ اس کو کس نگاہ سے دیکھتے ہیں؟

جواب طالبان حکومت اس وقت افغانستان کی اسلامی حکومت ہے جو اپنی گوناں گوں خوبیوں اور امتیازی و انفرادی خصوصیات کے باعث عالم اسلام میں ایک آئیڈیل حکومت کی شکل اختیار کرچکی ہے۔ یہ وہ واحد حکومت ہے جو نہ کسی بڑے ملک یا عالمی بینک کی مقروض ہے نہ کسی کے دباؤ میں اسکی پالیساں مرتب ہوتی ہیں نہ ہی عالم کفر کی چکاچوند اینٹی ترقی کی روشنی سے اس کی آنکھیں خیرہ ہوتی ہیں نہ ہی بے حیائی و فحاشی کے عالمی میڈیا کے گندے اثرات اس مملکت میں داخل ہو سکتے ہیں۔ یہ وہ حکومت ہے کہ آج اسکے شہروں اور دیہاتوں صحراؤں اور کہساروں میں امن' اطمینان کی فراوانی ہے اور جان و مال عزت و آبرو کو تحفظ حاصل ہے یہ وہ دنیا کی واحد مملکت ہے جہاں کرپشن کا نام تک نہیں ہے۔ اگر امیر المومنین ملا عمر مجاہد کی قیادت میں دس سال کا عرصہ اس حکومت کو پرامن انداز میں کام کرنے کے لئے مل گیا تو افغانستان ایک عظیم اسلامی قوت بن [illegible] کے نقشہ پر نمودار ہوگا۔ دور خلافت راشدہ کی یادیں تازہ کرنے والی اس حکومت کے استحکام و ترقی کے لئے ہر مسلمان کو کوشش بھی کرنی چاہئے اور دعائیں بھی مانگنی چاہئیں۔ مجھے تو اس بات کے آثار نظر آتے ہیں کہ طالبان حکومت دنیا بھر میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا باعث بنے گی۔

سوال ویسے تو حضرت فاروقی شہید" نے بارہا مخالف گروہ کو بھی دعوت دی کہ ہم ٹیبل کی گفتگو کرکے لڑائی ختم کرلیں اس کے علاوہ حکومت کو بھی "امن فارمولا" پیش کیا لیکن نہ مخالف گروہ بات چیت کے لئے تیار ہوا اور نہ ہی حکومت نے امن فارمولے پر عمل درآمد کیا اس کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں۔

جواب سپاہ صحابہ کو جب بھی وطن عزیز میں امن کے قیام اور شیعہ سنی فسادات کے خاتمہ کے لئے اخبارات یا حکومت یا یکجہتی کونسل کے پلیٹ فارم سے طلب کیا گیا تو جماعت کی قیادت نے فوراً لبیک کہا اور ایسے فوروں پر جاکر ایسی تجاویز پیش کیں کہ جن سے ہر سننے والے نے اتفاق کیا۔ ہمارا موقف اتنا واضح اور مبنی برحقیقت ہے کہ بے نظیر نواز شریف' سابق صدر غلام اسحاق اور فاروق لغاری نے بھی جب سنا تو اس کی تائید کی۔ بھلا کون وہ ہو سکتا ہے جو اتنی سی بات سے بھی اتفاق نہ کرے کہ خلفاء راشدین اور ازواج مطہرات و اصحاب رسول کی گستاخی کرنے والے کو قرار واقعی سزا دیکر مسلمانوں کے جذبات مجروح کرنے کی سازش کا راستہ روکا جانا چاہئے لیکن یہ عجیب بات ہے کہ اس موقف کو تسلیم کرکے بھی اس پر عمل درآمد کی جب بات آتی ہے تو حکمران پس و پیش کرنے لگ جاتے ہیں جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ وہ یا تو کسی دباؤ کے تحت ایسا کرنے پر مجبور ہیں یا وہ خود اس بات کے خواہاں ہیں کہ ملک میں تبرا بازی ہوتی رہے اور شیعہ سنی فسادات کا سلسلہ جاری رہے تاکہ اس کی آڑ میں علماء حق کو تخریب کاری کا نشانہ بنایا جائے اور کلمہ حق کہنے والوں کو انتقام کا نشانہ بنانے کا جواز میسر آتا رہے۔۔۔۔۔ ورنہ اگر حکومت کی قائم کردہ کمیٹیوں' یکجہتی کونسل اور شیعہ سنی علماء کے بلائے گئے اجلاسوں میں متفقہ طور پر تمام لیڈروں

Scanned with CamScanner

کے دستخطوں سے تیار ہونے والے ضابطہ اخلاق ہی کو قانونی شکل دی جائے تو فسادات کے عوامل کا سدباب ہو سکتا ہے۔

سوال موجودہ قتل و غارت کو آپ کس نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اسکا اصل ذمہ دار کون ہے؟

جواب موجودہ قتل و غارتگری کا اصل ذمہ دار تو ایران ہے جو پاکستان کے نہتے علماء اہل سنت سے افغانستان میں طالبان کے ہاتھوں شکست پانے کا بدلہ لے رہا ہے تاہم حکومت پنجاب بھی تخریب کار عناصر کی مکمل سرپرستی کر رہی ہے اور اب تو اس نے سپاہ صحابہ کے بے گناہوں کو پولیس مقابلوں میں قتل کرانے کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ پنجاب حکومت کی طرف سے ہمارے نامزد قاتلوں کا تحفظ اور احتجاج کرنے والوں کو گرفتار کرکے جیلوں میں بند کرنے کا انداز اس بات کی دلیل ہے کہ علماء اہل سنت کے قتل میں خود حکومت کا بھی ہاتھ ہے۔

سوال ۲۴ ستمبر کو اپنے قائدین کی رہائی کا مطالبہ کرنے والے تقریباً ساڑھے چار سو کارکن حکومت نے گرفتار کرلئے ابھی تک ان کی رہائی نہ ہو سکنے کی کیا وجوہات ہیں اور جماعت نے اس سلسلے میں کیا اقدام کئے ہیں؟

جواب ۲۴ ستمبر کو قائدین سپاہ صحابہ کی رہائی اور مولانا شعیب ندیم شہید و قاری حبیب الرحمن شہید کے قاتلوں کی گرفتاری کا مطالبہ کرنے والے پرامن مظاہرین کو مسجد شہداء میں تشدد کا نشانہ بنانا اور مسجد میں آنسو گیس کے شیل پھینکنا اور ساڑھے چار سو علماء و کارکنوں کو گرفتار کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ حکومت سپاہ صحابہ کو کچلنے کی پالیسی پر عمل پیرا ہے۔ سپاہ صحابہ نے اسیران کی گرفتاری کے خلاف ہائی کورٹ میں رٹ فائل کردی ہے اور قانونی چارہ جوئی کے ساتھ ساتھ احتجاج جاری رکھنے کا بھی اعلان کر دیا ہے۔

سوال چند دن پہلے آپ کے بچے اور اہل خانہ آپ سے ملنے آئے تو انکے تاثرات کیا تھے؟

جواب میرے بڑے بچے آٹھ ماہ بعد اور چھوٹے بچے چار ماہ بعد ملاقات پر آئے تھے مجھے اس بات پر مسرت ہے کہ الحمدللہ میرے بچے دینی تعلیم سے آراستہ ہو رہے ہیں جس کی وجہ سے انکے حوصلے بلند ہیں اور میری اس اسیری اور مشکلات و پریشانیوں کو دین کے لئے دی جانیوالی قربانیوں کا حصہ سمجھتے ہیں اور انہیں اس بات پر فخر ہے کہ انکا ابو اور خود وہ اسلام کی خدمت میں مصروف ہیں اور اپنے مشن پر قائم ہیں۔ اب تو الحمدللہ بچے خود مجھے حوصلہ دیتے ہیں اور اپنے موقف پر ڈٹ جانے کا مشورہ دیتے ہیں۔

سوال آج کل آپ اپنے پیغامات میں کارکنوں کو "سنت رسول ﷺ" اپنانے کی بہت زیادہ تلقین کر رہے ہیں یہ بتائیں کہ اس کی ضرورت کیوں محسوس کر رہے ہیں؟

جواب کارکنوں کی تربیت و اصلاح کی ذمہ داری ہم پر واجب ہے کیونکہ حدیث رسول ﷺ کے مطابق روز محشر ہر ذمہ دار کو اپنے ماتحتوں اور پیروکاروں کے بارے میں جواب دہ ہونا ہوگا۔ اس لئے میں شروع ہی سے کارکنوں کی اصلاح کی طرف توجہ دیتا رہا ہوں مگر جھنگ میں آکر جب سیاسی بکھیڑوں میں الجھ گیا تو اس طرف توجہ کم ہوگئی پھر اڈیالہ جیل میں قائد فاروقی شہید اور میں نے یہ تہیہ کیا تھا کہ ہم کارکنوں کو حقیقی طور پر اصحاب رسول ﷺ کا سپاہی بنانے کی مہم کو نہایت ہی اہمیت دیں گے۔ چنانچہ اس کے بعد سے میں نے شاید ہی کوئی خطاب کیا ہو یا کارکنوں کے نام پیغام جاری کیا ہو جس میں اس بات کی طرف توجہ نہ دلائی گئی ہو سپاہ صحابہ ایک مذہبی جماعت ہے اور اسکا مشن نفاذ اسلام و غلبہ دین ہے اور اس مشن کی تکمیل اس وقت ممکن ہے جب ہر کارکن اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو ورنہ جس چیز کے آپ داعی ہیں اگر خود آپ کا عمل اس پر نہیں ہے تو گویا آپ اپنی دعوت کا عملاً خود ہی مذاق اڑا رہے ہیں۔ اور اس کی تکذیب کر رہے ہیں اور نجات کا دارومدار بھی اعمال صالحہ پر مبنی ہے اس لئے اس عنوان پر سب سے زیادہ توجہ کی ضرورت ہے سو انشاء اللہ العزیز آئندہ بھی کارکنوں کو ایک مثالی مجاہد اسلام بنانے کی کوشش جاری رہے گی۔

سوال رہائی کے کب تک امکانات ہیں اور رہائی کے بعد آپ کے کیا ارادے ہیں؟

جواب اگر بات مقدمات و الزامات سے بے گناہی اور عدالتی انصاف کی ہوتی تو میں آج سے کئی ماہ پہلے رہا ہو چکا ہوتا کیونکہ عدالتیں مجھے تمام سنگین نوعیت کے مقدمات سے فارغ کر چکی ہیں۔ لیکن یہاں مسئلہ حکومت کے انتقام اور ذاتیات کا ہے وہ بہرصورت مجھے جیل میں رکھ کر سودے بازی کرنا چاہتی ہے اور کسی سیاسی ڈیل Deal کی شکل میں رہا کرنے کی خواہاں ہے جبکہ میں ایسی کسی رہائی کو موت سے بھی بدتر سمجھتا ہوں جس کے لئے اپنے مشن اور موقف یا ضمیر کا سودا ہو۔ تو رہائی کا اصل اختیار تو اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جب چاہے گا۔ رہا ہو جائیں گے۔ مگر دعا یہ ہے کہ رہائی باعزت ہو۔

سوال علامہ علی شیر حیدری صاحب کو جو سزا سنائی گئی ہے اس پر کچھ تبصرہ فرمائیں؟

جواب علامہ علی شیر حیدری کو تین سال کی سزا جس کیس میں سنائی گئی ہے حقیقت یہ ہے کہ اس کیس میں ایسا کوئی لفظ یا کوئی بات نہیں ہے جو قانون کی گرفت میں آتی ہو مگر اس وقت چونکہ دہشت گردی کی عدالتیں مکمل طور پر حکومت کے ماتحت تھیں اس لئے وہاں سے وہی فیصلہ صادر ہونا تھا جو حکومت چاہتی تھی اور حکومت نے ایسا صرف اس لئے کیا ہے کہ سپاہ صحابہ کی قیادت کو جیل میں رکھنے کا بہانہ بن جائے ورنہ اس مقدمہ میں قائد محترم کی ضمانت اگر اس متعلقہ عدالت سے نہ ہوتی تو لامحالہ ہائی کورٹ سے ہو جانا تھی۔

سوال سپاہ صحابہ کے بعد اب تحریک خدام اہل سنت کے قائد قاضی مظہر حسین صاحب کو ضعیفی کی حالت میں گرفتار کرکے جیل بھیج دیا گیا ہے اس کے بارے میں آپ کے کیا تاثرات ہیں؟

جواب تحریک خدام اہل سنت کے ساتھ جو سلوک روا رکھا گیا ہے میرے پاس اس کے بارے میں وہی معلومات ہیں جو اخبارات میں شائع ہوئی ہیں لیکن اس سے بھی یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ چکوال انتظامیہ نے قصداً ایسے حالات پیدا کئے جن سے کشیدگی بڑھی۔ پھر کسی خفیہ ہاتھ سے ڈی ایس پی یوسف سنی افسر کا قتل کرایا گیا اور اسکا سارا الزام تحریک خدام اہل سنت پر لگا کر قاضی مظہر حسین جیسے بزرگ عالم دین اور ان کے رفقاء کو سراسر بے گناہ ہونے کے باوجود ریاستی تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہے مجھے

تو ایسے لگتا ہے کہ اس میں بھی چکوال کے رہائشی وفاقی وزیر اور صوبائی حکومت کا کوئی سازشی ہاتھ ہے۔

سوال سپاہ صحابہ کے کارکن اکثر پروپیگنڈہ کا شکار ہو جاتے ہیں اس بارے میں آپ کارکنوں سے کیا کہیں گے؟

جواب سپاہ صحابہ کے کارکنوں کو مسلسل کئی سالوں سے جن ذہنی پریشانیوں اور قدم قدم پر مشکلات و حکومت ہتھکنڈوں کا شکار ہونا پڑ رہا ہے اور جماعت جن بحرانوں سے گزر رہی ہے ان حالات میں کارکن پروپیگنڈہ سے متاثر ہو ہی جاتے ہیں اور اسکا حل یہ ہے کہ مسلسل تربیتی نشستوں کا سلسلہ جاری ہو۔ کارکن لیڈروں کے مابین مستحکم رابطہ ہو تاکہ ہر خدشہ اور غلط فہمی کی فوری وضاحت جان لی جائے۔ انشاء اللہ العزیز اس مقصد کے لئے ہم جلد ہی کارکنوں سے اپنے رابطہ کا ایک سلسلہ قائم کریں گے کہ جس سے ہر قسم کا پروپیگنڈہ ناکام ہو جائے گا۔

سوال بعض ہماری ہی ہم مسلک جماعتوں کو شکوہ ہے کہ سپاہ صحابہ کے کارکن ہمارے جلسوں میں آکر بد نظمی پیدا کرتے ہیں اس پر آپ کا ردعمل کیا ہوگا؟

جواب بعض مذہبی و سیاسی جماعتوں کا یہ شکوہ بجا ہے کہ سپاہ صحابہ کے کارکن ان کے جلسوں و کانفرنسوں میں شریک ہو کر نعرہ بازی کرتے ہیں اگرچہ ہم نے اب اس سلسلہ میں دو ٹوک انداز میں ہدایات جاری کردی ہیں کہ کارکن قطعی طور پر اب ایسا انداز اختیار نہ کریں تاہم میں ان تمام جماعتوں سے بھی کہوں گا جنہیں یہ شکایت ہے کہ آپ لوگ بھی اس بات کا خیال رکھیں کہ کوئی مقرر اور خطیب سپاہ صحابہ پر طعن و تشنیع نہ کرے ورنہ ہمارے کارکن جو آپ کے جلسوں کی رونق بنتے ہیں احتجاج کرنے پر مجبور ہوں گے یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک جماعت اپنے موقف و مشن کے لئے جان پیش کرے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرے اور اسکے کارکن اپنے شہداء کے مشن اور قائدین کے کردار پر طعن و تشنیع برداشت کریں لیکن پھر بھی کارکنوں کو ہماری یہ ہدایت ہے کہ وہ اپنے جذبات کو بالکل کنٹرول میں رکھیں اور صبر و تحمل کا مظاہرہ کریں یا پھر ایسے جلسوں میں شریک ہی نہ ہوں۔

سوال اس وقت سپاہ صحابہ کی مرکزی قیادت تقریباً ساری کی ساری جیلوں میں بند ہے تو اس صورت حال سے نمٹنے کے لئے آپ کارکنوں کو کیا لائین دیں گے؟

جواب بے شک سپاہ صحابہ کی اول درجہ کی اور پھر دوسرے درجہ کی قیادت و کارکنوں کی بڑی تعداد جیلوں کی مہمان ہے تاہم جماعت کی قائمقام قیادت ہر حال میں کارکنوں کی رہائی کا فریضہ سرانجام دیتی رہے گی۔ کارکنوں کے لئے لازم ہے کہ وہ باہر کی قیادت سے رابطہ مضبوط بنائیں۔ اور جو پالیسی انہیں مرکز سے ملے اس پر عمل پیرا ہوں۔

سوال گزشتہ دنوں ایک اخبار میں یہ خبر لگی کہ مولانا اعظم طارق نے مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کو ثالث ماننے کی حامی بھرلی اس کے متعلق وضاحت فرمائیں؟

جواب میں نے کسی اخبار میں ایسا بیان نہیں دیا ہے تاہم اگر فریق مخالف یا حکومت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی کو ہماری طرف سے بطور ثالث تسلیم کرکے کوئی بات چلانے پر آمادہ ہو تو ہم حضرت چنیوٹی صاحب مدظلہ پر اپنے اعتماد کا بھرپور طریقہ سے اعلان کرنے کا فیصلہ کرسکتے ہیں۔

سوال بے نظیر حکومت اور پھر لیگی حکومت نے اپنے اپنے دور میں سپاہ صحابہ سے جو سلوک کیا آپ اس کا تقابل کرنا پسند فرمائیں گے؟

جواب بے شک بے نظیر اور نواز شریف کے دور میں سپاہ صحابہ پر ظلم ہوا ہے لیکن بے نظیر ہم پر ظلم ہمیں بنیاد پرست اور اسلام نام لیوا جان کر مغرب کی خوشنودی کے لئے کیا ہے جبکہ نواز شریف نے اسلام کا نام لیکر محض ذاتی تعصب اور ایران کی خوشنودی کے لئے انتقام کا سلسلہ شروع کیا ہے اور سپاہ صحابہ پر بے نظیر سے دس گنا بڑھ کر ظلم ڈھائے ہیں۔

سوال چند روز قبل اخبارات میں نواز شریف کا بیان لگا کہ "ہم سے جو بھی ٹکرایا آپ نے اس کا حشر دیکھ لیا" اس پر روشنی ڈالیں؟

جواب نواز شریف کا یہ بیان سراسر متکبرانہ اور دیوانے کی بڑھ کے مصداق ہے حقیقت یہ ہے کہ انہیں ابھی تک کسی سے واسطہ پڑا ہی نہیں ہے جبکہ سابقہ دور میں جنرل وحید کاکڑ نے ذرا سی آنکھیں دکھائی تھیں تو میاں صاحب نے استعفیٰ پر دستخط کردیئے تھے اب چیف جسٹس سجاد علی شاہ اور فاروق لغاری و جنرل جہانگیر کرامت کے استعفیٰ کو اپنی کامیابی قرار دینا خود فریبی ہے۔ مزہ تو تب ہے کہ میاں صاحب کے پاس دفعہ 58-2-B کے اختیارات نہ ہوتے اور فاروق لغاری کے پاس حسب سابق اختیارات ہوتے تو تب اس جنگ کا نتیجہ سامنے آتا۔ یا چیف جسٹس کے خلاف باقی سپریم کورٹ کے ججز حضرات فیصلہ نہ سناتے تب دودھ کا دودھ پانی کا پانی سامنے ہوتا۔

سوال سپاہ صحابہ کو قائم ہوئے تیرہ سال مکمل ہوچکے ہیں یہ ایک تحریک کی صورت میں نمودار ہوئی تھی آپ کے خیال میں یہ تنظیم کہلا سکتی ہے یا ابھی تحریک ہی کے انداز اپنائے ہوئے ہے؟

جواب سپاہ صحابہ اس وقت ایک عظیم تحریک بھی ہے اور اس کے ساتھ تنظیم کا روپ بھی اختیار کرچکی ہے یہ بات غلط ہے کہ تحریک تنظیم بن کر تحریک نہیں رہتی۔ کیونکہ تنظیم کی جو تعریف ہے سپاہ صحابہ اس پر پورا اترتی ہے۔ ہاں بحرانی حالات کے باعث کچھ کمزوریاں ہیں جو وقت امن آنے پر دور ہوجائیں گی تاہم اس کا جوش و جذبہ' شوق و ولولہ اور انداز دن بدن ترقی کی طرف جارہا ہے ہم اسے اسی حالت میں رکھتے ہوئے تنظیم کے مکمل سانچے میں بھی ڈھالتے رہیں گے۔

(6) دس چیزوں کی دس آوازیں

سورج کہتا ہے میری مانند باقاعدہ بنو
آسمان کہتا ہے میری مانند حوصلہ بلند رکھو
چاند کہتا ہے میری مانند ٹھنڈے بنو
بادل کہتا ہے میری مانند سخی بنو
زمین کہتی ہے میری مانند طاقتور بنو
سمندر کہتا ہے میری مانند گہرے بنو
کوئل کہتی ہے میری مانند میٹھے بنو
اونٹ کہتا ہے میری مانند عاجز بنو
آئینہ کہتا ہے میری مانند کسی اور کے گرد گھومو
تارا کہتا ہے زندگی کا مقصد بنو

Scanned with CamScanner

مؤذن رسول حضرت سیدنا بلال ؓ

ابو معاویہ حبیب اللہ فاروقی
جامعہ فاروق اعظم فیصل آباد

ویسے اگر تاریخ کے آئینہ میں دیکھا جائے تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا شمار مکہ کے صاحب ثروت افراد میں ہوتا تھا ان کا اپنا مقام تھا--- حضرت عمر فاروق ؓ اپنی خاندانی اور ذاتی وجاہت کے باعث معروف تھے حضرت عثمان غنی ؓ مکہ کے بہت بڑے تاجر اور متمول خاندان کے چشم و چراغ تھے حضرت علی ؓ کو ہاشمی خاندان سے تعلق رکھنے کے سبب قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا مکہ کی مالدار خاتون تھیں جنہیں مالی حیثیت اور اخلاقی کردار کے باعث ممتاز مقام حاصل تھا ان تمام لوگوں کو اعلیٰ حسب و نسب خاندانی شرف اور ذاتی اثر و رسوخ کی بناء پر معاشرہ میں عزت و توقیر حاصل تھی یہ حضرات ایمان لانے کے بعد آمنہ کے نور نظر عبداللہ کے لخت جگر جناب محمد الرسول اللہ ﷺ سے محبت کرتے تھے -- اور خدا کا نبی ان سے محبت کرتا تھا اس کے برعکس دیکھنا تو ذرا یوں ہے کہ جن کا کوئی حسب و نسب نہ تھا اور نہ ہی خاندانی پس منظر یا ذاتی وجاہت تھی بلکہ غریب الدیار مفلوک الحال کافروں کی طرف بے حال غریب اور غلام تھے انہیں دربار نبوت میں کیا مقام حاصل تھا ان بے کسوں یتیموں اور بے آسرا لوگوں کے ساتھ رحمت دو عالم ﷺ کے حسن سلوک اور محبت و شفقت کا کیا عالم تھا حضور ﷺ کی سیرت گواہ ہے کہ ان ناداروں مسکینوں جن کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا آقائے رحمت ﷺ ان کے لیے ملجاء اور ماویٰ تھے ویسے غلاموں میں سے پہلے حضرت زید ؓ نے اسلام قبول کیا لیکن غلاموں میں یہ اولیت صرف حضرت بلال ؓ کو حاصل ہوئی کہ آپ ؓ نے غلامی کے دور میں ہی اسلام قبول کیا جبکہ حضرت زید ؓ نے غلامی کے بعد آزادی میں اسلام قبول کیا اور یہ دور ایسا تھا کہ آزادی میں اسلام قبول کرنا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا چہ جائے کہ غلامی میں اسلام قبول کیا جاتا آپ ﷺ نے فرمایا اسلام کے راستے میں چار آدمیوں نے بہت دکھ اٹھائے ایک میں محمد ﷺ دوسرا صہیب ؓ تیسرا سلمان فارسی ؓ چوتھا بلال حبشی ؓ حضرت صہیب روم سے آئے حضرت سلمان ایران سے آئے حضرت بلال حبشہ سے آئے تینوں غلام تھے بکتے بکتے وادی رشد و ہدایت میں پہنچ حضور کی غلامی کے نگینے بن گئے کہاں روم کہاں فارس اور کہاں حبشہ لیکن قسمت انہیں دربار رسالت ﷺ میں لے آئی بلال ؓ مصطفےٰ کا غلام بن گیا-- امت کا امام بن گیا۔

چمک اٹھا جو ستارہ تیرے مقدر کا
حبش سے تجھ کو اٹھا کر حجاز میں لایا
ہوئی اس سے تیرے غم کدے کی آبادی
تیری غلامی کے صدقے ہزار۔ آزادی
وہ آستانہ نہ چھٹا تجھ سے ایک دم کے لئے
کسی کے عشق میں تو نے مزے ستم کے لئے

حضرت بلال ؓ کا قبول اسلام

آپ امیہ بن خلف کے غلام تھے یہ وہ آدمی ہے جس نے مردہ ہڈیاں لاکر حضور ﷺ کے سامنے ڈال دیں اور کہا کہ کیا بوسیدہ ہڈیوں کو خدا پیدا کرے گا جب یہ بالکل بوسیدہ ہو چکی ہیں تو قرآن پاک کی آئت نازل ہوئی قل یحییھاالذی انشاء ھااول مرہ

حضرت بلال ؓ اس امیہ بن خلف کی بکریاں چرایا کرتے تھے ایک دن حضرت بلال غار حرا کے قریب بکریاں چرا رہے تھے جبکہ غار حرا میں سرتاج انبیاء ﷺ اور حضرت ابوبکر ؓ تشریف فرما تھے آپ ﷺ نے دودھ حاصل کرنے کی خواہش کا اظہار فرمایا اور حضرت بلال ؓ سے فرمایا کہ اگر اجازت ہو تو سامنے والی بکری کا دودھ نکال لوں حضرت بلال ﷺ نے فرمایا مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن یہ بکری تو چلنے کے قابل بھی نہیں دودھ کہاں سے دیگی آنحضرت ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر بکری کے تھنوں کو ہاتھ لگایا تو ان خالی تھنوں میں دودھ آگیا آپ ﷺ نے دودھ حاصل کیا بلال ؓ یہ ماجرا دیکھ کر بہت حیران ہوئے بلال ؓ کے دل نے گواہی دی کہ یہ اعجاز نبی کے ہاتھوں ہی کا ہو سکتا ہے عام انسان کا نہیں حضرت بلال ؓ روزانہ بکریاں لے کر غار حرا کے پاس آتے آپ ﷺ نے حضرت بلال ؓ کو تبلیغ کی اور دعوت اسلام دی ۔ حضرت بلال تو پہلے ہی سرکار دو جہاں ﷺ کے مداح اور عقیدت مند بن چکے تھے آپ ؓ نے فوراً اسلام قبول کیا اور حضور ﷺ کے دامن شفقت کو مضبوطی سے تھاما اور صبر و استقامت کو اپنا شعار بنایا حضرت بلال ؓ کا اسلام لانا تھا کہ آپ ؓ پر ظلم و ستم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے علامہ اقبال نے سچ کہا کہ

چومی گویم مسلمانم بہ لرزم
کہ دانم مشکلات لاالہ را

حضرت بلال ؓ کا عشق بے مثال تھا

آپ کا سردار امیہ ابن خلف آپ پر ظلم و تشدد کرتا سیدنا بلال ؓ کو گرم ریت پر لٹا دیا جاتا اور آپ کی پشت پر بھاری پتھر رکھ دیا جاتا لیکن بلال ؓ اس ظلم و تشدد کے باوجود بلند آواز سے احد احد کے نعرے بلند کرتے ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم راوی ہیں کہ جس گرم اور تپتی ریت پر کڑی دھوپ میں بلال ؓ کو لٹایا جاتا تھا اگر وہاں جانور رکھ دیا جاتا تو وہ بھی گل سڑ جاتا اسی طرح حضرت بلال ؓ کو

گائے کے چمڑے میں بند کر کے دھوپ میں رکھ دیا جاتا تھا۔ لیکن اس کے باوجود حضرت بلال ؓ صبر و استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مشرکین کو بے بس کر دیتے۔ وہ مارتے مارتے تھک جاتے بلال ؓ مار کھاتے کھاتے نہیں تھکتے تھے بلال ؓ کے مالک امیہ ابن خلف ابو جہل اور عتبہ نے آپ کو مسلسل تختہ مشق بنائے رکھا آخر آپ کو وارننگ دی گئی کہ لات منات و ہبل کی مخالفت چھوڑ دو ورنہ جان سے ہاتھ دھونے پڑیں گے لیکن بلال ؓ توحید کے گیت اور رسالت مآب ﷺ کی عظمت کے ترانے گاتا رہا دشمن آپ کو لوہے کی زرہ میں بند کر کے کڑی دھوپ میں بٹھا دیتا۔ لیکن پیکر عشق و مستی کے پایہ ثبات میں ذرے برابر بھی لغزش نہ آئی حضرت بلال ؓ کے گلے میں رسی ڈال کر بچوں کے ہاتھ میں دی جاتی وہ سیدنا بلال ؓ -- کو مکہ کی گلیوں اور بازاروں میں لیے پھرتے۔ ایک روز حضرت ابو بکر صدیق ؓ گزر رہے تھے آپ نے دیکھا کہ بلال ؓ پر امیہ بن خلف تشدد کر رہا ہے -- اور آپ احد احد پکار رہے ہیں آپ سیدنا بلال ؓ کے قریب آئے اور نصیحت کی کہ بلال ؓ کلمہ دل میں پڑھ لیا کرو اور احد احد بلند --- آواز سے نہ پکارا کرو۔ حضرت بلال ؓ نے حضرت ابو بکر ؓ سے وعدہ فرمایا۔ دوسرے روز ابو بکر ؓ وہاں سے گزرے پھر وہی منظر دیکھا حضرت ابو بکر ؓ نے کہا بلال ؓ کل میں نے کیا کہا تھا۔ فرمایا وہ ٹھیک ہے لیکن میں کیا کروں۔ نہ دل قابو میں آتا ہے نہ اس پر میرا -- اختیار ہے میرا دل مجھے مجبور کرتا ہے کہ میں اپنے ایمان کا اظہار برملا کروں۔ شعر

حق پہ تیغ رہے سینے پہ جلاد رہے
لب پہ تیرا نام رہے دل میں تیری یاد رہے

حضرت بلال ؓ کا یہ جذبہ دیکھ کر حضرت ابو بکر ؓ نے حضور ﷺ کو خبر بتائی تو آپکی آنکھوں میں آنسو آگئے فرمایا کاش میرے پاس دولت روپیہ ہوتا تو اس غلام کو خرید لیتا حضرت ابو بکر ؓ امیہ بن خلف کے پاس گئے۔ اور اس سے کہا اس پر کیوں ظلم کرتے ہو۔ تو اس نے کہا کہ تم نے اس کو خراب کر رکھا ہے آپ نے فرمایا میں خریدنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا اپنا قیمتی غلام دے دو یہ لے جاؤ۔ تو آپ ؓ نے اپنا قیمتی غلام بھی دیا اور ایک سو دینار بھی دیئے۔ حضرت ابو بکر ؓ آپ کو نبی کی خدمت میں لے آئے آپ ﷺ بلال ؓ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا اے ابو بکر اس سودے میں مجھے بھی شریک کر لینا حضور ﷺ نے حضرت بلال ؓ کو سینے سے لگایا ایک حبشی غلام کے لئے یہ بہت بڑا اعزاز تھا حضرت ابو بکر صدیق ؓ فرمایا تم آج سے آزاد ہو۔ جہاں چاہو جا سکتے ہو حضرت بلال ؓ نے فرمایا اس دربار اور اس غلامی کو چھوڑ کر میں کہیں بھی نہیں جانا چاہتا میرا مرنا بھی یہیں میرا جینا بھی یہیں۔

مجھے اپنا بنا کے چھوڑ دیا---
کیا اسیری ہے کیا رہائی ہے

عشق رسول ﷺ میں انفرادیت

ویسے تو سارے صحابہ ؓ عاشق رسول ﷺ تھے لیکن یہ انفرادیت حضرت بلال ؓ کو حاصل تھی کہ ہر وقت حضور ﷺ کو دیکھتے رہتے۔ یہاں تک کہ جب آپ اپنے صحابہ ؓ سے جدا ہو کر اپنے حجرہ طیبہ میں تشریف لے جاتے۔ تو حضرت بلال ؓ --- اس کے دروازے کے سامنے بیٹھے منتظر ہوتے کہ حضور ﷺ جب دروازے سے باہر نکلیں تو نبی ﷺ کے چہرہ انور پر سب سے پہلے بلال کی نگاہ پڑے

دمکتا رہے تیرے روزے کا منظر
سلامت رہے تیرے روزے کی جالی
ہمیں بھی عطا ہو وہ شوق ابوذر ؓ
ہمیں بھی عطا ہو وہ جذبہ بلالی ؓ

حضرت بلال ؓ جانثار وفادار غلام تھے اور سیدالمومنین تھے اور حدیث مبارک میں ہے کہ قیامت کے دن حضرت بلال جنت کے داخلہ کے وقت سب سے پہلے آگے ہونگے اور وہ مؤذن جنہوں نے خدا کی رضا کے لئے صبح کی چالیس اذانیں دی ہونگی وہ سب آپ کے پیچھے چلتے ہوئے جنت میں داخل ہوں گے لیکن اذان حضور ﷺ کے دور والی اور وہ اذان جو حضرت بلال مسجد نبوی ﷺ میں دیا کرتے تھے حضرت بلال ؓ کو یہ عظیم اعزاز حاصل ہوا کہ کعبہ کی چھت پر کھڑے ہو کر اذان دی جس دن مکہ فتح ہوا وہ اسلام کی تاریخ کا یادگار دن تھا فتح و نصرت کامیابی و کامرانی کے اس تاریخی دن شہنشاہ کونین ﷺ نے حضرت بلال ؓ کو حکم دیا میرے بلال آج کعبہ کی چھت پر کھڑے ہو کر اذان دو جس مولا نے ہمیں سربلند کیا اس کا نام بلند کر دو بیت اللہ پر کھڑے ہو کر دنیا کو بتا دو جو محمد کا دامن تھامتا ہے اس کی حرمت بیت اللہ کی حرمت سے زیادہ ہے حضرت بلال ؓ کتنے خوش نصیب تھے کہ آج اذان کا حکم محبوب خدا کا تھا اور چھت بیت اللہ کی تھی اور مؤذن رسول ﷺ کے قدم تھے سیدنا بلال ؓ ارفع اعلیٰ شخصیت کے حامل تھے اس لئے کہ لوگ بیت اللہ کو چومتے ہیں اس کے درو دیوار اور اس کے ہر ایک ذرے کو چومتے ہیں لیکن آج بیت اللہ کی چھت بلال کے پاؤں کے تلوں کو چوم رہی ہے حضرت بلال ؓ خانہ خدا کی چھت پر کھڑے ہیں اذان شروع نہیں کی آپ نے فرمایا بلال اذان کیوں نہیں دے رہے تو جواب دیا آقا پہلے اذان دیتا تھا تو رخ قبلہ کی طرف کرتا تھا آج چھت پر کھڑا ہوں سمجھ نہیں آتی کہ اذان کیلئے رخ کس طرف کروں آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا آج اذان ایسے دے کہ تیری آواز سے مکہ کی وادی گونج اٹھے آج تو فتح نصرت کا دن ہے آج تو عظمت کا دن ہے مقصد تو ہے حضور کا نام بلند ہو بلال ؓ آج عشق و مستی میں ڈوب کر نشہ توحید میں جھوم کر اذان دو آج نگاہیں بلال کی ہونگی چہرہ محمد مصطفیٰ کا ہوگا آج تیرا رخ ادھر ہوگا جدھر محمد مصطفےٰ کا چہرہ انور ہوگا۔

حضور ﷺ کی وفات کی بعد حضرت بلال ؓ اداس اور غمگین رہنے لگے مدینہ چھوڑ کر کسی اور جگہ چلے گئے بڑی مدت کے بعد خواب میں آنحضرت ﷺ کی زیارت ہوئی آپ نے فرمایا بلال ؓ تم نے میرا مدینہ کیوں چھوڑ دیا ایک طویل مدت کے بعد مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو سارا مدینہ مؤذن رسول کے لئے امڈ آیا

نظر تھی صورت سلمان ادا شناس تیری
شراب دید سے بڑھتی تھی اور پیاس تیری
مدینہ تیری نگاہوں کا نور تھا گویا
تیرے لئے صحراء ہی کوہ طور تھا گویا

بقیہ صفحہ 36 نمبر 7

کراماتِ صحابہ کرامؓ

مولانا حبیب الرحمان ہزاروی

صحابہ کرامؓ کی زندگیاں دین حنیف کی خدمت کے لئے ہمیشہ وقف تھیں اور سرور کائنات ﷺ پر اپنی جان نثار کرنے کے لئے صحابہ کرامؓ ہر وقت تیار رہتے تھے حتیٰ کہ دین محمدی کی اشاعت کے لئے صحابہ کرامؓ اپنی جان و مال وطن قرابت رشتہ داری سب کچھ قربان کردیتے تھے اس لئے اللہ نے آپ کے ان عظیم جاں نثاروں کو طرح طرح کے انعامات سے نوازا اور انہیں اپنی رضا اور خوشنودی دنیا ہی میں عطا فرمائی اور کفر شرک ظلم و ستم کی تلاطم خیز موجوں کے مقابلے میں مالک ذوالجلال نے ان کی نصرت مدد فرمائی اور مختلف مواقع پر رب العزت کی جانب سے ان کو مختلف کرامات سے نوازا گیا جس میں سے دو صحابہ کرامؓ کی کرامات بخاری شریف کے مندرجہ ذیل حدیث میں بیان کی گئی ہیں۔

عن انس ان اسید بن حضیر و عباد بن بشر تحدثنا عندالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حاجه لهما حتی ذهب من اللیل ساعه فی لیله شدیدة الظلمه ثم خرجا من عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینقلبان و بیدکل واحد منهما عصیه فاضاءت عصاء احدهما لهما حتی مشیا فی ضوء ها حتی اذا فترقت بهما الطریق اضائت للاخر عصاه فمشی کل واحد منهما ضوء عصاه حتی بلغ الهله۔ (رواہ البخاری)

ترجمہ:۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رات کو حضرت اسید بن خضیرؓ اور حضرت عباد بن بشیرؓ نے کسی ضرورت کی خاطر جناب سرور کائناتؐ کی خدمت میں بیٹھ کر کافی دیر تک گفتگو فرمائی یہاں تک کہ رات کا کافی حصہ گزر گیا یہ رات بھی بڑی تاریک تھی (گفتگو کے بعد) یہ دونوں حضرات رسول اللہ ﷺ کے پاس سے روانہ ہوئے تو ان دونوں حضرات کے پاس لاٹھیاں تھیں ان میں سے ایک لاٹھی سے روشنی نمودار ہوئی اور دونوں اس کی روشنی میں چلتے رہے۔ یہاں تک کہ راستے الگ ہوگئے (یعنی ایسی جگہ پہنچے جہاں دونوں کو علیحدہ ہونا تھا اور الگ الگ راستوں پر چلنا تھا) تو یہاں دوسرے صحابیؓ کی لاٹھی میں روشنی پیدا ہوگئی اب دونوں اپنی اپنی لاٹھی کی روشنی میں چلتے رہے یہاں تک کہ دونوں حضرات اپنے اپنے گھر پہنچے۔

جیسا کہ مذکورہ حدیث سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ رات چونکہ شدید تاریک تھی اس لئے حق تعالیٰ سبحانہ تقدس نے ان کے لئے روشنی کا انتظام فرمایا اور سرور کائناتؐ کے یہ دو غلام بغیر کسی تکلیف کے اپنے اپنے گھروں کو تشریف لے گئے ایک اور روایت میں حضرت جابرؓ اپنے والد کی ایک کرامت بیان فرماتے ہیں کہ جس صبح کو احد کا معرکہ ہونے والا تھا اسی رات مجھے میرے والا صاحب نے بلایا اور فرمایا کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جو صحابہ سب سے پہلے شہید ہوں گے ان میں سے ایک میں بھی ہوں گا اور فرمایا میں اپنے بعد چھوڑنے والوں میں سرور کائناتؐ کے سوا سب سے زیادہ تجھے ہی عزیز رکھتا ہوں پھر والد صاحب نے وصیت کے طور پر فرمایا میرے ذمے کچھ قرض ہے وہ ادا کرنا اور اپنے بھنوں سے حسن سلوک کرتے رہنا۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں جب صبح لڑائی شروع ہوئی آپ ہی سب سے پہلے شہید ہوئے اور آپ کو ایک اور صحابی کے ساتھ ملاکر دفن کیا گیا چونکہ اس جنگ میں صحابہ کی کثیر تعداد نے جام شہادت نوش فرمائی اور جو صحابہ کرام باقی تھے وہ بھی دن بھر کر لڑائی کی وجہ سے تھک چکے تھے اور اکثر ان میں سے شدید زخمی تھے اس لئے شہدائے احد کے لئے علیحدہ علیحدہ قبریں بنانی مشکل تھیں چنانچہ دو دو اور تین تین شہیدوں کو ایک ایک قبر میں دفن کیا گیا شہیدوں کو خون آلودہ کپڑوں میں دفن کیا جاتا۔ غسل بھی نہیں دیا جاتا اور شہدائے احد کے اجسام عرصہ دراز تک سالم محفوظ رہے حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب موطا امام مالک میں یہ بات نقل فرمائی ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے دور میں ایک نہر کھدوانی چاہی انجینئروں کی رائے کے مطابق وہ نہر وہیں سے گزر سکتی تھی جہاں شہدائے احد مدفون تھے چنانچہ جب زمین کھودی گئی تو دیکھا کہ ان صحابہ کرامؓ کے اجسام ۳۶ سال کے عرصہ دراز کے بعد بھی صحیح و سالم تھے آپ نے اعلان فرمایا کہ شہداء کے ورثاء اپنے اپنے شہیدوں کو لے جائیں چنانچہ لوگ اپنے اپنے موث کو لے آئے یہ ایک طرح کا اعزاز تھا جو ان شہدائے احد کو حق تعالیٰ نے بخشا ورنہ ضروری نہیں ہے کہ ہر ولی یا ہر صحابی کا جسم محفوظ ہو اسی طرح کے کشف و کرامات و اعزازات جن سے اللہ تعالیٰ نے ان کو نوازا ہے بہت سارے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلائے اور آقائے نامدارؐ کی صحیح تابعداری نصیب فرمائے آمین ثم آمین یاالہ العالمین۔

علمی تراشے

(1) حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی پر خاتم الانبیا علیہ السلام کا اسم گرامی

مرتب:۔ قاضی محمد اسرائیل گڑنگی مانسہرہ

حضرت نوح علیہ السلام نے حضرت جرائیل علیہ السلام کی تعلیم سے کشتی کی ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کے نام ایک ایک [illegible] پر لکھے ہوئے تھے۔ پہلے تخت پر حضرت آدم علیہ السلام کا نام لکھا ہوا تھا' دوسرے پر حضرت شیث علیہ السلام کا نام تھا' تیسرے پر حضرت ادریس علیہ السلام کا نام تھا' پانچویں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام تھا' چھٹے پر حضرت صالح علیہ السلام کا نام تھا' ساتویں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام تھا' آخری تخت پر حضرت محمد ﷺ کا نام [illegible] لکھا تھا کہ وہ خاتم النبین ہیں۔

([illegible] انبیاء ۳۵)

عہدِ صحابہؓ کی دلکش تصویر

مفکر اسلام سید ابوالحسن ندوی

قرآن مجید نے صحابہ کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔ اشداء علی الکفار رحماء بینھم (وہ کافروں کے حق میں سخت ہیں اور آپس میں رحم دل' ان کی زندگی ان کے آپس کے تعلقات ان کا ایک دوسرے کے ساتھ سلوک وباہمی محبت اکرام و احترام پاسداری اور ادائے حقوق کے واقعات اس آیت قرآنی کی تائید کرتے ہیں اس کے خلاف جو بھی بیان کیا گیا ہے یا بیان کیا جائے وہ قرآن کی تکذیب تاریخ کی تغلیط اور تربیت نبوی ﷺ کے بارے میں بدگمانی اور تشکیک کے مترادف ہے بطور دلیل یہ واقعات ملاحظہ کریں۔

بخاری شریف کی روایت ہے عقبہ بن حارث کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے عصر کی نماز پڑھی پھر باہر نکل کر ٹہلنے لگے آپ نے حضرت حسن ؓ کو دیکھا کہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اسے اپنے کندھے پر بٹھالیا اور فرط محبت سے کہا میرا باپ قربان ہو یہ تو آنحضرت ﷺ کے مشابہ ہے حضرت علی ؓ کے مشابہ نہیں حضرت علی سن رہے تھے اور ہنس رہے تھے

ابن سعد حضرت جعفر سے رایت کرتے ہیں وہ حضرت محمد باقر سے وہ امام زین العابدین سے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر کے پاس یمن کے حلے آئے حضرت عمر ؓ نے لوگوں میں تقسیم کر دیئے وہ یہ پوشاک پہن کر مسجد نبوی میں آئے آپ روضۂ نبوی اور منبر کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے لوگ آتے سلام کرتے اور دعا دیتے اتنے میں حسن و حسین ؓ مکان سے باہر نکلے ان کے جسم پر کوئی حلہ نہیں تھا حضرت عمر ؓ افسردہ اور اداس بیٹھے ہوئے تھے لوگوں نے پوچھا کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا میں ان بچوں کی وجہ سے مغموم ہوں کہ ان کے بدن کے مطابق کوئی حلہ نہیں تھا سب بڑی عمر والوں کے لیے تھے پھر آپ نے یمن اپنے عامل کو لکھا کہ حسن و حسین ؓ کے لیے دو حلے بھیجو اور تاخیر نہ کرنا اس نے فوراً دو پوشاکیں بھیجیں آپ نے اپنے ہاتھوں سے ان دونوں کو پہنایا تب اطمینان ہوا ایسی اور مثالیں بھی دی جا سکتی ہیں لیکن ہم اختصاراً انہی پر اکتفا کرتے ہیں۔

ان خصوصیات کی بنا پر یہ پہلا اسلامی معاشرہ جس بنیاد صحبت نبوی تربیت ایمانی اور تعلیمات قرآنی پر پڑی تھی ایک بے خار انسانی گلدستہ بن گیا جس کا ہر پھول اور ہر پتی اس کے لیے باعث زینت تھی مختلف قبائل' مختلف خاندانوں اور مختلف حیثیتوں کے افراد ایک خوش اسلوب متحد القلوب خاندان میں تبدیل ہوگئے اور اسلام کی انقلاب انگیز تعلیم اور رسول اللہ ﷺ کی معجزانہ صحبت نے ان کو شیر و شکر بنادیا اس موقعہ پر راقم سطور خواجہ الطاف حسین حالی کی شہرہ آفاق مسدس کا ایک اقتباس نقل کیے بغیر نہیں رہ سکتا جس میں صحابہ کرام کے اس معاشرہ کی بولتی ہوئی تصویر کھینچی گئی ہے یہ تصویر مبنی بر حقیقت ہونے کے ساتھ ساتھ ایسی دلکش و دل آویز ہے کہ اس کی پوری نسل انسانی کے وسیع اور ضخیم مرقع میں پیغمبروں کی سیرت و تاریخ کے بعد سب سے پہلی اور اونچی جگہ دینی چاہیے مولانا حالی صحابہ کرام ؓ اور خلافت راشدہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

جب امت کو سب مل چکی حق کی نعمت
ادا کر چکی فرض اپنا رسالت
رہی حق پہ باقی نہ بندوں کی حجت
نبی ﷺ نے کیا خلق سے قصد رحلت
تو اسلام کی وارث اک قوم چھوڑی
کہ دنیا میں جس کی مثالیں ہیں تھوڑی
سب اسلام کے حکم بردار بندے
سب اسلامیوں کے مددگار بندے
خدا اور نبی کے وفادار بندے
یتیموں کے رانڈوں کے غمخوار بندے
رہ کفر و باطل سے بیزار بندے
نشہ میں مئے حق کے سرشار بندے
جہالت کی رسمیں مٹادینے والے
کہانت کی بنیاد ڈھا دینے والے
سر احکام دیں پر جھکا دینے والے
خدا کے لیے گھر لٹا دینے والے
ہر آفت میں سینہ سپر کرنے والے
فقط ایک اللہ سے ڈرنے والے
اگر اختلاف ان میں باہم دگر تھا
تو بالکل مدار اس کا اخلاص پر تھا
جھگڑتے تھے لیکن نہ جھگڑوں میں شر تھا
خلاف آشتی سے خوش آئند تر تھا
یہ تھی موج پہلی اس آزادگی کی
ہرا جس سے ہونے کو تھا باغ گیتی
نہ کھانوں میں تھی واں تکلف کی کلفت
نہ پوشش سے مقصود تھی زیب و زینت
امیر اور لشکر کی تھی ایک صورت
فقیر اور غنی سب کی تھی ایک حالت
لگایا تھا مالی نے اک باغ ایسا
نہ تھا جس میں چھوٹا بڑا کوئی پودا
خلیفہ تھے امت کے ایسے نگہباں
ہو گلہ کا جیسے نگہباں چوپاں
سمجھتے تھے ذمی و مسلم کو یکساں
نہ تھا عبد و حر میں تفاوت نمایاں
کنیز اور بانو تھیں آپس میں ایسی
زمانہ میں ماں جائی بہنیں ہو جیسی
رہ حق میں تھی دوڑ اور بھاگ ان کی
فقط حق پہ تھی جس سے تھی لاگ ان کی
بھڑکتی نہ تھی خود بخود آگ ان کی
شریعت کے قبضہ میں تھی باگ ان کی
جہاں کر دیا نرم نرما گئے وہ
جہاں کر دیا گرم گرما گئے وہ
کفایت جہاں چاہتے واں کفایت
سخاوت جہاں چاہتے واں سخاوت
جچی اور تلی دشمنی اور محبت
نہ بے وجہ الفت نہ بے وجہ نفرت

بقیہ صفحہ 36 نمبر 8

آفتاب ہدایت کے روشن ستارے

ابو اسامہ انصاری خیر پور میرس

اشاعت اسلام میں جہاں اسلامی تعلیمات اور آنحضرت ﷺ کی سیرت مبارکہ کو دخل ہے۔ تقریباً اسی قدر حضرات صحابہ کی قربانیوں اور ان کے اپنے پیغمبر سے والہانہ عقیدت و محبت و کا بھی دخل ہے اس لیے ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ستاروں کی طرح ہیں جس کی اتباع کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ ذیل میں چند واقعات حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی عقیدت و محبت کے پیش کیے جا رہے ہیں۔ جن سے حضرات صحابہ کی جانثاری اور محبت اور آپ ﷺ کا اپنے صحابہ رضی اللہ عنہ سے تعلق ظاہر ہوگا۔

حضرت سعد بن ربیع

یہ جنگ احد میں شہید ہوئے۔ جنگ ختم ہونے کے بعد جناب رسول ﷺ نے ان کی تلاش میں آدمی بھیجے ایک نے دیکھا کہ زخموں میں پڑے دم توڑ رہے ہیں۔ پوچھا کیا حال ہے؟ سعد نے کہا کہ تم مجھے اب مردہ ہی سمجھو لیکن مہربانی فرما کر حضور ﷺ کی خدمت میں میرا سلام عرض کر دینا اور میری طرف سے یہ بھی گذارش کر دینا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو وہ بہترین جزا عطا فرمائے جو کسی نبی کو کسی امت کی ہدایت پر نہ دی گئی ہو۔ قوم کو میری طرف سے یہ کہنا کہ جب تک ایک جھپکنے والی آنکھ بھی تم میں باقی ہے اس وقت تک اگر دشمن نبی ﷺ تک پہنچ گیا تو خدا کے حضور میں تم کوئی عذر نہ پیش کر سکو گے یہ کہنے کے بعد وہ شہید ہو گئے۔

ایک صحابی کا بیان ہے کہ کچھ عرصے بعد میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملنے گیا ان کی چھاتی پر ایک چھوٹی بچی بیٹھی تھی جسے وہ بار بار چومتے اور پیار کرتے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ فرمایا یہ سعد بن ربیع کی بیٹی ہے وہ مجھ سے بھی بہتر تھا۔ کہ جب اس کی شہادت کا وقت قریب آیا تو اسے حضور ﷺ کا تو خیال آیا لیکن اس معصوم بچی کا کوئی خیال نہیں آیا۔ قیامت کے دن وہ نقیبان محمدی ﷺ میں شمار کیا جائے گا۔

حضرت عمار بن زیاد رضی اللہ عنہ

جنگ احد میں حضرت عمار بن زیاد رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے لیکن عجیب اتفاق ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ زخمیوں کو دیکھتے پھر رہے ہیں۔ ان کی لاش کے قریب جب تشریف لے جاتے ہیں تو یہ آنکھ کھول دیتے ہیں۔ آپ ﷺ ان سے دریافت کرتے ہیں کہ عمار کوئی خواہش ہے؟ حضرت عمار رضی اللہ عنہ سرک کر اپنا سر آپ ﷺ کے قدموں پر رکھ دیتے ہیں اور جان، جان آفرین کے سپرد کر دیتے ہیں گویا کہ زبان کی بجائے اپنے عمل سے جواب دیتے ہیں۔ اسی مضمون کو اردو کے ایک شاعر نے یوں بیان کیا ہے۔

نکل جائے جاں تیرے قدموں کے اوپر
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

حضرت عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ

ان کا نام عبداللہ تھا۔ ابھی بچے ہی تھے کہ باپ فوت ہو گیا۔ چچا نے پرورش کی تھی، جب جوان ہوئے تو ان کے چچا نے انہیں اونٹ اور بکریاں دے کر ان کی اقتصادی حالت درست کر دی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسلام کے متعلق کچھ سنا۔ تو دل میں توحید کا ذوق پیدا ہوا لیکن چچا سے اس قدر ڈرتے تھے کہ اظہار اسلام نہ کر سکے۔ جب حضور ﷺ فتح مکہ سے واپس ہوئے تو انہوں نے اپنے چچا سے جا کر کہا۔

پیارے چچا، مجھے برسوں انتظار کرتے گذر گئے کہ کب آپ کے دل میں اسلام کی تحریک پیدا ہوتی اور آپ کب مسلمان ہوتے ہیں۔ لیکن آپ میں ذرہ برابر تبدیلی پیدا نہیں ہوئی لہٰذا مجھے ہی اجازت دیجئے کہ میں مسلمان ہو جاؤں۔ چچا نے جواب دیا کہ اگر تو مسلمان ہو گیا تو میں اپنا سب کچھ دیا ہوا چھین لوں گا انہوں نے کہا اس کی پرواہ نہیں مگر میں مسلمان ضرور ہوں گا اور ضرور جناب رسول اللہ ﷺ کی اتباع کروں گا۔ چاہے حشر کچھ بھی ہو یہ سن کر ان کے چچا نے ان کے تن کے کپڑے تک چھین لئے اور گھر سے نکال دیا۔ یہ مادر زاد ننگے اپنی والدہ کے پاس جا کھڑے ہوئے۔ بیٹے کی یہ حالت دیکھ کر آنکھوں میں آنسو بھر لائی۔ انہوں نے کہا اماں اب کچھ نہیں ہوتا اگر ہو سکے تو ایک چادر ستر ڈھانپنے کے لئے دے دیجئے ماں نے ایک کمبل دیا۔ جس کا آدھا انہوں نے باندھا اور آدھا اوڑھا اور راہ مدینہ اختیار کی۔ اور صبح ہوتے ہی حاضر مسجد نبوی ہو گئے۔ اور ایک طرف کو بچ کر کھڑے ہو گئے حضور ﷺ نے جب ان کو دیکھا تو فرمایا کون؟ عبداللہ ذوالبجادین۔ عرض کیا حضور ﷺ فقیر و مسافر ہوں عاشق جمال اور طالب ہدایت ہوں حضور ﷺ نے ان کو داخل اصحاب صفہ کر لیا اور فرمایا یہیں رہا کرو اور قرآن سیکھا کرو۔

غزوہ تبوک کے موقع پر حاضر ہو کر عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ نے سرور دو عالم ﷺ سے عرض کیا حضور میرے لیے دعا فرمائیے کہ میں بھی راہ خدا میں شہید ہو جاؤں۔ آپ نے درخت کی چھال منگا کر ان کے بازو میں باندھی اور دعا کی۔ اللہ! میں عبداللہ کا خون کفار کی تلواروں پر حرام کرتا ہوں۔ یہ چونکے اور عرض کی۔ حضور یہ کیسی دعا؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔ عبداللہ جب تم جہاد کی نیت سے نکلو اور تمہیں بخار آ جائے اور تمہارا اس

Scanned with CamScanner

میں انتقال ہو جائے تو یہ بھی شہادت ہے۔ چنانچہ تبوک پہنچ کر یہی ہوا عبداللہ کہ ان کو بخار ہوا کہ جس میں جانبرد نہ ہو سکے۔ ہلال بن حارث متولی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے عبداللہ کے دفن کی کیفیت دیکھی ہے۔ رات کا وقت تھا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں چراغ تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ فرما رہے تھے۔ ادبا الی اخاکما۔ اپنے بھائی کا اور ملحوظ رکھ حضور ﷺ اندر قبر میں تھے اور یہ فرما رہے تھے۔ الٰہی میں عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ سے راضی ہوں تو بھی راضی ہو جا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کاش میں اس قبر میں دبایا جاتا

بنو دینار کی ایک عورت

احد کی لڑائی میں مسلمانوں کو اذیت بھی بہت پہنچی اور شہید بھی بہت ہوئے۔ مدینہ طیبہ میں یہ وحشت اثر خبر پہنچی تو عورتیں پریشان ہو کر تحقیق حال کے لئے گھر سے نکل پڑیں۔ ایک انصاری عورت نے مجمع کو دیکھا تو بے تابانہ پوچھا کہ حضور ﷺ کیسے ہیں؟ اس مجمع میں سے کسی نے کہا کہ تمہارے والد کا انتقال ہو گیا انہوں نے انا للہ پڑھی اور پھر بے قراری سے حضور ﷺ کی خیریت دریافت کی اتنے میں کسی نے خاوند کے انتقال کی خبر سنائی اور کسی نے بیٹے کی اور کسی نے بھائی کی کہ یہ سب ہی شہید ہو گئے تھے مگر انہوں نے پوچھا کہ حضور ﷺ کیسے ہیں۔ لوگوں نے جواب دیا کہ حضور ﷺ بخیریت ہیں تشریف لا رہے ہیں اس کو اطمینان نہ ہوا کہنے لگیں کہ مجھے بتادو کہاں ہیں۔ لوگوں نے اشارہ کر کے بتایا کہ اس مجمع میں ہیں یہ دوڑی ہوئی گئیں اور اپنی آنکھوں کو حضور ﷺ کی زیارت سے ٹھنڈا کر کے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں جب آپ زندہ وسلامت ہیں تو مجھے کسی کی ہلاکت کی پروا نہیں۔

حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا

حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا ان عورتوں میں ہیں جو اسلام کے شروع زمانے میں مسلمان ہوئیں۔ ہجرت کے بعد جب لڑائیوں کا سلسلہ شروع ہوا تو یہ اکثر لڑائیوں میں شریک ہوئیں۔ بالخصوص احد۔ حدیبیہ۔ خیبر۔ عمرۃ القضاء حنین۔ اور یمامہ کی لڑائی میں۔ احد کی لڑائی کا قصہ خود ہی سناتی ہیں کہ میں پانی کا مشکیزہ بھر کر احد کو چل دی کہ دیکھوں مسلمانوں پر کیا گزری اور کوئی پیاسہ زخمی ملا تو پانی پلا دوں گی اس وقت ان کی عمر تینتالیس برس کی تھی ان کے خاوند اور دو بیٹے بھی لڑائی میں شریک تھے۔ مسلمانوں کو فتح اور غلبہ ہو رہا تھا مگر تھوڑی دیر میں جب کافروں کا غلبہ ظاہر ہونے لگا تو میں حضور ﷺ کے قریب پہنچ گئی اور جو کافر ادھر کا رخ کرتا تھا اس کو ہٹاتی تھی ابتداء میں ان کے پاس ڈھال بھی نہ تھی بعد میں ملی جس پر کافروں کا حملہ روکتی تھیں کمر پر ایک کپڑا باندھ رکھا تھا جس کے اندر مختلف چیتھڑے بھرے ہوئے تھے جب کوئی زخمی ہو جاتا تو ایک چیتھڑا نکال کر اس زخم میں بھر دیتا خود بھی کئی جگہ سے زخمی ہوئیں بارہ تیرہ جگہ زخم آئے جن میں ایک بہت سخت تھا ام سعید رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے ان کے مونڈھے پر ایک بہت گہرا زخم دیکھا میں نے پوچھا کہ یہ کس طرح پڑا تھا؟ کہنے لگیں کہ احد کی لڑائی میں جب لوگ ادھر ادھر پریشان پھر رہے تھے تو ابن قمیہ یہ کہتا ہوا بڑھا کہ محمد ﷺ کہاں ہیں؟ مجھے کوئی بتا دے کہ کدھر ہیں اگر آج وہ بچ گئے تو میری نجات نہیں مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور چند آدمی اس کے سامنے آگئے جن میں میں بھی تھی۔ اس نے میرے مونڈھے پر وار کیا میں نے بھی اس پر کئی وار کئے مگر اس پر دوہری زرہ تھی اس لیے زرہ سے حملہ رک جاتا تھا یہ زخم ایسا تھا کہ سال بھر تک علاج کیا مگر اچھا نہ ہوا۔ اس دوران میں حضور ﷺ نے حمراء الاسد کی لڑائی کا اعلان فرما دیا۔ ام عمارہ بھی کمر باندھ تیار ہو گئیں مگر پچھلا زخم بالکل ہرا تھا اس لیے شریک نہ ہو سکیں۔

حضور ﷺ جب حمراء الاسد سے واپس ہوئے تو سب سے پہلے ام عمارہ کی خیریت معلوم کی۔ اور جب معلوم ہوا کہ افاقہ ہے تو بہت خوش ہوئے اس زخم کے علاوہ احد کی لڑائی میں اور بھی بہت سے زخم آئے تھے ام عمارہ کہتی ہیں کہ اصل میں وہ لوگ گھوڑے سوار تھے اور ہم پیدل تھے اگر وہ ہماری طرح سے پیدل ہوتے جب بات تھی اس وقت اس مقابلے کا پتہ چلتا جب گھوڑے پر کوئی آتا اور مجھے مارتا تو اس کے حملوں کو میں ڈھال پر روکتی رہتی۔ اور جب وہ مجھ سے منہ موڑ کر دوسری طرف چلتا تو میں اس کے گھوڑے کی ٹانگ پر حملہ کرتی اور وہ کٹ جاتی جس سے وہ بھی گرتا اور سوار بھی گرتا اور جب وہ گرتا تو حضور ﷺ میرے لڑکے کو آواز دیکر میری امداد کے لئے بھیجتے میں اور وہ دونوں مل کر اس کو نمٹا دیتے ان کے بیٹے عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے بائیں بازو میں زخم آیا اور خون تھمتا نہ تھا حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس پر پٹی باندھ لو۔ میری والدہ آئیں اور اپنی کمر سے کچھ کپڑا نکالا پٹی باندھی اور باندھ کر کہنے لگیں کہ جا کافروں سے مقابلہ کر! حضور اقدس ﷺ اس منظر کو دیکھ رہے تھے فرمانے لگے ام عمارہ اتنی ہمت کون رکھتا ہو گا جتنی تو رکھتی ہے۔ حضور ﷺ نے اس دوران میں ان کو اور ان کے گھرانے کو کئی بار دعائیں دیں اور تعریف بھی فرمائی۔ ام عمارہ کہتی ہیں کہ اس وقت ایک کافر سامنے آیا تو حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ یہی جس نے تیرے بیٹے کو زخمی کیا ہے میں بڑھی اور اس کی پنڈلی پر وار کیا جس سے وہ زخمی ہوا اور ایک دم بیٹھ گیا حضور ﷺ مسکرائے اور فرمایا کہ بیٹے کا بدلہ لے لیا اس کے بعد ہم لوگ آگے بڑھے اور اس کو نمٹا دیا۔ حضور ﷺ نے جب ہم لوگوں کو دعائیں دیں تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ دعا فرمائیے کہ حق تعالیٰ شانہ جنت میں آپ کی رفاقت نصیب فرمائیں حضور ﷺ نے جب یہ دعا کی تو کہنے لگیں کہ اب مجھے کچھ پرواہ نہیں کہ دنیا میں مجھ پر کیا مصیبت گذری۔

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ ان سات آدمیوں میں سے ہیں کہ جن کو ظالم قریش نے دھوکہ سے گرفتار کر لیا تھا چند دن قید میں رکھا اور بالآخر ایک دن سولی پر لے جا کر کھڑا کر دیا اور کہا اگر اسلام چھوڑ دو تو جان بخشی ہو۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ ایک سخت دل نے ان کے جگر کو برچھی سے چبھاتے ہوئے پوچھا اب بھی محمد ﷺ کو پسند کرو گے؟ انہوں

بقیہ صفحہ 38 نمبر 9

شریعت اسلامیہ اور عصر حاضر

تحریر:- حفیظ الرحمٰن طاہر جسوال ایبٹ آباد

پاکستان کے وزیر اعظم میاں نواز شریف نے 28 اگست کو قرآن وسنت کو سپریم لاء بنانے کا اعلان کیا ہے۔ اگرچہ یہ اعلان نیا نہیں ہے پاکستان کی 51 سالہ زندگی میں ایسے کئی مواقع آئے ہیں لیکن عملی طور پر اس سے کوئی نتائج برآمد نہ ہو سکے۔ یہ ایک الگ تفصیلی موضوع ہے جس کی تفصیلات انشاء اللہ جلد ہی قارئین کی خدمت میں پیش کی جائیں گی۔ میں اس وقت جس موضوع پر قلم اٹھانا چاہتا ہوں وہ شریعت اسلامیہ کا عصر حاضر میں نفاذ ہے۔ ایسے لوگوں کی تعداد کم نہیں ہے جو عصر حاضر میں اسلام کے بحیثیت نظام نفاذ کو ناممکن قرار دیتے ہیں۔ میں جدید تعلیم یافتہ لوگوں کے اسی اعتراض کا جواب دینے کی کوشش کروں گا۔

انسان دنیا میں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق نظام چلانے کا خلیفہ ہے اور انسان کو یہ عظیم ترین ذمہ داریاں سپرد ہوئی ہیں خلیفہ نائب کو کہتے ہیں جو اپنے آقا کی ہدائت کے مطابق کام کرتا ہو اور کسی مفوضہ ذمہ داری میں ان کے اپنی طرف سے کمی بیشی کا مجاز نہ ہو باپ جب بیٹے کو مالک نوکر کو جو معاملہ سپرد کردے تو وہ ان ہدایات پر چلے گا جو اسے ملی ہوں اور اس سے ہٹ کر اپنی مرضی پر اگر چلے تو پہلے انہیں تنبیہہ کی جاتی ہے اور اگر اس کے باوجود وہ ہٹ دھرمی سے باز نہ آسکے تو اسے منصب سے برطرف کر دیا جاتا ہے اور اسے عاق اور باغی سے پکارا جاتا ہے۔

خلیفہ کو اپنے آقا کی ہدایت کے خاف کام کرنے پر مجرم قرار دیا جائے گا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے مختلف مقامات پر اس مضمون کو واضح اور صاف الفاظ میں فرمایا ہے کبھی دین کا عنوان دے کر فرمایا و من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه کبھی اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کے سامنے ان کا اختیار ختم کردیا گیا ہے ماکان لمومن ولا مومنه اذا قضی الله و رسوله امرا ان یکون لهم الخیرة من امرهم۔ ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کی کسی کو اجازت نہیں۔ کفار مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا قرآن کریم کو تبدیل کرلو اور اگر آپ تبدیل نہیں کرسکتے کم از کم اس میں ترمیم کرلو جس میں ہمارے معبود کی مزمت نہ ہو ایسا ہی آج بھی کہا جاتا ہے کہ اسلام کو سب کے لئے قابل قبول بنایا جائے گا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے یہ حق حاصل نہیں کہ اس میں اپنی طرف سے کوئی تبدیلی کردوں۔

ہمیں یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے کہ صرف بادشاہ اور صدر مملکت خلیفہ ہے بلکہ ہر انسان اللہ کا خلیفہ ہے اور اس کو اپنی رعایا پر احکام خداوندی نافذ کرنے کا حق ہے کسی خلیفہ کی رعایا صرف ان کے ہاتھ پاؤں ہوں گے کسی کی رعایا گھر کے افراد پر مشتمل ہوتی ہے کسی کی رعایا ایک قصبہ ہے اور کسی کی رعایا ایک ملک' جتنا دائرہ کار وسیع ہوتا جائے گا اتنی ہی ذمہ داریاں بڑھتی جائیں گی۔ اسی کو حضور ﷺ نے ان کلمات میں فرمایا کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیه۔ انسان کو یہ خیال کرنا کہ میں آزاد چھوڑ دیا جاؤں گا اور میری ذمہ داری کی مجھ سے کوئی باز پرس نہیں ہوگی سخت جہالت اور غلط فہمی ہے اس محاسبہ کے لئے یوم الجزاء مقرر کیا گیا ہے انسان اپنے آپ کو خلیفہ تصور کرکے اللہ تعالیٰ کا قانون نافذ کرے یہ اس کی زندگی کا مقصد ہے اگر کسی نائب نے اس میں کوتاہی کی ہے تو مالک نے اس میں تنبیہ دی ہے حد سے تجاوز کرنے پر انھیں سزائیں بھی دی گئی ہیں تاریخ عالم اس پر گواہ ہے قوم نوح فرعون و نمرود اور قریش مکہ نے انبیا کی مخالفت کی تو ان کا کیا حشر ہوا اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دنیا میں صرف اللہ تعالیٰ کے احکامات پر چلنا ہوگا اور اس کا نام اسلام ہے۔

دنیا میں اصلی خلیفہ انبیاء علیہ السلام ہیں جن کی بعثت کا مقصد بنی نوع انسان کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق چلانا ہے ان کے بعد ان کے قائم مقام نمائندے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے حضور کی ذات اقدس کے صحیح نمونہ خلفاء راشدین ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کے زندہ جاوید عملی نمونہ تھے۔ اس لئے ہمیں خلافت خداوندی اور اسلام کی حقیقی روح اور بہترین خاکہ سمجھنے کے لئے خلفاء راشدین کے طور طریقوں پر عمل کرنا ہوگا۔ یہ وہ بہتر گروہ ہے جو اللہ نے اپنے پیغمبر کی محبت کیلئے پسند کیا تھا خلیفہ کے معنی اور اس سابقہ بیان سے اب مقصد کی پہچان میں آسانی ہوگی کہ اسلام کا نظام حکومت کس طرح ہوتا ہے اب ہمارے سامنے صرف یہ بات آتی ہے کہ اسلامی نظام حکومت وہ تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم کیا تھا اور خلفاء راشدین اس پر عمل پیرا تھے۔ اگر ہم ان امور سے روگردانی کرکے اپنی عقل کی ترازو سے معاملات کو تولنے کی کوشش کریں گے تو واضح بات ہے کہ کامیابی کی جگہ ہمیں شکست کا سامنا کرنا پڑے گا اس حد تک حقیقت کو ہی تسلیم کرتے ہیں لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے لئے اس دور میں اسلامی حکومت قائم کرنے کے لئے کن کن امور کو اپنانا ہوگا تاکہ ہم منزل مقصود کو پہنچ سکیں اس لئے ہمیں چند امور بنیادی طور پر سامنے رکھنے ہوں گے۔

1 حاکم اعلیٰ (سپرپاور) صرف اور صرف اللہ کی ذات ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے حکم اور ہدایات کے سامنے کسی قسم کی ترمیم وتبدیلی کا حق نہیں ہوگا چاہے ہم عقل سے اس کے اسرار کو معلوم کرسکتے ہوں یا نہ اس لئے ہمیں نماز کی رکعات اوقات اور طریقوں زکوٰۃ کے نصاب مقدار حج کے احکام اوقات میں کسی قسم کی زیادتی اور کمی کا حق حاصل نہیں ہے اس طرح اللہ تعالیٰ نے جن جرائم پر حدود مقرر کی ہیں ہمیں اس میں تبدیلی اور نرمی اور سختی کا کوئی حق نہیں زنا کے لئے رجم اور چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم اس کو سوسائٹی کا تابع نہیں

بنائیں گے (جبکہ ہمارے ہاں ان سزاؤں کو حکمران وحشیانہ کہہ رہے ہیں) بلکہ ہمیں اس کے پیچھے چلنا ہوگا کسی چیز کے حلال و حرام میں ہمیں تغیر و تبدل کا کوئی حق نہیں کہ ہم سود کو وقتی ضرورت سمجھ کر جائز قرار دیں قانون وراثت کے متعین خطوط کو اپنی مرضی کے مطابق بنا کر یتیم پوتے پر رحم کھانے اور مستحق قرار دینے کا تمغہ حاصل کریں حاکم اعلیٰ صرف اللہ ہے لہٰذا آئین سازی ہماری ذمہ داری نہیں ہمیں آئین اور قانون پر عمل کرنا ہوگا۔

2 حضور کی ہدایت سنت نبوی کو قرآن سے علیحدہ کرنا اور اسے ناقابل عمل کہنا قرآن سے انکار ہے یعنی قرآن و سنت ہمارا قانون اور اللہ تعالیٰ حاکم اعلیٰ ہوگا۔

3 اسلام کے بنیادی عقائد کا تحفظ اسلام کے بنیادی عقائد کا تحفظ ایک لازمی جز ہے جس طرح کسی حکومت کیلئے اپنے آئین کا تحفظ ضروری ہوتا ہے اسی طرح اسلامی ریاست کیلئے دین کے بنیادی عقائد اور خصوصی شعائر کا تحفظ لازمی ہے اگر کوئی شخص کسی ملک کے آئین سے غداری کرے یا اس کی توہین کرے لائق سزا ہو جاتا ہے اسی طرح اسلامی نظام کی خلاف ورزی کرنے والا لائق سزا ہو جاتا ہے اسلام نے مرتد کیلئے قتل کی سزا مقرر کی ہے اور جب کوئی اسلامی ریاست اسلامی نظریات سے غدار کو سزا کا مستحق نہیں سمجھتی تو اس کو اسلامی ریاست کہنا نامناسب غلط اور ملت اسلامیہ سے غداری ہے جس طرح کسی ملک میں آئین کے غدار کو آزاد چھوڑنے والے ملک کو آئینی ملک نہیں کہا جاسکتا اس لئے اسلام میں اسلامی شعار پر ہاتھ اٹھانے والے گروہ کے خلاف جہاد کا حکم دیا گیا ہے اگر ایک اسلامی معاشرہ اپنے بنیادی نظریات کی سرحدات سے غافل ہو جائے تو چند سالوں میں وہ معاشرہ غیر اسلامی بن جائے گا جبلہ ابن ایہم غسانی خاندان کے آخری تاجدار تھے حضرت عمر کے زمانے میں اسلام لائے حج کے موقع پر طواف کے دوران انھوں نے ایک دیہاتی کو تھپڑ مارا دیہاتی نے حضرت عمر کے پاس استغاثہ دائر کر دیا جبلہ نے اقرار کیا اور فرمایا کہ میں ایک نواب ہوں اور یہ ایک دیہاتی تو حضرت عمر نے فرمایا کہ آپ دونوں کے لئے اسلام میں مساوی حقوق ہیں اس لئے تم یا اس کو راضی کر لو یا میں اس کا بدلہ لوں گا جبلہ نے کہا کہ اگر اسلام میں میرا اتنا بھی حق نہیں کہ ایک دیہاتی کو مار سکوں تو میں نصرانی ہو جاؤں گا حضرت عمر نے فرمایا کہ اگر تو نصرانی ہو گیا تو میں تیرا سر قلم کر دوں گا اگرچہ اسلام شروع میں کسی کو ایمان لانے کیلئے مجبور نہیں کرتا اور اسلام میں مذہبی آزادی ہے غیر مسلم بھی اپنے مذہب میں رہ کر اسلامی ریاست میں محفوظ زندگی گزار سکتے ہیں لیکن مسلمان کو کوئی اور مذہب اختیار کرنے کی قطعاً اجازت نہیں ہے مملکت خداداد پاکستان اگرچہ مسلمانوں نے قائم کیا ہے اور اس میں مسلم اکثریت ہے لیکن غیر اسلامی فرقے لاتعداد ہیں عیسائی مرزائی بنتے ہیں اگر یہی آزادی چلتی رہی تو خدانخواستہ بعید نہیں کہ کسی وقت اس مملکت میں غیر مسلم اکثریت بن جائیگی اور پھر نیشنلسٹ ریاست کا روپ دھارے گی اور پھر اور مسلم گروہ کا غلبہ اس ملک کو مکمل غیر مسلم مملکت بنانے میں وقت محسوس نہیں کرے گا اسلامی نظریات کی حفاظت صرف اور صرف اس طرح ہو سکتی ہے کہ مرتد کی سزا قتل قرار دی جائے ہمارے جدید تعلیم یافتہ حضرات یہ بہانہ کرتے ہیں اگر پاکستان پر تبدیلی مذہب پر پابندی لگائی جائے تو غیر ممالک میں اسلام کی تبلیغ پر پابندی لگ جائے گی اور اسلام کی تعلیم رک جائے گی یہ ایک وہمی اور ظنی خطرہ ہے ہم احکامات خداوندی کے پابند ہیں اور اپنی ریاست کو اسلامی تقاضوں پر چلانے کے ذمہ دار ہیں غیر مسلم کو تبلیغ دوسرے درجے میں ہے یہ صرف مفروضے ہیں اگر ہم چور کو ہاتھ کاٹنے کی سزا دیں گے تو لوگ ٹھنڈے ہو جائیں گے پھر جنگ کیسے ہوگی اس مزعومے کا حقیقی جواب یہ ہے کہ مسلم سوسائٹی ایک مکمل سوسائٹی ہے۔ اس کے مقابلے میں کفر کے بے شمار فرقے ہیں اور اسلام پر تیرا بازی فیشن بن گیا ہے اگر ان بے شمار فرقوں کو اسلام میں آزادی دی جائے تو اسلامی سوسائٹی کا وجود خطرے میں پڑ جائے گا تبلیغ تو درکنار ہم خود صفحہ ہستی سے مٹ جائیں گے حضرت ابوبکر نے زکوۃ نہ دینے والوں کے خلاف جہاد سے بھی گریز نہ کیا اور فرمایا کہ جو لوگ حضور ﷺ کے دور میں زکوۃ دیا کرتے تھے انھوں نے اس میں کمی کی تو میں ان کے خلاف جہاد کروں گا روزہ کے ضیاع پر سزا دی جاتی تھی حج کے انتظامات خلفاء خود کرتے تھے مختصرا حکومت کی یہ ذمہ داری ہوگی کوئی بھی شخص اسلامی شعار کی بے حرمتی نہ کرے اسلامی حکومت رعایا کے معاملات کو اسلامی روایات کے مطابق ڈھالے کوئی بھی شخص خلاف شرع کاروبار نہ کرے۔

معاشیات کے بارے میں آج کل ہم بہت پریشان ہیں کہ اگر اسلامی روایات پر ہماری معیشت چلنے لگے تو ہمارا کاروبار بند ہو جائے گا اور ہم دوسروں کے دست نگر بن جائیں گے ہمیں ایک تاریخی پس منظر پر نظر کرنے سے یہ بات صراحتاً غلط نظر آتی ہے عرب نادار تھے بد حال تھے بھوک کے مارے بچوں کو زندہ درگور کرتے تھے سودی کاروبار میں پھنسے ہوئے تھے لیکن جب اسلام آیا تو ایک ایک دور وہ بھی آیا کہ کوئی زکوۃ لینے والا نہ تھا معاملات میں صداقت راست بازی نے اسلامی تجارت کو عظیم فروغ دیا انڈونیشیا کا جزیرہ صرف مسلمان تاجروں کی راست بازی اور صداقت سے مسلمان ہوا تجربہ بہترین معلم ہے تجربہ نے بتایا کہ اسلامی تجارت نہایت کامیاب ہے لوگ سود اور بنکاری کے نظام کو ریڑھ کی ہڈی تصور کرتے ہیں سود کو اس لئے جاری رکھنا کہ ہماری معیشت خراب ہوگی اس بات کے مترادف ہے کہ ہم اللہ سے مقابلے کی تیاری کرتے ہیں سود نے ہمارے اندر لالچ بخل اور ارتکاز اور ظلم کے زہریلے جراثیم پیدا کر دیئے ہیں سود لینے اور دینے کو اسلام نے ایسا جرم قرار دیا ہے اس کے لینے دینے والے کے علاوہ گواہ اور لکھنے والے کو بھی مجرم قرار دیا ہے آج کل تو بنک میں ماہ رمضان میں ختم قرآن کیلئے مستقل فنڈ آتا ہے یہ اسلام کے ساتھ ایک سنگین مذاق ہے۔

ہمارے تجارتی ذرائع پر چند یہودی صفت درندہ خو افراد کی اجارہ داری ہے جنہوں نے پیٹ بھرنے کیلئے ہمیشہ حکومت کو مجبور کیا جب تک یہ آگ کے تنور ہوں گے یہ دولت تو کیا انسانی لاشوں کے ایندھن سے بھی گریز نہیں کریں گے اور انہوں نے غریب طبقہ کو مایوس کر رکھا ہے جس سے لادینیت کا سخت خطرہ ہے نظام زکوۃ ایک عبادت ہے جس

بقیہ صفحہ ۴۴ نمبر 10

Scanned with CamScanner

ایران کے سامنے پاکستانی حکام بے بس کیوں؟

تحریر : محمد نواز بالاکوٹی کراچی

مدت مدید سے معمول کے مطابق اخبارات میڈیا کے دیگر ذرائع سے ایران پاکستان کو دانت دکھائے جا رہا ہے۔ گویا ابھی ہڑپ کر لے۔ اخبارات کی سرخی ہو یا الیکٹرانک میڈیا کی گونج اولا" ایران کی دھمکیاں ہی دیکھنے اور سننے میں آ سکی۔ وجہ صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ طالبان کے ہاتھوں افغانستان کی سرزمین کو اپنے دین حق کے نفاذ کے لئے مسخر کر رہے ہیں تو اسلام دشمن ایران کو یہ کیسے برداشت ہو سکتا ہے کہ ایک خطے میں اسلام نافذ ہو جائے۔ ایران کو اسلامی نظام اپنے لئے پانی میں چھری کی طرح نظر آ رہا ہے۔ اس کو خوب معلوم ہے کہ اس کے پڑوس میں اسلام کا نفاذ اس کی منافقت اور اس کے کفر کو عیاں کر دے گا۔ یہ دیکھ کر اس سے رہا نہ گیا۔ اس نے اسلام کے جانباز مجاہدوں کے خلاف بر سرپیکار باغیوں کی بھرپور مدد کی۔ ان کو ہر طرح کا اسلحہ فراہم کیا۔ ان کی پشت پناہی کے لئے اپنے کمانڈرز اور فوجی دستی مرحمت فرمائے۔

جب پورے عالم پر اس کی یہ بھیانک سازش چاک ہوئی تو وہ اس گناہ کو چھپانے کے لئے ہٹ دھرمی پر اتر آیا۔ کبھی سفارتکاروں کے قتل کا ڈھونگ رچا کر اپنے کئے پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے۔ کبھی طالبان اور پاکستان کو دھمکیاں دے کر اپنا بے گناہ ہونا باور کرا رہا ہے۔ ایک عرصے سے مسلسل پاکستانی سفارتخانے پر مظاہرے کرا رہا ہے۔ سفارتی عملے کو کئی بار یرغمال بنایا گیا ان پر گندے انڈوں کی بارش کی گئی۔ ایک طرف تو ایران کا پاکستان کے ساتھ یہ رویہ ہے۔ دوسری طرف پاکستانی حکمرانوں کی بے حسی اور بے بسی دیکھئے۔ پاکستانی حکام ایرانی کی دھمکیوں کو اس انداز سے سنے جا رہے ہیں۔ جیسے کسی جرم کا مرتکب غلام اپنی آقا کی ڈانٹ کو سنتا ہے اور جواب میں اس کو اف کہنے کی جرات بھی نہیں ہوتی یہ بات سمجھ سے بالا تر ہے کہ آیا کس چیز نے پاکستان کو ایران کے آگے اتنا بے بس کر دیا ہے؟ کس شعبہ زندگی میں پاکستان ایران کا مجبور ہے؟ ایران کے پاس کون سی طاقت ہے جس نے پاکستانی حکام کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا ہے؟ معاشی و اقتصادی لحاظ سے ایران کونسی اہمیت کا حامل ہے؟ ایران کے پاس وہ کونی عسکری اور جوہری طاقت ہے جس کے مقابلے کی پاکستان تاب نہیں لا سکتا؟

حالانکہ ایران کی حالت تو یہ ہے کہ معاشی و اقتصادی لحاظ سے تباہ حال ہے۔ عسکری قوت کیا ہے فوج کا قریب النصف حصہ عراق کی فوج کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر چکا ہے۔ جدید اور جوہری آلات سے ایران ابھی تک ناآشنا ہے۔ الحمدللہ پاکستان ایک ایٹمی طاقت ہے۔ پاکستان دنیا کی سب سے زیادہ تجربہ کار فوج کا حامل ہے۔ جدید آلات بھی رکھتا ہے معاشی و اقتصادی حالت بھی اتنی گری ہوئی نہیں۔ آخر کس بنیاد پر پاکستانی حکام ایران کے آگے ہتھیار ڈالے ہوئے ہیں۔ ایران کے ہر بول پر لبیک کہتے ہیں۔ ایرانی شہر پر پاکستان کے اندر سنی مسلمانوں اور علماء حقہ کا قتل عام کرا رہے ہیں۔ حق کہنے کی پاداش میں علماء کو پابند سلاسل کیا جا رہا ہے۔ ایران کو خوش کرنے کے لئے ان کو تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ جب افغانستان کے اندر ایرانی سفارتکار (جاسوس) مرتے ہیں تو پاکستانی حکومت اور انتظامیہ فورا" متحرک ہو جاتی ہے۔ ایران کے دکھ میں برابر کے شریک ہو جاتے ہیں لیکن اس قبل مزار شریف میں ہزاروں بے گناہ طلباء کا ایرانی فوجیوں اور ایجنٹوں نے خون بہایا۔ ان پر ایسے مظالم کیے جن کا ایک انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔ لیکن اس وقت پاکستانی حکمرانون کو ان کے خون کا احساس نہیں ہوا جس کو دریاؤں کی طرح بہایا گیا۔ اس وقت ان کی ہمدردیاں کہاں تھیں۔ ان حقائق کے بعد دیکھنا یہ ہے وہ کیا وجوہات ہیں جن کی بناء پر پاکستانی حکام اتنی بے حسی کا مظاہرہ کر رہے ہیں اگر حکمرانوں کی ایرانیوں کے ساتھ کون سی مصلحت یا رشتہ داری ہے تو وہ اس کو ذاتی طور پر استوار کریں۔ ملک کی ساکھ کو ذاتی مفاد کی خاطر ٹھیس نہ پہنچائیں۔ پاکستان جو اسلامی ممالک میں ایک قلعے کی حیثیت رکھتا ہے اس کو ایران جیسے رذیل اور بے اہمیت ملک کے سامنے کیوں اتنا بے بس کیا ہوا ہے۔ ایران تعلقات توڑنا چاہتا ہے۔ پاکستانی حکام اس کے منانے کی کوشش میں ہیں وہ دھمکیاں دے رہا ہے یہ اس کو حوصلہ دلا رہے ہیں۔

وہ پاکستانی سفارتخانے میں توڑ پھوڑ کر رہا ہے یہ ان کے جاسوس خانے اور اور اس کے عملے کو ہر قسم کا تحفظ فراہم کر رہے ہیں۔ وہ ملک کے اندر قتل و غارت گری کرا رہا ہے۔ یہ اس کی دوستی کو نبھائے جا رہے ہیں۔ یہ کون سا انصاف ہے۔ کون سی مصلحت پسندی ہے۔ عقل اور سمجھ سے یہ پالیسی بالا تر ہے۔ ہم اس انتظار میں ہیں کہ کب ہمارے حکمرانوں کو ہوش آئے گا۔

★★★

(9) محراب مسجد

اللہ تعالیٰ کے حکم سے سب سے پہلے پتھر مسجد کے محراب میں رکھا۔ سب سے پہلا پتھر خانہ کعبہ کے محراب میں رکھا تو اس پر اسم محمد ﷺ لکھا ہوا تھا اس کے بعد ایک پتھر داہنی طرف خانہ کعبہ کے رکھا تو اس میں ابوبکر صدیق لکھا ہوا تھا اور ایک پتھر بائیں طرف رکھا تو اس پتھر پر حضرت عمر بن الخطاب کا نام لکھا ہوا تھا۔ پھر دو پتھر اور لگائے ان دونوں پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام لکھے تھے۔ اس عبارت کا مقصد یہ تھا کہ جب تک ان پانچ حضرات سے سچی محبت نہ کرے گا۔

اس کی نہ نماز قبول ہو گی اور نہ حج قبول ہو گا اور نہ کوئی عبادت خدا کے دربار میں قبول ہو گی۔ (قصص الانبیاء ص ۸۰) اس بات کی ترجمانی کرتے ہوئے کیا خوب کہا ہے

مومنوں کی زباں پر جب ذکر تاجدار ﷺ آئے
تو اس کے بعد لازم ہے کہ ذکر چار یار آئے

★★★★

مولانا محمد عبداللہ شہیدؒ

ایک باکمال شخصیت

تحریر: حافظ اظہار قریشی حضرو

میرا تعارف مولانا محمد عبداللہ شہید سے اس وقت ہوا جب میں 1981ء-1982ء میں اسلام آباد کے سیکٹر G/6-4 میں رہائش پذیر تھا۔ اس وقت میں جس مسجد میں نماز پڑھتا تھا وہ اسلام آباد کی مرکزی جامع مسجد تھی جو کہ اب لال مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ اس مسجد کے امام و خطیب عالم باعمل مولانا محمد عبداللہ شہید" تھے۔ اس وجہ سے میرا تعارف اس وقت مولانا شہید سے ہوا۔ ایک طویل عرصہ تک مجھے (راقم) آپ کے پیچھے نمازیں پڑھنے آپ کے وعظ تقریریں اور درس سننے کا شرف حاصل رہا۔ گزشتہ آٹھ نو سال پہلے سے اگرچہ ہمارا گھر اسلام آباد ہے۔ لیکن پھر بھی میرے مراسم مولانا محمد عبداللہ شہید سے بدستور قائم رہے۔ زیادہ نہیں تو جمعہ کی نماز اکثر اوقات مولانا محمد عبداللہ کی اقتداء میں پڑھی۔ بہت کم مرتبہ اس طرح ہوا کہ میں (راقم) اسلام آباد میں موجود ہوں اور جمعہ کی نماز لال مسجد کے علاوہ کسی اور جگہ پڑھوں اس کی وجہ یہ تھی کہ مجھے مولانا محمد عبداللہ شہید سے دلی لگاؤ اور محبت تھی۔

اب قارئین کرام یہ سوچیں کہ مجھے مولانا محمد عبداللہ شہید سے اتنی محبت اور عقیدت کیوں تھی۔ تو محترم انسان قدرتی طور پر اس آدمی سے محبت کرتا ہے جو صاحب کمال ہو تو میری مولانا محمد عبداللہ شہید سے جو عقیدت اور محبت تھی تو اس کی مرکزی وجہ بھی یہی تھی کہ مولانا محمد عبداللہ صاحب ایک صاحب کمال شخصیت تھی۔

ایک وقت میں اللہ پاک نے مولانا شہید کے اندر کئی خوبیاں اور کمالات رکھ دیئے۔ آپ ایک وقت میں عالم باعمل، مبلغ، شعلہ نما مقرر، مجاہد، عاجز، دلیر، نڈر اور سمجھدار سیاسی راہنما تھے۔

اتنی باکمال شخصیت ہونے کے باوجود مولانا محمد عبداللہ شہید میں عاجزی اور انکساری بہت زیادہ تھی۔ آپ ہی چھوٹے، بڑے، امیر، غریب کے ساتھ اچھا سلوک فرماتے تھے جو جہاں دعوت دیتا بغیر کسی دلیل و حجت کے وہاں تشریف لے جاتے۔

ایک مرتبہ میں (راقم) نے اپنے ماموں زاد بھائی ظہیر احمد کے ساتھ ملکر تحصیل فتح جنگ میں واقع۔ اپنے گاؤں سلوک (جو ہر لحاظ سے پسماندہ ترین علاقہ ہے) کے لئے دعوت دی تو فوراً تیار ہو گئے اور پھر ایک موقع پر ہمارے گاؤں تشریف لے گئے اور صبح سات بجے سے لے کر شام پانچ بجے تک گاؤں میں ٹھہرے۔ وہاں تقریر سے پہلے ہمارے سٹیج سیکرٹری صاحب نے آپ کو بڑے ادب سے تقریر کی دعوت دی اور ساتھ یہ بھی کہا کہ اگر مجھ سے مولانا کی شان میں بے ادبی ہو گئی ہو تو وہ مجھے معاف فرمادیں۔

مولانا محمد عبداللہ شہید" کو سٹیج سیکرٹری کا یہ کہنا مناسب نہ لگا اور خطبہ کے فوراً بعد فرمانے لگے سٹیج سیکرٹری صاحب ویسے ہی تکلف میں مبتلا ہو گئے تھے ورنہ میں نہیں جانتا کہ یہ بے ادبی کیا چیز ہوتی ہے اور مزید فرمایا کہ اگر میں آپ کے اس گاؤں میں آگیا ہوں تو اس میں میرا اپنا کوئی کمال نہیں بلکہ اللہ پاک مجھے یہاں لے آئے ہیں۔

انہوں نے اس پر اپنا ایک حیران کن واقعہ سنایا اور فرمایا کہ ضلع اٹک کے ایک گاؤں کے کسی آدمی کے ساتھ میرے تعلقات تھے وہ آدمی (غالباً) دو مرتبہ مجھے اپنے بیٹیوں کے نکاح پڑھوانے کے لئے اپنے ساتھ اپنے گاؤں لے کر گیا۔ جب اس کی تیسری بیٹی کے نکاح کا موقع آیا تو حسب سابق وہ آدمی میرے پاس اسلام آباد آیا اور کہا کہ آپ فلاں تاریخ کو میری تیسری بیٹی کا نکاح پڑھانے کے لئے تشریف لائیں۔ اتفاق سے جس تاریخ کو اس آدمی نے مجھے دعوت دی۔ اس تاریخ کا وقت میں ایک دوسری بہت بڑے اور اہم پروگرام کے لئے دے چکا تھا۔ اس لئے میں نے معذرت کرلی اور وہ آدمی واپس اپنے گاؤں چلا گیا' دن گزرتے گئے۔ یہاں تک کہ مقررہ تاریخ آنے میں صرف ایک دن باقی رہ گیا اور میرے پروگرام میں جانے سے ایک دن قبل مجھے یہ اطلاع ملی کہ وہ اہم پروگرام کسی وجہ سے منسوخ ہو گیا ہے۔ اب جبکہ دوسرے دن پروگرام کے منسوخ ہو جانے کی وجہ سے میں فارغ تھا۔ اس لئے میں اس دن مذکورہ آدمی کی بیٹی کے نکاح کے موقع پر اس آدمی کو اطلاع دیئے بغیر اس کے گاؤں چلا گیا۔ مجھے وہاں دیکھ کر وہ لوگ بہت خوش ہوئے۔ قصہ مختصر کہ میں نے وہاں اس بچی کا نکاح پڑھایا اور تقریب نکاح کے بعد جب واپس آنے لگا تو اس آدمی نے جس کی بیٹی کا نکاح تھا مجھے علیحدہ ایک کمرے میں بلایا اور کہا کہ جس دن میں آپ کے پاس سے ہو کر آیا اور میں نے آکر اپنی بیٹی کو بتایا کہ بیٹی تیرے نکاح پر مولانا محمد عبداللہ نہیں آسکتے انکو کوئی مجبوری ہے۔ میری بیٹی یہ سن کر بہت زیادہ پریشان ہو گئی اور رونے لگ پڑی اس لئے کہ اس کی یہ دلی خواہش تھی کہ میرا نکاح بھی میری دوسری بہنوں کی طرح مولانا محمد عبداللہ صاحب پڑھائیں اس لئے میری بیٹی اس دن سے ہر نماز کے بعد آپکی آمد کے لئے دعا کر رہی تھی۔ نکاح سے ایک دن پہلے میری بیٹی اسی پریشانی کے عالم میں سو گئی۔ رات کو خواب میں کیا دیکھتی ہے۔ سرکار دو عالم محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ تشریف لائے ہیں اور اس کو تسلی دیتے ہیں کہ بیٹی پریشاں مت ہو۔ تیرے نکاح کے موقع پر مولوی محمد عبداللہ صاحب ضرور تشریف لائیں گے۔ صبح اٹھ کر میری بیٹی نے مجھے یہ خواب سنایا تو میں اللہ کے نبی ﷺ کی بشارت پورا ہونے کا سوچ ہی رہا تھا کہ آپ (مولوی محمد عبداللہ) تشریف

Scanned with CamScanner

لے گئے۔

مندرجہ بالا واقعہ سنانے کے بعد مولانا محمد عبداللہ شہید نے فرمایا کہ اسی طرح مجھے آپ کے گاؤں میں بھی میرا اللہ لایا ہے۔ اس میں میرا اپنا کوئی کمال نہیں۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ کہ مولانا محمد عبداللہ شہید کے مراسم ایک اور غریب آدمی کے ساتھ تھے جو کہ اسلام آباد میں موچی کا کام کرتا تھا۔ اس نے ایک مرتبہ مولانا محمد عبداللہ صاحب کو اپنے گاؤں میں آکر تقریر کرنے کی دعوت دی مولانا شہید اس کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہو گئے اور تاریخ مقرر ہو گئی۔ لیکن جب اس غریب موچی کے گاؤں والوں کو مولانا محمد عبداللہ کی آمد کا پتہ چلا تو انہوں نے اس موچی سے کہا کہ مولوی محمد عبداللہ وہابی ہے اس لئے وہ اس گاؤں میں نہیں آسکتا اگر وہ یہاں آیا تو اس کی خیر نہیں۔ وہ غریب آدمی اپنے گاؤں کے وڈیروں کی دھمکیوں سے مرعوب ہو گیا اور مقررہ تاریخ پر مولانا کو لینے کے لئے نہ آیا مولانا شہید خود اس کے گاؤں تشریف لے گئے اور وہاں جا کر دیکھا کہ وہاں کوئی تقریر وغیرہ کرانے کا اس نے بندوست نہیں کیا تھا۔ مولانا نے اجنبی بن کر گاؤں کے لوگوں کو خود اکٹھا کیا اور زبردست اصلاحی بیان فرمانے کے بعد واپس تشریف لے آئے۔

موچی کے اس سلوک کے باوجود مولانا محمد عبداللہ شہید اس سے بالکل ناراض نہ ہوئے اور پہلے کی طرح اس کے ساتھ مراسم قائم رکھے۔ سبحان اللہ

محترم قارئین! اس کے علاوہ آپ مولانا شہید کی عاجزی و انکساری کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے کہ پاکستان کی مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے چیئرمین ہونے کے باوجود جامعہ العلوم الاسلامیہ الفریدیہ کے مہتمم ہونے کے باوجود اسلام آباد کی مرکزی جامع مسجد کے خطیب ہونے کے باوجود مولانا شہید اپنے گھر سے سودا سلف مارکیٹ سے خود لایا کرتے تھے اور اس چھوٹے سے کام کے لئے بھی کسی طالب علم کو تکلیف نہ دیتے۔

محترم قارئین! عاجزی و انکساری کے علاوہ مولانا محمد عبداللہ شہید میں بڑا کمال یہ تھا کہ مولانا بہت نڈر اور دلیر آدمی تھے۔ پاکستان کے مرکز اسلام آباد کی مرکزی مسجد میں ہونے کے باوجود حکومت وقت کے دباؤ میں کبھی نہیں آتے۔ منبر پر ہمیشہ حق اور سچ بیان فرماتے مولانا کا یہ معمول تھا کہ جمعہ کے خطبہ میں ارباب حکومت کو ان کی غلطیوں پر صاف ٹوکتے اور اس میں ذرہ برابر بھی جھجک محسوس نہیں فرماتے تھے۔ حتیٰ کہ شہادت سے صرف ایک روز قبل جمعہ کے دن مولانا شہید نے بزرگ عالم دین مولانا قاضی مظہر صاحب کی گرفتاری کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کر دیا۔ اور ان کی گرفتاری کی بھرپور طریقہ سے مذمت کی۔ اس کے علاوہ بھی مولانا شہید بغیر کسی جماعتی تفریق کے مسلمانوں اور عالم اسلام کے حقوق کے لئے باقاعدہ آواز اٹھاتے تھے۔

آپ جماعتی تفریق کے زیادہ قائل نہ تھے لیکن پھر بھی قدرتی طور پر آپ کا زیادہ جھکاؤ سپاہ صحابہ پاکستان کی طرف تھا۔ اس کے علاوہ آپ طالبان اسلامی حکومت کے زبردست حامی تھے اور گزشتہ دو تین سال سے ہر جمعہ کی تقریر میں طالبان سے مکمل یکجہتی کا اعلان کرتے تھے۔ طالبان کے کارناموں کو لوگوں کے سامنے بیان فرماتے تھے۔ وہ ممالک جو طالبان اسلامی حکومت کے مخالف ہیں۔ (جن میں سرفہرست ایران ہے) ان کے عزائم پر سے بڑی دلیری سے پردہ چاک فرماتے۔

اسی طرح حق اور سچ کہنے کی وجہ سے مولانا کو اکثر اوقات حکومت وقت کی مخالفت کا سامنا رہتا۔ دشمنوں کی دھمکیاں بھی سننے میں ملتی تھیں۔ لیکن ان سب باتوں کی بالکل پرواہ نہیں فرماتے بلکہ کہا کرتے کہ جس گولی پر میرا نام لکھا ہوا ہے وہ گولی ضرور.. ضرور میرا سینہ چیر پھاڑ دے گی۔

آپ کی سچی آواز کو دبانے کے لئے کئی مرتبہ حکومت نے آپ کی تبدیلی کے آرڈر بھی کئے جن پر عوام کی زبردست مزاحمت کیوجہ سے عمل نہ ہو سکا۔ کئی مرتبہ آپ کو گرفتار بھی کیا گیا۔ لیکن مولانا شہید" سچ پر قائم رہے۔ محترم قارئین! ان سب حقائق کی بنا پر یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ آپ ہی وہ واحد آدمی تھے جو وفاق میں رہ کر اسلام اور مسلمانوں کی کماحقہ نمائندگی کر رہے تھے۔

دنیا سے بے نیازی اور اللہ پاک کی ذات سے تعلق

مولانا میں دوسرے کمالات کے ساتھ ساتھ ایک کمال یہ بھی تھا کہ مولانا محمد عبداللہ دنیا سے بالکل ناآشنا اور بے نیاز تھے۔ مولانا شہید نے اپنی زندگی کے تقریباً ۳۲ سال اسلام آباد میں گزارے۔ اتنے طویل عرصہ میں مولانا شہید نے اسلام آباد (جہاں لوگ پلاٹوں کے لئے دوڑتے ہیں) میں اپنے لئے ایک انچ جگہ بھی نہ خریدی بلکہ اتنا طویل عرصہ آپ نے اپنے اہل و عیال سمیت ایک چھوٹے سے سرکاری کوارٹر میں گزار دیا۔

دنیا اور دولت سے اس قدر بے نیاز تھے کہ اپنے قائم کردہ مدرسہ فریدیہ سے اپنی خدمات کی بدولت کبھی تنخواہ وصول نہیں کی بلکہ اپنا گزارہ صرف مسجد کی طرف سے ملنے والے معمولی وظیفے پر کر لیا۔

اسی طرح دنیا میں رہ کر آپ اتنے اعلیٰ کھانوں کے دلدادہ نہیں تھے بلکہ بقول ان کے فرزند مولانا عبدالعزیز صاحب کے کہ ابو جان اکثر اوقات نصف روٹی لیکر تھوڑا سا سالن ڈالتے اور اسے نوش فرمالیتے کھانوں میں سب سے زیادہ دہی پسند تھا لیکن وہ بھی شہادت سے چند روز قبل کھانا بس کر دیا اس لئے کہ دہی کھانے کی وجہ سے آپ کا وزن بڑھ گیا تھا اس پر فرمانے لگے کہ میں آئندہ دہی نہیں کھاؤں گا اس لئے کہ مجھے یہ پسند نہیں کہ میں اللہ کے دربار میں اس حالت میں جاؤں کہ میرا وزن معمول سے پانچ پاؤنڈ زیادہ ہو۔

محترم قارئین یہ تو تھی دنیا سے بے رغبتی اللہ پاک کی ذات سے آپ کا تعلق اتنا گہرا تھا کہ اپنی شہادت سے چار سال پہلے اپنے فرزند ارجمند مولانا عبدالعزیز صاحب کو اپنی وصیت لکھ کر دی (جس کی تفصیلات مولانا عبدالعزیز صاحب نے راقم کو بعد از شہادت بتائیں) جس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ میرے ذمہ کوئی قضا نماز نہیں لیکن پھر بھی احتیاطاً میرے متروکہ مال سے چھ مہینے کی نمازوں کا فدیہ ادا کر دینا۔

بقیہ صفحہ ۴۴ نمبر الی

Scanned with CamScanner

فخر بہاولنگر

قاری سعید الرحمان شہیدؒ

ولادت سے شہادت تک

رشید الرحمان قاسمی (برادر شہید)

سپاہ صحابہ پاکستان بہاولنگر کے نائب صدر جناب قاری دین محمد صاحب قاسمی کے فرزند ارجمند جناب قاری سعید الرحمن شہید جنہیں آج مرحوم لکھتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے ہمیں معلوم نہیں تھا کہ اتنی جلدی ہم سے روٹھ کر عالم بقا کو سدھار جائیں گے شگفتہ طبیعت۔ ملنسار۔ ہنس مکھ۔ مہمان نواز۔ دوستوں کے دوست۔ چہرے پر سیاہ گھنی داڑھی۔ سفید رنگ۔ درمیانہ قد۔ اجلا لباس۔ سر پر جالی دار ٹوپی اور خوشبو سے معطر

قاری سعید الرحمن ۱۹۶۶ء کو موضع ماڑی میاں صاحب میں صبح کے وقت پیدا ہوئے ۱۹۶۷ء کو ان کے والد محترم برائے تدریس منڈی حاصل پور چلے گئے جب مرحوم پانچ سال کے ہوئے تو اپنے خالہ زاد بھائی جناب قاری مشتاق احمد صاحب کے پاس پڑھنا شروع کیا تین سال میں قرآن مجید حفظ کیا اور تجوید اپنے والد صاحب کے پاس پڑھی ابتدائی کتابیں پہلے دو سال اپنے ماموں جناب مولانا عبدالکریم صاحب مہتمم مدرسہ اسلامیہ امدادیہ منڈی حاصل پور کے پاس پڑھیں پھر تین سال منڈی چشتیاں میں مدرسہ اشارعت العلوم میں پڑھا کراچی میں مدرسہ جامعتہ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن میں داخل ہوئے اور دورہ کیا تعلیم کے دوران ہی مسجد اکبر۔ پی۔ ای۔ سی۔ ایچ۔ ایس سوسائٹی آفس میں امامت کے فرائض سرانجام دینے لگے اور دوران تعلیم ہی سپاہ صحابہ میں شمولیت اختیار کرلی مولانا محمد اعظم طارق کے ساتھ کام کرتے رہے دن رات کام کیا جب تعلیم سے فارغ ہوئے مسجد اکبر میں ہی اپنی رہائش رکھ لی والد صاحب کی تربیت اور ماموں جان کی توجہات کا اثر تھا کہ طبیعت میں بہت سادگی تھی۔ آپ کے دروازے ہر عام خاص کے لئے کھلے رہتے تھے آپ بہت مہمان نواز تھے

مولانا ایثار القاسمی کی شہادت کے بعد جناب مولانا محمد اعظم طارق صاحب کو کراچی چھوڑ کر جھنگ آنا پڑا تو۔ بعد میں قاری سعید الرحمن نے جماعت کے لئے دن رات ایک کر دیا اور بہت کام کیا تو چنانچہ آپ کو کراچی ڈویژن کا صدر چن لیا گیا اور حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ کو جنرل سیکرٹری چنا گیا دونوں نے مل کر خوب کام کیا آپ دشمن کو بہت کھٹکتے تھے دوبار پہلے بھی آپ پر قاتلانہ حملہ ہوا لیکن اللہ نے بچا لیا لیکن جو وقت مقرر ہے اس سے ایک منٹ بھی آگے پیچھے نہیں ہوتا۔

کتنی ہی ہر دلعزیز شخصیت ہو اسے فانی دینا سے ایک دن کوچ کرنا ہے ہر روز ہم اپنی آنکھ سے جنازے اٹھتے دیکھتے ہیں لیکن اس کے باوجود ہمیں بسنے والے بظاہر دنیا سے منتقل ہوتے ہیں

بعض خوش بخت حیات ابدی یعنی شہادت کی موت پا جاتے ہیں یہ عظیم موت عظیم لوگوں کے حصے میں ہی آتی ہے اقبال نے کیا خوب فرمایا۔

شہادت ہے مقصود و مطلوب مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

آج کل ہمارے ملک میں بے گناہ نمازیوں' علماء' طلباء اور دینی سکالرز کا خون پانی کی طرح بہایا جاتا ہے کتنی ماؤں کے ٹکڑے اور کتنی بیویوں کے سہاگ اور کتنی بہنوں کی چادروں کے محافظ بھائی۔ دین دشمن عناصر کے ہاتھوں عالم آخرت کی طرف چل بسے انہی شہیدوں میں ایک میرا پیارا بھائی قاری سعید الرحمن بھی ہے ابھی نوجوان تھا چھوٹے بھائی اور بہن کی شادی میں شرکت کی۔ والدین کو کہنے لگے کہ جماعت کا کام بہت ہے اس لئے میں نے کراچی جانا ہے بچوں کو بھی ساتھ لیا اور کراچی چلے گئے

شہادت کا واقعہ

۳ رجب ۱۴۱۵ھ مطابق ۷ دسمبر ۱۹۹۴ء مغرب کی نماز پڑھا کر کے تقریباً ایک گھنٹہ بچوں کے ساتھ بیٹھے اپنے بچے سے کہنے لگے کہ عمر وقاص توں ایک دن یتیم ہو جائے گا مسجد جانے کے لئے تیار ہوئے تو گھر والے کہنے لگے کھانا تیار ہو رہا ہے کہا کر مسجد چلے گئے عشاء کی نماز پڑھائی نماز سے فارغ ہو کر درس حدیث دیتے تھے اکثر نمازی چلے گئے پندرہ بیس آدمی درس سننے کے لئے بیٹھ گئے درس سے فارغ ہوئے تو اپنے کمرے کے طرف جانے لگے تو مسجد کے صحن میں ایک اجنبی نوجوان آیا تو اس نے پوچھا کہ سعید الرحمن آپ کا نام ہے قاری صاحب نے کہا جی ہاں وہ پھر بولا کہ قاری سعید الرحمن آپ ہیں قاری صاحب نے کہا جی ہاں اس نے کہا کہ آپ سے کام ہے قاری صاحب نے کہا کہ آؤ کمرے میں بیٹھتے ہیں قاری صاحب کمرے کی طرف چلے تو اس کمبخت بے ایمان کافر نے سر پہ گولی ماری ایک ہی گولی سے آپ شہید ہو گئے آپ کے ساتھ آپ کا خالہ زاد بھائی اور بہنوئی قاری عبدالمجید نظامی تھا اسکو بھی اس کافر نے اسی جگہ شہید کر دیا اس کے بعد جو رافضی ایرانی مسجد سے باہر کھڑے تھے وہ مسجد میں جوتیوں سمیت داخل ہو گئے انہوں تو پھر مسجد میں قیامت برپا کر دی جو شخص نماز پڑھ رہا تھا اسکو مارا جو قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا اسکو مارا ایک دوڑ کر غسل خانے میں جا چھپا اسکو غسل خانے میں شہید کر دیا آٹھ نمازیوں کو مسجد میں شہید کیا پولیس ساتھ ہی چوک میں کھڑی تھی فائرنگ ہوئی تو پولیس والے وہاں سے چلے گئے قاتل اپنا کام مکمل اور تسلی کرکے تین گاڑیوں میں چلے گئے وہاں ان کی مجلس ہو رہی تھی پولیس والے ایک گھنٹہ بعد میں پہنچے تو عوام نے دھکے دے کر مسجد سے نکال دیا قاری صاحب کی شہادت کی خبر جنگل کی آگ کی طرح

سارے کراچی میں پھیل گئی ہر طرف کہرام برپا ہو گیا ایک دوست دوسرے ساتھی کے گلے لگ کر رو رہا ہے حافظ احمد بخش صاحب ایڈوکیٹ نے حالات کو سنبھالا پھر رات کو ہی شہیدوں کو ہسپتال لے گئے قاری محمد حنیف صاحب نے پوسٹ مارٹم نہیں ہونے دیا مؤذن مسجد اکبر قاری نزیر احمد صاحب نے گھر اطلاع دی کہ قاری سعید الرحمن اور عبدالمجید نظامی شہید ہو گئے ہیں گھر میں کہرام برپا ہو گیا میتیں ہسپتال سے تھوڑی دیر کے لئے گھر لے آئے گھر والوں کو چہرہ دکھا کر پھر مسجد میں لے گئے ۴ رجب مطابق ۸ دسمبر ۱۹۱۴ صبح نو بجے جنازے کا اعلان تھا پورے سندھ سے سپاہ صحابہ کے کارکن پہنچنے شروع ہو گئے اور کراچی سے بھی علماء طلباء اور کارکن سپاہ صحابہ جنازے کے لئے پہنچے جن میں مولانا علی شیر حیدری صاحب ۔ حافظ احمد بخش ایڈوکیٹ مولانا محمد یوسف لدھیانوی ۔ مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختیار (مرحوم) ۔ مولانا سلیم اللہ خان ۔ مولانا محمد احمد مدنی ۔ مولانا محمد امین صاحب حالی صدر سپاہ صحابہ کراچی ۔ مولانا سعد اللہ صاحب ۔ مولانا محمد جمیل صاحب جنازوں کی امامت شیخ الحدیث مولانا مفتی نظام الدین صاحب شام زئی نے کی ۔ اس کے بعد جنازوں کو ایئرپورٹ کی طرف جلوس کی شکل میں لے جایا گیا قاری صاحب کے بچوں کو بزریعہ ریل گاڑی بھاولنگر روانہ کیا

تین بجے فلائٹ لاہور کے لئے روانہ ہوئی مغرب کے وقت فلائٹ لاہور پہنچی ہوائی اڈے پر پہلے ہی مولانا محمد اعظم طارق صاحب کھڑے تھے جہاز سے تابوت اتارے گئے ایئرپورٹ پر ہی نماز جنازہ ادا کی گئی مولانا اعظم طارق صاحب نے جنازہ پڑھایا ایمبولینس کا انتظام پہلے ہی کیا ہوا تھا مولانا اعظم طارق صاحب اور مفتی گلزار احمد صاحب کی قیادت میں قافلہ بھاولنگر کے لئے روانہ ہوا راستے میں کئی مقامات پر کارکن و عوام شہیدوں کا دیدار کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تھے تقریباً رات دس بجے قافلہ بھاولنگر میں داخل ہوا بھاولنگر میں سارا دن اعلانات ہوتے رہے کہ عشاء کے بعد جنازہ ہو گا دوسرے شہروں میں فون کے ذریعے اطلاع دی گئی سپاہ صحابہ کے کارکن ۔ منڈی حاصل پور ۔ چشتیاں ۔ فورٹ عباس ۔ فقیروالی ۔ ہارون آباد ۔ منچن آباد ۔ عارف والہ اور بھاولنگر کے قریب جوار سے ہزاروں کی تعداد میں کارکن سپاہ صحابہ براوری غیر براوری سارا شہر بریلوی اہلحدیث مدرسہ جامع العلوم عیدگاہ میں جمع تھے جوں ہی شہیدوں کی میت عید گاہ میں پہنچی لوگ امنڈ پڑے شہیدوں کا چہرہ دیکھنے کے لئے اعلان ہوا کہ پہلے نماز جنازہ ہو گی پھر چہرہ دکھایا جائے گا صفیں بن گئیں ۔ مولانا ضیاء الرحمن فاروقی ۔ مولانا محمد اعظم طارق مولانا جلیل احمد اخون نے اپنے اپنے انداز میں شہیدوں کو خراج عقیدت پیش کیا اور مظلومانہ شہادت پر صدر احتجاج بلند کی حکومت کی شیعہ نوازی پر بھی احتجاج کیا لوگ براوری والے زاروقطار رو رہے تھے جنازوں کی امامت مولانا ضیاء الرحمن فاروقی نے فرمائی اور اعلان فرمایا کہ شہیدوں کا جنازہ صبح پھر انکی بستی میں قاری سعید الرحمن کے والد محترم جناب قاری دین محمد قاسمی پڑھائیں گے

جنازے کے بعد لوگوں نے شہیدوں کا دیدار کیا پھر جنازے ان گھر پہنچائے گئے رات کو گھر میں کہرام برپا ہو گیا رات کو تقریباً نو بجے قاری شہید کے بچے گئے بچے پہلے پہلے پہنچے اور جنازے ایک گھنٹہ بعد پہنچے بچوں کو دیکھ کر کون ہو گا جو نہ رویا ہو گا

قاری سعید الرحمن کے دوست اور سپاہ صحابہ سٹوڈنٹ پاکستان کے سربراہ مولانا ہارون القاسمی جماعتی کام کی غرض سے صوبہ سرحد گئے ہوئے تھے انکو اطلاع ہوئی تو وہ رات کو بھاولنگر جنازے میں شریک ہوئے ۵ رجب مطابق ۹ دسمبر کو صبح نو بجے قاری سعید الرحمن شہید کے والد محترم نے نماز جنازہ پڑھائی سیکڑوں کی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی پھر جنازے دین پور شریف لے جائے گئے وہاں شہیدوں کو تابوت سے نکالا گیا لوگوں نے زیارت کی اور آخری آرام گاہ کی طرف لے جایا گیا اور شہیدوں کو آخری آرام گاہ لٹا دیا گیا

اللہ تعالیٰ شہیدوں کی لحد پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے آمین ۔ ثم آمین

ہمارے شہر بھاولنگر کے چار علماء شہید ہوئے ہیں جن کے نام حسب ذیل ہیں پہلے شہید حضرت مولانا قاری سلطان احمد شہید خطیب مسجد شی ہائی سکول بھاولنگر (۲) دوسرے شہید حضرت مولانا قاری سعید الرحمن شہید خطیب مسجد اکبر پی ۔ ای ۔ سی ۔ ایچ ۔ ایس سوسائٹی آفس صدر سپاہ صحابہ کراچی ڈویژن (۳) قاری عبدالمجید نظامی صاحب ۔ (۴) مولانا سیف اللہ خالد صاحب خطیب لاہور یہ چاروں شہید بھاولنگر شہر کے ہیں خوش قسمتی سے چاروں شہیدوں کی آخری آرام گاہ بھی ایک ہی قبرستان دین پور شریف میں ہے ۔ اللہ تعالیٰ اپنے جوار رحمت میں انکو جگہ عطاء فرمائے ۔ قاری سعید الرحمن کے دو بھائی اور بھی ہیں رشید الرحمن اور حبیب الرحمن یہ دونوں چھوٹے ہیں چار بہنیں ہیں قاری صاحب شہید کی عمر شہادت کے وقت ۲۸ سال تھی دو بچے ہیں ایک لڑکا بڑا عمرو قاص جس کی عمر اس وقت سات سال ہے دوسری لڑکی رملہ سعید جسکی عمر اس وقت پانچ سال کی ہے والدین بھی حیات ہیں

الوداع اے محترم بھائی الوداع اللہ تعالیٰ تمہاری قبر پر کروڑوں رحمتیں فرمائے آمین

اسلامی معلومات

جلیل احمد فاروقی، لمهوالی

(۱) اسلام کی خاطر سب سے پہلے ایک کافر کو قتل کرنے والے صحابی الرسول کا نام حضرت سعدؓ بن ابی وقاص ہیں۔

(۲) سب سے پہلے کفار مکہ پر تیر چلانے والے صحابیؓ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص ہے۔

(۳) ایران کو فتح کرنے والے صحابی کا نام حضرت سعدؓ بن وقاص ہے۔

(۴) ایرانیوں اور مسلمانوں کی پہلی جنگ میں اسلامی لشکر کے سپہ سالار حضرت خالدؓ بن ولید تھے۔

(۵) جنگ یرموک میں جرنیل خالدؓ بن ولید کے ہاتھوں سے نو تلواریں ٹوٹیں۔

(۶) حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت کی پہلی جنگ جنگ یرموک تھی۔

(۷) جنگ یرموک میں ایک ہزار صحابہؓ اور دو ہزار عام مسلمان کل تین ہزار مسلمان شہید ہوئے۔

(۸) حضرت خالدؓ بن ولید کا انتقال ۲۱ ہجری میں ہوا۔

جان بچائیں یا ایمان؟

جرنیل سپاہ صحابہ کے حقیقت افروز قلم سے

ایک عرصہ سے قید و بند' تشدد و بربریت' عقوبت خانوں اور قید تنہائیوں کی خاردار وادیوں سے گذرنے کا سلسلہ جاری ہے۔ چونکہ ان راہوں میں قدم قدم پر پیش آمدہ حوادث صرف میری ذات تک ہی محدود رہے اس لئے اللہ تعالیٰ کی توفیق و عنائیت سے تمام مصائب خندہ پیشانی سے برداشت کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔ مگر جب باہر کی دنیا کے حالات پڑھنے کو ملتے ہیں تو دل لرز اٹھتا ہے اور سر پکڑ کر بیٹھ جاتا ہوں' سکتہ کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے ایسا کیونکر نہ ہو؟ جب علامہ شعیب ندیم' مولانا محمد عبداللہ' ڈاکٹر حبیب اللہ مختار' مولانا مفتی عبدالسمیع' قاری حبیب الرحمٰن صدیقی' اقبال صدیقی' حاجی محمد یوسف جیسے لوگ گولیوں کا نشانہ بنیں گے تو پھر آنکھیں تو برسیں گی' دل خون کے آنسو تو روئے گا۔ کیونکہ یہ تو وہ لوگ ہیں کہ جن کی جدائی پر زمین و آسمان بھی گریہ کناں ہوئے ہیں۔ پھر جب یہ سوچتا ہوں کہ یہ سلسلہ اب رکنے والا بھی نہیں ہے بلکہ جو شخص بھی صدائے حق بلند کر رہا ہے کفر و زندقہ کے بھیانک چہروں سے نقاب اٹھا کر مسلمانوں کے عقائد و نظریات کا تحفظ کرنے میں مصروف ہیں۔ منافقین کی سازشوں اور چالبازیوں سے امت اسلامیہ کو آگاہ کرنے کے لئے آوازیں دے رہا ہے۔ وہ دشمنوں کی ہٹ لسٹ پر آ چکا ہے اور اس پر کسی وقت بھی دشمن خفیہ طریقہ سے بزدلانہ حملہ کر سکتا ہے' صدائے حق کو دبانے کے لئے کوئی بھی تخریب کاری اور دہشت گردی کا راستہ اختیار کر سکتا ہے تو میری فکر مندی میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔

یہی بات عرصہ سے بعض دینی و مذہبی جماعتوں کے راہنما اور سیاسی جماعتوں کے لیڈران کرام فرماتے چلے آ رہے ہیں کہ سپاہ صحابہ نے جو انداز اختیار کر رکھا ہے اس سے تو پھر گولیوں اور قاتلانہ حملوں ہی کے تحفے ملیں گے۔ آئے دن نعشیں اٹھانا ہوں گی اور قیمتی افراد سے ہاتھ دھونا ہوں گے۔

چونکہ یہ بات خالصتاً اخلاص سے کی جاتی ہے اور اس بات پر حالات و واقعات بطور شہادت و گواہی کے سب کے سامنے ہیں لہٰذا اس بات کا ہر سننے اور پڑھنے والے پر گہرا اثر ہوتا ہے اور وہ اس بات سے اتفاق کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ ہاں! واقعی سپاہ صحابہ کی جدوجہد سے ملت اسلامیہ کو بہت نقصان ہو رہا ہے۔

محترم قارئین! اس اہم مسئلہ کا ایک حل تو یہ ہے کہ سپاہ صحابہ اپنی جدوجہد اور مشن و کاز کو خیر آباد کہہ کر اپنے نعرہ کو ترک کرتے ہوئے اتحاد بین المسلمین کا نعرہ بلند کر کے دشمنان اسلام کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر اپنی جان کی حفاظت کا بندوبست بھی کر لے اور اپنے مشکلات و مصائب کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے کارکنوں کو بھی رہائی دلوا لے۔

دوسرا اس کا حل یہ ہے کہ بے شک دشمنان اسلام کے ساتھ اتحاد و اتفاق کا معاہدہ نہ کرے اور نہ ہی ان کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے لیکن اپنا مخصوص نعرہ ترک کر کے خاموشی کی راہ اختیار کر لے۔

ان دو صورتوں کے بیان کے بعد اب میرا سوال ان تمام مخلصین' محبین اور ناصحین سے صرف اتنا ہے کہ کیا قرآن کریم اور سنت رسول ﷺ سے ہمیں کہیں یہ راہنمائی ملتی ہے؟ کہ جب تمہارے سامنے کسی گروہ کا کفر وارتداد نمایاں ہو کر سامنے آ جائے یا کوئی طبقہ علی الاعلان اسلامی تعلیمات سے روگردانی اختیار کر کے ارتداد کا راستہ اختیار کر لے تو پھر تم لوگ اکثریتی تعداد میں ہونے کے باوجود اس طبقہ کفر و زندقہ الحاد و ارتداد پر محض اپنی جانوں کی سلامتی اور عزت و آبرو کے تحفظ کے لئے خاموش ہو جاؤ یا ایک قدم آگے بڑھ کر مرتدین اور کفار کی جماعت کو گلے لگا کر اتحاد و اتفاق کے نعرے بلند کرنے شروع کر دو۔

بعض حضرات یہود مدینہ کے ساتھ میثاق اور صلح حدیبیہ کے واقعات کو بطور حوالہ پیش کرتے ہیں مگر میں بصد احترام ایسے حضرات سے عرض کرتا ہوں کہ یہود سے معاہدہ کے وقت انہیں مسلمان تسلیم نہیں کیا گیا تھا اور نہ ہی معاہدہ میں کہیں کوئی یہ شق تھی کہ یہود کے عقائد باطلہ کا رد نہیں ہوا کرے گا۔ صلح حدیبیہ میں بھی مشرکین مکہ کے شرک و کفر کو برداشت کرنے پر سمجھوتہ نہیں ہوا ہے بلکہ یہ معاہدہ باہم جنگ نہ کرنے کا معاہدہ تھا جبکہ اس معاہدہ کے باوجود شرک و کفر کا علی الاعلان رد اور معبودان باطلہ کی تردید وحی الٰہی کے ذریعہ جاری رہی اور زبان رسالت ﷺ سے بھی ہوتی رہی۔

اب صرف ایک ہی بات باقی رہ جاتی ہے کہ آیا سپاہ صحابہ جس گروہ اور طبقہ کو کافر و مرتد بتاتی ہے کہ وہ واقعی کافر و مرتد ہے؟ یا سپاہ صحابہ کا یہ نعرہ محض جذباتی ہے اور جہالت پر مبنی ہے تو اس سلسلہ میں میری صرف اتنی سی گذارش ہے کہ معترضین کراچی سے شائع ہونے والے اقراء ڈائجسٹ کے خصوصی نمبر اور امام اہلسنت حضرت مولانا منظور احمد نعمانی کے استفتاء کے جواب میں ہندوپاک کے سینکڑوں علماء کرام و مفتیان عظام کے متفقہ فتویٰ کا مطالعہ کر لیں۔ انشاء اللہ یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی کہ سپاہ صحابہ کا نعرہ کسی ایک شخص کی سوچ یا چند نوجوانوں کے جذبات کا آئینہ دار نہیں ہے بلکہ یہ نعرہ سینکڑوں مفتیان

کرام کے علمی و تحقیقی فتوؤں کا عکس ہے اور ان ہزاروں صفحات کا ترجمان ہے جو اہل علم کے حکم سے تحریر ہو کر ضخیم کتب کا حصہ بن چکے ہیں۔

فرق صرف اتنا ہے کہ جو بات علماء حق و مفتیان شرع متین نے دارالافتاء میں بیٹھ کر لکھی تھی۔ بڑے بڑے اکابر اور شیوخ الحدیث و ماہر اساتذہ کرام نے درسگاہوں میں فرمائی تھی۔ سپاہ صحابہ نے اس کا اعلان اسٹیج پر کر دیا ہے اگر علماء کے فتاوی کا اسٹیج محراب و منبر اور اقتدار کے ایوانوں میں ذکر کرنا جرم ہے تو میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ ہم سے یہ جرم صادر ہوا ہے اور ہم یہ جرم بار بار کریں گے ہزار بار کریں گے کیونکہ ہم دیانتاً یہ سمجھتے ہیں کہ امت مسلمہ جہالت و غفلت کی بناء پر کفر کو اسلام یقین کر کے اپنے رشتے ناطے کافروں سے استوار کر رہی ہے اور اپنے ایمان و اسلام کی دولت سے ہاتھ دھو رہی ہے۔ اس لئے گلی گلی چوک بستی بستی' شہر شہر میں حقائق کو بیان کیا جانا چاہیے تاکہ مسلمانوں کے ایمان و عقائد کا تحفظ ہو۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو ہر وہ شخص جو حقیقت سے واقف ہے مگر مصلحت کے باعث خاموش رہا اس جرم میں روز محشر ضرور ماخوذ ہوگا کہ مسلمانوں کے ایمان پر کفار ڈاکہ ڈالتے رہے مگر اس نے آگے بڑھ کر اس کا راستہ نہیں روکا تھا۔

محترم قارئین! اب بات لوٹ کر پھر اسی جگہ آ پہنچتی ہے کہ اگر علماء کے فتویٰ کو یوں کھل کر بیان کریں گے تو پھر دشمن کی طرف سے قاتلانہ حملے تو ہوں گے۔ آئے روز علماء کی نعشیں تو اٹھیں گی۔ پھر آپ کو تخریب کاری کا نشانہ تو بننا پڑے گا لیکن میرا سوال اہل حق سے صرف یہ ہے کہ مجھے تاریخ انبیاء علیہم السلام اور واقعات اکابر سے کوئی ایک واقعہ ایسا لا کر دکھائیں کہ جب ان مقدس شخصیات میں سے کسی نے یا قوم اعبدو الله مالكم من اله غيره کا نعرہ بلند کر کے اپنے مخاطبین کو جھوٹے خداؤں اور معبودوں کو چھوڑ کر ایک خدائے واحد سے لو لگانے کی دعوت دی ہو اور پوری قوم نے آناً فاناً اس داعی کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہو اس کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈال کر یہ کہا گیا ہو کہ ہم آپ کی دعوت کو قبول کرتے ہیں بلکہ اس کے برعکس قرآن مجید کی سینکڑوں آیات اور درجنوں واقعات اس پر گواہ ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی اس آواز حق کے بلند ہوتے ہی کفر کے ایوانوں میں ایسا زلزلہ طاری ہوا کہ لوگوں نے ان معصوم شخصیات کو اس قدر ظلم و ستم کا نشانہ بنایا کہ وہ یا تو جام شہادت نوش کر گئیں یا اپنے وطن سے ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئیں یا وہ آگ میں جلا دی گئیں یا کنوؤں میں ڈال دی گئیں یا آرے سے چیر دی گئیں یا سولی پر چڑھا دی گئیں۔

اے وارثان انبیاء! اے حق و صداقت کے علمبردارو! آخر کیا وجہ ہے کہ آج تم لوگ محض اس لئے حق بات کا اعلان کرنے سے جھجکتے ہو کہ اس سے جان چلی جائے گی کیا ہماری اور آپ کی جانیں معصوم انبیاء علیہم السلام اور ان کے مقدس ساتھیوں سے زیادہ قیمتی ہو چکی ہیں۔ اے خاتم الانبیاء کے نام لیواؤ! کیا تم مکہ اور طائف کی اس تاریخ کو بھول چکے ہو جس کے تیرا سالہ دور میں ایک دن بھی میرے اور آپ کے رسول ﷺ کو سکھ آرام اور چین سے گزارنا نصیب نہیں ہوا۔ اے اہلسنت و الجماعت کے راہنماؤ! کیا تم نے بھی تقیہ کو جائز سمجھ لیا ہے کہ کفر دیکھ کر آنکھیں بند کر لی جائیں اور جان کے خوف سے زبان پر مہر خاموشی ثبت کر لی جائے۔ کیا تمہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا وہ اعلان فرمان بھول گیا ہے کہ "واللہ میں ان لوگوں سے (جو نماز بھی پڑھتے ہیں' روزے بھی رکھتے ہیں اور کلمہ کا ورد بھی کرتے ہیں) مگر زکوۃ نہیں دیتے۔ اس وقت تک لڑونگا جب تک وہ زکوۃ میں دیجانے والی جانوروں کی رسی تک ادا نہیں کرتے ہیں۔

مجھے بتلایئے! جانشین رسول ﷺ کی تلوار ان کلمہ گوؤں' نمازیوں اور روزہ داروں کے خلاف نہیں اٹھی تھی جنہوں نے ادائیگی زکوۃ سے انکار کیا تھا' دور مت جائیں کیا قادیان سے اٹھنے والا گروہ نماز' کلمہ' زکوۃ روزہ وغیرہ پر عمل پیرا نہ تھا؟ وہ چیخ چیخ کر اپنے مسلمان ہونے کا دعویٰ نہ کرتا تھا؟ آخر پھر اس گروہ کے خلاف آواز بلند کر کے قید و بند کی صعوبتوں کے ساتھ ساتھ لاہور کی سڑکوں پر جن ہزاروں مسلمانوں نے جان کا نذرانہ پیش کیا تھا تمہاری نظر میں وہ انداز تشدد پسندی کے نتیجے میں خود کشی کہلائے گا خدمت اسلام قرار پائیگا۔

میں اپنے شہیدوں کے اٹھتے ہوئے جنازوں پر حیران نہیں ہوں میں اپنے نوجوانوں کی چھلنی نعشوں پر گریہ کناں نہیں ہوں میں تو خون کے آنسو تمہاری اس سوچ و فکر پر بہاتا ہوں۔ ایک مرزا غلام احمد قادیانی اگر دعویٰ کرے کہ میں ظلی' بروزی یا مجازی نبی ہوں تو ہم بیک زبان اسے کافر کہتے ہیں اور اسے کافر کہہ کر گولیاں کھانے کو شہادت جانتے ہیں لیکن جو طبقہ حضور ختمی مرتبت ﷺ کے بعد بارہ اماموں کو معصوم مانے اور انہیں حضور ﷺ کے علاوہ باقی تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل قرار دے اور ان پر وحی کا اترنا تسلیم کرے اور انہیں شریعت مطہرہ میں حرام کی گئی چیزوں کو حلال قرار دینے اور حلال کردہ چیزوں کو حرام قرار دینے کا اختیار سونپے آخر ختم نبوۃ کے اتنے بڑے منکر طبقہ' عصمت قرآن کا انکار کرنے والے گروہ اور چوکوں چوراہوں پر خلفاء راشدین و امہات المومنین پر کفر کے فتوے صادر کر کے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ان پر لعنت کرنے والے زندیق و بے ایمان طبقہ کے خلاف آواز بلند کرنے کو شرپسندی' شدت پسندی سے تعبیر کرنا آخر شریعت مطہرہ کے کس حکم کے مطابق ہے؟

اور پھر کیا اگر مصلحت و خاموشی کے باعث دشمن کی گولیوں کا نشانہ بننے سے اگر کوئی شخص بچ بھی گیا تو آخر وہ کب تک زندہ رہے گا؟ کیا موت صرف گولیوں' بموں' راکٹ لانچروں ہی سے آتی ہے؟ گھر میں یا دوران سفر ایکسیڈنٹ میں موت نہیں آتی۔ موت سے ڈر کر حق بات نہ کہنے والا کب تک موت کے پنجوں سے بچا رہے گا۔ میرے نزدیک اس وقت دشمن کی تخریب کاری کے سدباب کا ایک ہی حل ہے اور وہ یہ ہے کہ تمام علماء کرام اور لیڈران قوم رافضیت کے کفر کا متفقہ نعرہ بلند کریں اور دشمنوں کو بتا دیں کہ اب یہ نعرہ اس وقت تک لگتا رہے گا جب تک تم یا تو اپنے باطل عقائد و نظریات کو ترک نہیں کر دیتے یا پھر قادیانیوں کی طرح خود کو ملت اسلامیہ سے جدا ایک

بقیہ صفحہ 36 نمبر 12

حکمرانوں کے مظالم اور سپاہ صحابہ کی امن پسندی

تحریر: مولانا مجیب الرحمٰن انقلابی کوٹ لکھپت جیل لاہور

ملک ایک مرتبہ پھر بدترین مذہبی قتل و غارت گری اور خونی فسادات کی لپیٹ میں ہے اور اس خونی لہر کا آغاز گذشتہ دنوں اسلام آباد جیسے شہر میں دن دیہاڑے سپاہ صحابہ پاکستان کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنرل علامہ شعیب ندیم اور مولانا حبیب الرحمن صدیقی کی اپنے ساتھیوں سمیت مظلومانہ قتل سے ہوا جس کے نتیجہ میں ملک کے مذہبی حلقوں میں شدید اشتعال پھیل گیا اور اس افسوسناک واقعہ کے خلاف اور قاتلوں کی عدم گرفتاری پر کراچی' اسلام آباد' مری' جھنگ' بھکر' لاہور سمیت ملک کے تمام شہروں میں سپاہ صحابہ کی طرف سے احتجاجی ہڑتالوں اور مظاہروں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ قومی اسمبلی اور سینٹ سمیت ہر جگہ اس ظلم کے خلاف آواز بلند کی گئی۔ وزیر اعظم کی طرف سے "حسب سابق" جلد ہی قاتلوں کی گرفتاری اور عبرتناک سزا کی "خوشخبری" سنائی گئی' لیکن تاحال نامزد قاتلوں سمیت ابھی تک کوئی قاتل تو گرفتار نہیں ہوا لیکن حکومت نے اس واقعہ کی آڑ میں "احتجاج کا حق" بھی چھینتے ہوئے ملک بھر میں اور بالخصوص پنجاب میں سپاہ صحابہ کے قائدین و کارکنوں کو چادر چار دیواری' مساجد و مدارس کے تقدس کو بری طرح پامال کرتے ہوئے بلاجواز گرفتار کر کے جیلوں کی زینت بنا دیا۔ وزیر داخلہ چوہدری شجاعت حسین نے علامہ شعیب ندیم کی شہادت پر یہ بیان دے کر مزید حالات کو خراب کیا کہ حکومت ہر ایک کی "راکھی" یعنی حفاظت نہیں کر سکتی۔ کیا ہر شہری کی حفاظت حکومت کی ذمہ داری نہیں اور پھر اسلام آباد جیسے شہر میں دن دیہاڑے دو علماء دین کا قتل اور قاتلوں کا سرعام فرار حکومت کی امن و امان میں ناکامی کا اعتراف نہیں ہے....؟ ان خونی حالات میں مذہبی حلقوں میں عدم تحفظ کا شدید احساس اور عوام میں خوف و ہراس پایا جاتا ہے اور ہر محب وطن خون کے آنسو روتا ہوا نظر آتا ہے۔ ان خونی فسادات اور مذہبی قتل و غارت گری کے نتیجہ میں کتنی مساجد و مدارس اور عبادت گاہوں کا تقدس پامال ہوا؟ کتنے بے گناہ لوگ ان فسادات کی بھینٹ چڑھے؟ کتنے "علماء حق" شہید کر دیئے گئے؟ کتنی ماؤں کی گودیں اجڑ گئیں؟ کتنی بیویوں کے سہاگ کے خون ہوئے؟ کتنے معصوم بچے یتیمی کی تیز دھوپ میں کھڑے کر دیئے گئے.....؟ اور ان خونی فسادات کی آڑ میں کتنے لوگوں کو ناجائز مقدمات میں ملوث کر کے کال کوٹھڑیوں اور "جیلوں کی زینت" بننے پر مجبور کر دیا گیا۔

لیکن اس سب کچھ کے باوجود حکمران اس مسئلہ کو سنجیدگی سے حل کرنے کے بجائے "ظلم و جبر" سے حل کرنے کی کوشش کر کے حالات کو مزید خراب کرنے میں مصروف ہیں جس کا "مظاہرہ" گذشتہ دنوں اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعہ پاکستان سمیت پوری دنیا کی عوام نے دیکھا جب سپاہ صحابہ نے علامہ شعیب ندیم شہید سمیت دیگر شہداء کے قاتلوں کی گرفتاری اور سپاہ صحابہ کے سربراہ مولانا علامہ علی شیر حیدری نائب سربراہ مولانا محمد اعظم طارق ایم پی اے اور صوبائی قائدین سمیت دیگر گرفتار راہنماؤں اور کارکنوں کی رہائی کے لئے اعلان شدہ پروگرام کے مطابق مسجد شہداء سے اسمبلی ہال تک پرامن احتجاجی جلوس نکالنے کی کوشش کی تو پولیس نے وحشیانہ لاٹھی چارج اور ظلم و تشدد کر کے سپاہ صحابہ کے سینکڑوں راہنماؤں' کارکنوں اور علماء کرام کو گرفتار کر لیا گیا اور اس پولیس گردی کے نتیجہ میں سپاہ صحابہ کے قائم مقام نائب سربراہ ممتاز روحانی شخصیت اور عالم دین مولانا خلیفہ عبدالقیوم اور دیگر "دین کے محافظ" علماء کرام بھی شدید زخمی ہوئے۔ جو پولیس کی حراست میں ہسپتال میں زیر علاج ہیں کیونکہ مولانا خلیفہ عبدالقیوم کا تعلق صوبہ سرحد سے ہے اور جماعت کے قائم مقام نائب سربراہ ہونے کی حیثیت سے سرحد حکومت نے ان کی حفاظت کے لئے فرنٹیئر کانسٹبلری کا باوردی کلاشنکوف سے مسلح ملازم دیا تھا۔ جو سپاہ صحابہ کے مسجد شہداء لاہور کے جلوس کے موقعہ پر مولانا خلیفہ عبدالقیوم کی حفاظت کے لئے ان کے ہمراہ ڈیوٹی پر موجود تھا لیکن پنجاب پولیس کے "شیر جوانوں" نے لاہور پولیس کے اعلیٰ افسران کی موجودگی میں اپنے اس "پیٹی بھائی" کی تمام تر شناخت کروانے کے باوجود سرعام "گیدڑ کٹ" لگاتے ہوئے اس کو ایک سازش اور سپاہ صحابہ کا کارکن قرار دیتے ہوئے "کلاشنکوف" برآمد کرنے کا دعوٰی کیا اور افسوس اس بات پر ہے کہ تمام تر حقیقت کے باوجود پولیس کے اعلیٰ افسران اور صوبائی وزیر قانون جیسے ذمہ دار فرد نے بھی "اس کلاشنکوف" کو سپاہ صحابہ کے نہتے اور پرامن کارکنوں کے "کھاتے" میں ڈالتے ہوئے ذرا بھی شرم محسوس نہ کی اور پنجاب اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر سعید احمد منہیس کی طرف سے سپاہ صحابہ کے پرامن جلوس پر وحشیانہ لاٹھی چارج' تشدد' سینکڑوں راہنماؤں اور کارکنوں کی گرفتاریوں' مسجد شہداء کے تقدس کی پامالی کے خلاف پوائنٹ آف آرڈر پر "صدائے احتجاج" بلند کرتے ہوئے مولانا محمد اعظم طارق ایم پی اے کو اسمبلی کے اجلاس میں لانے کے لئے شدید اصرار کرنے کے جواب میں صوبائی وزیر قانون کو جھوٹ کا سہارا لیتے ہوئے جان چھڑانا پڑی اور مولانا منظور احمد چنیوٹی ایم پی اے کو علامہ شعیب ندیم کی شہادت اور سپاہ صحابہ کے جلوس پر لاٹھی چارج اور گرفتاریوں کے سلسلہ میں تحریک

اخلاق تک ڈیل نہ کرنے دی گئی۔

جبکہ سپاہ صحابہ کے کارکنوں اور راہنماؤں کو پرامن اور "مسلح" جلوس نکالنے کی سرعام سزا دیتے ہوئے وحشیانہ ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ مسجد شہداء کے تقدس کو بری طرح پامال کرتے ہوئے پولیس والوں نے "فورا فورس" کا مظاہرہ کرتے ہوئے مسجد میں جوتوں سمیت داخل ہو کر کارکنوں کو گرفتار کرنے کے علاوہ مسجد کے اندر اور صفات آنسو گیس کے شیل پھینک کر "شعائر شریعت کا عملی" مظاہرہ کیا۔ جبکہ اس سے ایک روز قبل اسی مال روڈ پر حکومت کی ایک طلبہ تنظیم اور اس سے قبل ایک صوبائی وزیر نے بھی حکومت کی حمایت میں ریلی اور جلوس نکالے لیکن اس وقت حکومت کو "مال روڈ" کے تقدس پامال ہونے اور ملک کا وجود "خطرہ" میں پڑنے کا احساس نہ ہوا۔ حکومت نے چار سو کے قریب سپاہ صحابہ کے قائدین و کارکنوں کو گرفتار کر کے وحشیانہ تشدد اور ظلم و زیادتی کا نشانہ بنانے کے بعد "دہشت گردی" ایکٹ کے تحت مختلف دفعات لگا کر کوٹ لکھپت جیل لاہور میں بند کر دیا گیا۔ جہاں ڈکیتی اور دیگر اخلاقی جرائم میں گرفتار اور خطرناک قیدیوں کی بیڑیاں اتار کر سپاہ صحابہ کے گرفتار راہنماؤں اور کارکنوں جن میں اکثریت دینی مدارس کے طلباء اور علماء کرام کی ہے۔ ان کے پاؤں میں پہناتے ہوئے جیل کی بنیادی سہولتوں سے محروم کرنے کے ساتھ ساتھ سپاہ صحابہ کے پہلے سے گرفتار راہنماؤں اور کارکنوں کی طرح ان کی ملاقاتوں پر بھی مکمل پابندی لگاتے ہوئے ان سب کو بھی "قید تنہائی" میں بند کر دیا گیا۔

لہٰذا قتل و غارت گری اور فرقہ وارانہ خونی فسادات کا حل' بلاجواز گرفتاریاں' انسداد دہشت گردی کی عدالتیں اور ظالمانہ سزائیں نہیں ہیں بلکہ اس کے لئے حکمرانوں کو فرقہ وارانہ خونی فسادات کے اصل اسباب کو دور کرنا ہو گا' یکطرفہ گرفتاریاں جیلوں میں والدین سمیت ہر ایک سے ملاقاتوں پر پابندی' جیل کی بنیادی سہولتوں سے محروم کرنے اور انسداد دہشت گردی کی عدالتوں میں مقدمات ہونے کے باوجود ملزم کو جیل کی قانونی و ایجنسی حکومت تک یہ رہنا اس کا حل نکلتا ہے۔

بدقسمتی سے ایک سازش کے تحت ملک کو خونی حالات اور فرقہ وارانہ فسادات کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔ حکومت جب تک بے گناہ افراد کو رہا کرتے ہوئے "عدل و انصاف" سے کام نہیں لے گی اور شیعہ سنی فسادات کے خاتمہ کے لئے سنجیدگی سے غور نہیں کرے گی اس وقت تک امن و امان کے ادھورے خواب دیکھنا حماقت ہے' یہ کہاں کا انصاف ہے کہ اگر ملک کے کسی بھی حصہ میں مخالف فرقہ کا کوئی فرد واقعی دشمنی میں بھی قتل ہو جائے تو ملک بھر میں کریک ڈاؤن آپریشن کر کے سپاہ صحابہ کے قائدین و کارکنوں کو بے گناہ ظلم و تشدد کا نشانہ بناتے ہوئے گرفتار کر لیا جاتا ہے کہ قاتل کی "تلاش" ہے اور اگر بدقسمتی سے قتل ہونے والے فرد یا لیڈر کا تعلق سپاہ صحابہ سے ہو تب بھی گرفتاریاں سپاہ صحابہ کے راہنماؤں اور کارکنوں کی ہوتی ہیں کہ یہ سب کچھ "داخلی انتظامات" اور امن و امان کے لئے کیا جا رہا ہے؟ یہ سب کچھ سپاہ صحابہ کے ساتھ انتقامی اور یکطرفہ کارروائیوں کا سلسلہ کیوں؟ ایک طرف سپاہ صحابہ کے سربراہ مولانا ضیاء الرحمن فاروقی شہید سمیت دیگر شہداء کے نامزد قاتل سرعام دندناتے پھرتے ہیں بلکہ "معتبر" ملک کے عہدوں پر فائز ہیں۔ تحریک جعفریہ کے سربراہ ساجد علی نقوی قتل سمیت درجنوں مقدمات میں نامزد ملزم ہیں لیکن حکومت ان کو گرفتار تک نہیں کرتی لیکن دوسری طرف سپاہ صحابہ کے سربراہ مولانا علامہ علی شیر حیدری پر کوئی مقدمہ نہ ہونے کے باوجود ان کو گرفتار کر کے چوہنگ سنٹر جیسے ادارہ میں تفتیش و تشدد کے باوجود واضح بے گناہ ہونے پر رہا کرنے کے بجائے تقریر کے ایک مقدمہ کی آڑ لے کر تین سال قید اور جرمانہ کی سزا دے کر پاؤں میں بیڑیاں پہناتے ہوئے جیل میں بند کر کے ملاقاتوں پر پابندی عائد کر کے جیل کی بنیادی سہولتوں سے بھی محروم کر رکھا ہے۔ سپاہ صحابہ کے نائب سربراہ مولانا محمد اعظم طارق کو رکن اسمبلی اور بم دھماکہ میں شدید زخمی ہونے کے باوجود گرفتار کر کے چوہنگ سنٹر جیسے ادارہ میں کئی ماہ تفتیش اور ظلم و تشدد کرتے ہوئے واضح بے گناہی کے باوجود ان کو بھی رہا کرنے کے بجائے تقریر کے پرانے مقدمات کی آڑ میں جیل کی زینت بناتے ہوئے ان کو بھی ملاقات اور جیل کی سہولتوں سے مسلسل محروم کر رکھا ہے جبکہ صوبائی سیکرٹری جنرل محمود اقبال سمیت مجھے اور دیگر صوبائی عہدیداران کو قتل کے ایک ایسے جھوٹے مقدمہ میں تقریباً چار سال سے بلاجواز گرفتار کر کے جیل کی زینت بنا دیا گیا ہے کہ جس مقدمہ کے اصل ملزمان پولیس کے اعلیٰ افسران دو سال قبل گرفتار کرنے اور ہماری بے گناہی کا اعتراف قومی اخبارات کے صحافیوں کے سامنے پریس کانفرنس میں کر چکے ہیں اور چوہنگ سنٹر لاہور اور دیگر اداروں کی تفتیشوں میں بھی مجھ سمیت دیگر صوبائی عہدیداران اور راہنماؤں کو پولیس بے گناہ قرار دے چکی ہے لیکن حکومت کے اشارے پر قائدین کی طرح پولیس انتظامیہ ہماری بے گناہی کا بار بار اعتراف کرنے کے باوجود ہمیں رہا کرنے پر تیار نہیں ہے۔ لیکن اس سب ظلم و زیادتی کے باوجود سپاہ صحابہ پرامن جدوجہد کرنے اور آئین و قانون پر یقین رکھتی ہے اور قتل و غارت اور دہشت گردی و لاقانونیت کی سخت مخالف ہے اور مولانا ضیاء الرحمن فاروقی شہیدؒ نے اپنی بلاجواز گرفتاری کے باوجود آئینی و قانونی طریقہ سے رہائی کا راستہ اختیار کرتے ہوئے سیشن کورٹس لاہور میں عدالت کی دہلیز پر انصاف کی تلاش میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے یہ ثابت کر دیا کہ سپاہ صحابہ آئین و قانون پر یقین رکھتی ہے۔

سپاہ صحابہ نے ملک میں فرقہ وارانہ خونی فسادات کے خاتمہ اور امن و امان کے قیام کے لئے اپنی بھرپور کوششیں کی ہیں۔ اسی سلسلہ میں محرم الحرام میں امن و امان کے قیام کے لئے یکم محرم الحرام کو خلیفہ ثانی سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے یوم شہادت اور نئے اسلامی سال کے آغاز پر سابق وزیر اعلیٰ پنجاب میاں منظور احمد وٹو سے قائدین سپاہ صحابہ نے سرکاری سطح پر پنجاب بھر میں عام تعطیل کروائی۔

مولانا ضیاء الرحمن فاروقیؒ نے سابق صدر غلام اسحاق خان اور فاروق احمد لغاری کے ساتھ ملاقات کرتے ہوئے شیعہ سنی فسادات کے خاتمہ کے لئے سات نکاتی امن فارمولا پیش کیا۔ میاں محمد نواز شریف کے سابق دور حکومت میں ۲۸

ستمبر ۱۹۹۱ء کو گورنر ہاؤس لاہور میں شیعہ سنی فسادات کے خاتمے کے لئے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کی زیر صدارت اجلاس میں شیعہ سنی راہنماؤں اور علماء کرام کی موجودگی میں مولانا ضیاء الرحمن فاروقیؒ نے فرقہ واریت کے اسباب کو بیان کرتے اور امن تجاویز دیتے ہوئے ایک مسلم ملک اور مخصوص فرقہ کی طرف سے اسلام، حضور ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و اہل بیت رضی اللہ عنہم اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے خلاف شائع ہونے والے غلیظ لٹریچر کو "تاریخی دستاویز" کے عنوان سے پیش کر کے اس غلیظ لٹریچر کو ضبط کرنے اور اس کے لکھنے اور چھاپنے والوں کو عبرتناک سزا کا مطالبہ کیا اور اجلاس کے تمام شرکاء نے اس کی تائید کی۔ سپاہ صحابہ کے نائب سربراہ مولانا محمد اعظم طارق نے قومی اسمبلی میں مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی سمیت تمام دینی و مذہبی جماعتوں کے اراکین اسمبلی کی حمایت اور دستخطوں کے ساتھ ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم و اہل بیت رضی اللہ عنہم بل پیش کیا لیکن "بے نظیر" اور "شریف" حکمرانوں نے اس بل کے راستہ میں رکاوٹ ڈالتے ہوئے اس کو منظور کرنے کے بجائے مولانا اعظم طارق کو گرفتار کر کے جیل کی زینت بنا دیا۔ اہل تشیع سے شدید اختلاف کے باوجود قائدین سپاہ صحابہ نے خونی فرقہ وارانہ فسادات کے خاتمہ اور امن و امان کی خاطر ملی یکجہتی کونسل میں اہل تشیع کے ساتھ بیٹھنا گوارا کیا اور ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم و اہل بیت رضی اللہ عنہم اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے تقدس کے دفاع میں اہل تشیع سمیت تمام دینی و مذہبی جماعتوں سے مشترکہ ضابطہ اخلاق تیار کروایا۔ میاں محمد نواز شریف کی ہدایت پر سابق دور حکومت میں مولانا عبدالستار نیازی کی سربراہی میں قائم کمیٹی میں فرقہ وارانہ فسادات کے خاتمہ کے لئے سفارشات کی تیاری میں سپاہ صحابہ کے سربراہ مولانا ضیاء الرحمن فاروقی شہیدؒ نے اہم کردار ادا کیا۔ مولانا محمد اعظم طارق نے بم دھماکہ میں شدید زخمی ہونے اور مولانا ضیاء الرحمن فاروقی شہیدؒ کے نامزد قاتلوں کی عدم گرفتاری کے باوجود رکن صوبائی اسمبلی منتخب ہونے پر قائد حزب اختلاف بننے کی پوزیشن میں ہونے کے باوجود امن و امان کی خاطر میاں محمد شہباز شریف کو اعتماد کا ووٹ دے کر امن پسند اور محب وطن ہونے کا ثبوت دیا۔ اس کے فوراً بعد ملیٹ گیسٹ ہاؤس لاہور میں وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے صوبائی وزیر صاحبزادہ فضل کریم کی زیر صدارت بلائے گئے اہل تشیع سمیت تمام جماعتوں کے مشترکہ اجلاس میں بھی مولانا محمد اعظم طارق نے شدید زخمی ہونے کے باوجود شرکت کرتے ہوئے مذہبی قتل و غارت گری کے خاتمہ کے لئے تجاویز دیتے ہوئے مشترکہ ضابطہ اخلاق پر دستخط کئے لیکن حکمرانوں نے جھوٹے مقدمات کی آڑ میں مولانا محمد اعظم طارق ایم پی اے کو جیل کی زینت بنا دیا۔

سپاہ صحابہ نے پرامن احتجاج کرتے ہوئے مولانا اعظم طارق کی رہائی کے لئے آواز بلند کرنے کے ساتھ ساتھ ملک میں قیام امن اور شیعہ سنی فسادات کے خاتمہ کے لئے جدوجہد جاری رکھی اور صاحبزادہ فضل کریم کی سربراہی میں شیعہ سنی فسادات کے خاتمہ کے لئے قائم متحدہ علماء بورڈ میں سپاہ صحابہ کے سربراہ مولانا علامہ علی شیر حیدری نے متحدہ علماء بورڈ کے مشترکہ اجلاسوں میں بھی فرقہ واریت کے اسباب کی نشاندہی کرتے ہوئے غلیظ کتب اور لٹریچر پیش کرتے ہوئے اس کو فوری ضبط کرنے اور اس کے لکھنے اور چھاپنے والوں کو سزا دینے کا مطالبہ کیا اور اجلاس میں اس مطالبہ کو حقیقی طور پر منظور کرتے ہوئے پورا کرنے کا وعدہ کیا۔ اس دوران مذہبی قتل و غارت کے خاتمہ کے لئے سابق چیف جسٹس سپریم کورٹ آف پاکستان سید سجاد علی شاہ کی طرف سے ازخود نوٹس کے تحت بنائے گئے ٹریبونل میں بھی سپاہ صحابہ کے سربراہ مولانا علامہ علی شیر حیدری اور نائب سربراہ مولانا محمد اعظم ایم پی اے نے سید سجاد علی شاہ کے سامنے فرقہ واریت کے اسباب اور سپاہ صحابہ کے موقف کو بڑے خوبصورت انداز میں بیان کرتے ہوئے امن تجاویز پیش کیں اور اس طرح مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کی خواہش اور پیشین گوئی کے مطابق سپریم کورٹ میں بھی شیعہ اور مسلمانوں میں فرق زیر بحث آیا، لیکن اس کے فوراً بعد ہی مولانا علامہ علی شیر حیدری کو بھی گرفتار کر کے ایک تقریر کی آڑ میں تین سال قید اور جرمانہ کی سزا دیتے ہوئے جیل بھیج دیا گیا۔

اس کے علاوہ سپاہ صحابہ کے ہزاروں کارکنوں اور قائدین کو نظر بند اور بلاجواز گرفتار کر کے پابند سلاسل کر رکھا ہے اور ان کی رہائی کے لئے آواز بلند کرنے والوں کو بھی وحشیانہ تشدد کا نشانہ بناتے ہوئے جیل کی نذر کیا جا رہا ہے۔ جس کا منہ بولتا ثبوت گذشتہ دنوں لاہور میں سپاہ صحابہ کے پرامن جلوس پر لاٹھی چارج مسجد شہداء کے تقدس کی پامالی اور سینکڑوں راہنماؤں اور کارکنوں کی گرفتاری ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے موجودہ حکمران بھی "بھاری مینڈیٹ" اور "کرسی" کی مضبوطی کی زعم میں سابق حکمران بھٹو کے نقش قدم پر چل نکلے ہیں۔ جب بھٹو مرحوم کے آخری دور حکومت میں لاہور مسلم مسجد لوہاری میں پولیس نے مسجد کے تقدس کو بری طرح پامال کرتے ہوئے علماء دین پر وحشیانہ تشدد کرتے ہوئے ان کے خون سے ہاتھ رنگے تھے اور یہ واقعہ بھٹو کے زوال اور انجام کا سبب بنا......... جب تک اس ملک میں ناموس رسالت ﷺ کی طرح ناموس صحابہؓ و اہل بیتؓ اور ازواج مطہراتؓ کے تقدس کو آئینی تحفظ نہیں دیا جاتا۔ غلیظ لٹریچر لکھنے اور چھاپنے والوں کو نشان عبرت بناتے ہوئے تمام ملکوں کے سفارت کاروں کی غیر سفارتی اور فرقہ وارانہ سرگرمیوں کی کڑی نگرانی کرتے ہوئے اس پر پابندی نہیں لگائی جاتی اور سپاہ صحابہ کے قائدین و کارکنوں سمیت تمام بے گناہ افراد رہا کرتے ہوئے اصل ملزمان اور قاتلوں کو گرفتار نہیں کیا جاتا اس وقت تک اس ملک میں فرقہ وارانہ خونی فسادات کا خاتمہ نہیں ہو سکتا۔ بلاجواز گرفتاریاں، ناجائز مقدمات، یکطرفہ ظالمانہ اور انتقامی کاروائیاں، ظالمانہ قانون اور عدالتیں، جیل کی بنیادی سہولتوں سے محروم کرتے ہوئے پاؤں میں بیڑیاں پہنا کر اور ملاقاتوں پر پابندیاں عائد کر کے ان خونی واقعات کو ہوا تو دی جا سکتی ہے خاتمہ نہیں کیا جا سکتا۔ سزاؤں کا تعلق جسم کے ساتھ ہے اور ایمان، عقیدہ اور نظریہ کا تعلق دل و دماغ اور روح کے ساتھ ہے۔ جسم قید تو کیا جا سکتا ہے لیکن عقیدہ، نظریہ اور ایمان نہیں چھینا جا سکتا۔ بحمد اللہ [illegible]

اک ایسا احساس! جو زندگی کو بجلی بنا دیتا ہے

تحریر:۔ محمد ہارون ۔۔۔۔۔۔۔۔ میر پور خاص سندھ

دنیا میں آنا درحقیقت آخرت کی طرف رخت سفر باندھ کر جانے کی تمہید ہے۔ اس عالم رنگ و بو میں آنے والے ہر نفس نے بالآخر موت کے جام کو پینا اور قبر کے دروازے سے داخل ہونا ہے۔ یہ ایک ایسا اٹل قانون قدرت ہے جس سے کسی کو اختلاف نہیں۔

یہ حقیقت روز روشن سے زیادہ واضح ہے اور ہم ہر روز اپنی سر کی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ یہ دنیا اور اس کی تمام چمک دمک محض ایک جلوہ سراب ہے۔ لیکن اس کی باوصف آج ہم دنیا اور اس کی رنگینیوں میں اس قدر کھو گئے ہیں کہ باید و شاید آج نگاہوں کو خیرہ کرنے والے شان و شوکت کے قصر زرنگار ے دینا اور شاہد و شراب ہی انسان کا منتہائے مقصود ہو کر رہ گئے ہیں۔ اور عاقبت کو فراموش کر دیا ہے۔ اگر ہم اس دنیا کا بغور جائزہ لیں تو یہ ہمیں ایک مرقع عبرت افسانہ حسرت اور آئینہ حیرت کے روپ میں نظر آئے گی دنیا کے اسٹیج پر جن عظیم بادشاہوں نے جاہ و جلال کے جلوے دکھائے وہ بھی چل بسے۔ جن لوگوں نے دنیا کی آرائش و زیبائش کو چار چاند لگائے وہ بھی اس دنیا کو سدھار گئے وہ اہل کمال جن سے استفادہ اور کسب فیض کرنے کے لئے ایک دنیا ان کے پاس آتی تھی وہ بھی رخصت ہو گئے اور وہ بزرگان دین حتیٰ کہ انبیاء کرام علیہم السلام بھی جن سے فرشتے مصافحہ کرتے تھے یہاں سے رخت سفر باندھ گئے۔ الغرض موت سے کسی کو مفر نہیں۔

انسانی زندگی کے آخری لمحات کو زندگی کے درد انگیز خلاصے سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ اس وقت بچپن سے لے کر اس آخری لمحہ تک کے تمام اعمال کے مناظر کو دیکھ کر کبھی تو بے ساختہ انسان کی زبان سے درد عبرت کے پل پر سے گزر کر عقبیٰ کی طرف ہر انسان نے جانا ہے اور یہ ایک ایسا احساس ہے جو زندگی کو بجلی بنا دیتا ہے۔ لیکن نسل انسانی کے دلوں سے یہ احساس سبکدوش ہو چکا ہے۔ اگر یہ احساس ہر روح کی غذا بن جائے کہ آخر یہ جان تو اک دن جان آفرین کے سپرد کرنی ہی ہے تو اس کا ضمیر بھی اسے جھنجوڑے گا کہ اس زندگی کو ایک مقصد اور ایک مشن کے لئے قربان کرنا چاہیے۔ جس سے خالق قدوس بھی خوش ہو اور پیغمبر ﷺ کی روح کو بھی تسکین ہو۔ جب انسان یہ ٹھان لیتا ہے تو یہ احساس اس میں بجلی بھر دیتا ہے۔ باطل ہزارہا اس کو دبانا چاہتا ہے لیکن اس کے پایہ استقلال میں ذرا بھی لغزش نہیں آتی۔ یہ ایک بے نقاب حقیقت ہے کہ جب باطل کو واشگاف کرنے کے لئے تمام ادیان باطلہ سے انسانیت کو نکال کر ایک دین قیم پر جمع کرنے کے لئے کوئی صدائے صادق بلند کرتا ہے تو باطل کا ٹڈی دل لشکر اول اول چاہتا ہے کہ اس کو اس کے مخرج میں ہی گھونٹ دے لیکن صادق صدا ایک خود رو درخت سے زیادہ اپنے اندر بالیدگی اور حق گوئی رکھتی ہے۔ اس کا جوش طوفان اور آندھیوں سے بہت زیادہ تیز ہوتا ہے اس کا قدم ایسی دفعات کے حصار میں محصور نہیں ہو سکتا چونکہ اس میں ایک ایسا احساس پیدا ہو چکا ہوتا ہے جو اس کی زندگی کو ایک بجلی کی مانند بنا دیتا ہے۔ وہ کسی ظلم کی پرواہ نہیں کرتا وہ مسلسل موسلادھار بارش کی طرح برستا رہتا ہے اور صدائے حق کا پرچار کرتا رہتا ہے۔ جب یہ حق گوئی باطل کے اس پینترے سے بھی نہیں ہارتی اور دیکھے جڑ پکڑنے لگتی ہے تو باطل کا اگلا قدم تعذیب اور سزا ہی ہوتا ہے۔ جس کی ابتداء مار پیٹ اور آئین کے ماتحت قید و بند سے ہوتی ہے لیکن اس حق گو کی جفاکشی اور سخت جانی اس کو کھیل سمجھنے لگتی ہے تو باطل بھنا جاتا ہے وہ اپنی طاقت کو کند دیکھ کر آگ بگولہ ہو جاتا ہے اس کے قہر کے بارہا گھوڑے آتش پا ہو جاتے ہیں وہ جھنجلاتا ہوا اپنی جبروتی طاقت کا بیڑہ اٹھاتا ہے۔

تو پھر کہیں حق والوں کو تپتے ہوئے صحراؤں پر لٹایا جاتا ہے کہیں ابلتی ہوئی ریت پر ڈالا جاتا ہے کہیں انگاروں کی گرمی سے جسموں کو جھلسایا جاتا ہے۔ اس کے باوصف وہ احساس اسے اپنے مشن سے ایک قدم بھی پیچھے ہٹنے نہیں دیتا۔ اس کے ایمان کو مزید پختہ کرتا ہے کہیں باطل غضب میں آکر صدائے حق کو بلند کرنے والوں کو برہنہ کر کے الٹا لٹکا کر اپنے ظلم کا نشانہ بناتا ہے لیکن اس کے باوجود اس کے خون کے ہر قطرے سے' پسینے کے ہر ذرے سے حق کی آواز بلند ہوتی رہتی ہے۔

کچھ بن نہ پڑا ڈبو دیں گے سفینہ اپنا
ساحل کی قسم منت طوفان نہ کریں گے

ہاں آخر یہ احساس کہ ایک دن زندگی کا چراغ تو گل ہو جاتا ہے اس شخص کے نازک احساس پر خشیت ذوالجلال کا ایسا تازیانہ لگاتا ہے جو اسے تڑپا دیتا ہے۔ شدت احساس سے آنسوؤں کا سیلاب امڈ آتا ہے جو اس کی شفاف فطرت کو دھو کر مزید چمکا دیتا ہے۔

نہ شاخ ہی اونچی ہے نہ دیوار چمن بلبل
تیری ہمت کی کوتاہی ' تیری قسمت کی پستی ہے

وہ احساس اسے مجبور کرتا ہے کہ حق کی خاطر موت کی دھمکیاں ملیں تو تب بھی خدا پر بھروسہ کرنا' زندان کی اوٹ میں تڑپنا پڑے تو تڑپ جانا' قاتلانہ حملے زندگی کا جزو لاینفک بن جائیں تو تب بھی صبر کرنا۔ گولیوں کا سہرا باندھنا پڑے تو پیچھے مت ہٹنا۔ اپنے پرائے ہو جائیں دوست دشمن بن جائیں تب بھی پرواہ مت کرنا۔ سزائے موت کا پروانہ ملے تو خوشی سے گلے لگا لینا۔ راکٹ لانچر پیچھا کریں تو ڈٹ کر مقابلہ کرنا' بموں کے سائے تلے جان دینی

بقیہ صفحہ 42 نمبر 14

ختم نبوت اکیڈمی فیصل آباد

پاکستان کی مشہور دینی درسگاہ ختم نبوت اکیڈمی فیصل آباد

پندرہ 15 شعبان سے پچیس 25 رمضان المبارک تک ہر سال علماء اور طلباء کو جامع ترین موضوعات و عنوانات پر تبلیغی کورسز پڑھانے کا اہتمام کرتی ہے جس میں پاکستان کے ممتاز علمائے کرام قومی و ملی رہنما مختلف موضوعات پر طلباء کو درس قرآن مجید و درس حدیث دیتے ہیں سلوک کالجز اور مدارس عربیہ کے طلباء خصوصا فارغ التحصیل علمائے کرام کو چاہیئے کہ وہ کشاں کشاں اس چالیس روزہ کورس میں شرکت فرما کر اپنی علمی پیاس بجھائیں

الداعی الی الخیر

محمد ضیاء القاسمی

مہتمم انٹرنیشنل ختم نبوت اکیڈمی

جامعہ قاسمیہ غلام محمد آباد فیصل آباد

Ph: 041-694242

بڑھتا ہے ذوق جرم یاں ہر سزا کے بعد

ابن عالمگیر الجاہد کراچی

سپاہ صحابہ کے مرکزی سیکرٹری علامہ شعیب ندیم بھی شہید کر دیئے گئے (اناللہ واناالیہ راجعون)

یہ تیرہ سال کی مختصر سی عمر کی جماعت سپاہ صحابہ کے شہید ہونے والے چوتھے مرکزی رہنما تھے۔ جب کہ ملک بھر میں کوئی شہر کوئی علاقہ ایسا نہیں ہو گا جہاں ناموس صحابہؓ کی خاطر نوجوانوں کا خون نہ بہا ہو ایک طرف اتنی مختصر سی تاریخ دوسری طرف قربانیوں کی نہ ختم ہونے والی تاریخ......

شاید اللہ تعالیٰ نے اس جماعت سے سرزمین پاکستان میں نفاذ اسلام اور شکست منافقت و شیطنیت کا کام لینا ہے اس لئے اتنی زیادہ قربانیاں دینے کے بعد بھی کسی رہنما' کسی کارکن اور کسی ہمدرد کے دل کے کسی گوشے میں بھی یہ بات نہ آئی ہوگی کہ اس مشن سے پیچھا چھڑایا جائے یا اس میں نرمی اختیار کی جائے بلکہ جوں جوں قربانیاں بڑھتی جاتی ہیں مشن زور پکڑتا جاتا ہے۔

علامہ حق نواز جھنگوی شہیدؒ نے سب سے پہلے خود ہی قربانی دے کر جہاں اپنے اخلاص اور اپنی ولولہ انگیز اسلامی غیرت و حمیت کا ثبوت دیا تھا وہاں انہوں نے کئی راہیں دکھلا دی تھیں کئی لوگوں کو اپنے پیچھے اس راہ پر لگا گئے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کی شہادت کا عظیم خلا علامہ فاروقی شہیدؒ کی بصیرت افروز مدبرانہ اور باصلاحیت قیادت نے محسوس نہ ہونے دیا۔ جوں جوں علامہ حق نواز شہیدؒ کی شہادت کی خبر پھیلتی گئی ساتھ ہی ساتھ ان کا پیغام بھی پھیلتا گیا۔ لوگ آپ کی شہادت پر تبصرہ کرتے اور استفسار کرتے کہ ایک عالم دین کو ایک اسلامی مملکت میں کس جرم کی سزا دی گئی؟ لوگوں کا رجحان بڑھتے بڑھتے آپ کی پیغام رسائی کا ذریعہ بن گیا۔ شاید دشمن جو ناعاقبت اندیش ہے یہ سمجھنے سے قاصر تھا۔ اسی وجہ سے اس نے یکے بعد دیگرے قیادت اور کارکنوں کے قتل کا لامتناہی سلسلہ شروع کیا۔

لیکن اسلام اپنی فطرت کے مطابق دبنے کے بجائے ابھرنے کا عادی ہوتا ہے۔ علامہ حق نواز شہیدؒ کا جو مشن تھا وہ چونکہ صد فیصد اسلام کے مطابق تھا انہوں نے اگر اہل تشیع کے بارے میں سخت لہجہ اختیار کیا تھا تو یہ اس کی اپنی اختراع نہیں تھی بلکہ حضرت محمد ﷺ سے لے کر امام ابو حنیفہؒ شاہ ولی اللہؒ اور عبدالشکور لکھنؤیؒ تک صدیوں سے ہمارے اکابر اس فتنے سے عوام الناس کو آگاہ کرنے کا فریضہ انجام دیتے رہے ہیں۔ بیسیوں احادیث اس مد میں آپ کو ملیں گی جن میں آنحضور ﷺ نے اصحاب رسول ﷺ کی مدح سرائی ہی نہیں کی بلکہ آپ ﷺ نے امت کو اس فتنے سے بچنے کی بھی سخت تلقین کی۔ اس لئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کے نہ صرف سچے فرمانبردار تھے بلکہ انہوں نے جان' مال اور ہر طرح کی قربانی دے کر دین اسلام کی روشنی کو چہار دانگ عالم میں پھیلا کر اس سچ پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ تاریخ ہمیں یہ بتلاتی ہے کہ اسلام کی تبلیغ اور دفاع کے لئے قربانیاں دینے والوں نے کبھی یہ نہیں دیکھا کہ حق کی صدا بلند کرنے کے جرم میں مجھے کون کون سی سزائیں دی جائیں گی۔ کیسی کیسی اذیتوں کا سامنا کرنا پڑے گا کن کن حالات سے گزرنا پڑے گا۔ مگر وہ ہر چیز کو بالائے طاق رکھ کر اپنا مشن جاری رکھتا ہے۔

ہر دور میں صدائے حق بلند کرنے والوں کو مصائب و آلام کے پہاڑوں کو عبور کرنا پڑا' اس لیے کہ حق اپنے اندر کرواہٹ کا ذائقہ رکھتا ہے اور حق کڑوا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں بھی اسلام کو قربانیوں کی ضرورت پڑی اسلام کے پروانوں نے دیوانہ وار شمع کی مانند قربانیاں دیں حکمرانوں' کافروں اور منافقین کا ٹولہ ہر دور میں موجود رہا ہے جن کی نظر میں حق بات کرنا "جرم" ہے۔ اور جرم بھی ایسا کہ جس کی سزا اس آواز کو دبانا ہی نہیں بلکہ مٹانا ہوا کرتی ہے۔

تاکہ پھر سر اٹھانے کے قابل ہی نہ رہے۔ اور یہ دنیا کا دستور ہے کہ جرم اس وقت تک جاری رہا کرتا ہے جب تک اس کے اسباب اور محرکات کو ختم نہ کر دیا جائے۔

چنانچہ علامہ حق نواز جھنگوی شہیدؒ نے "جرم" کیا تھا' ایک طرف انگریزی سامراج کے پروردہ حکمرانوں کو برابر للکارتے رہے دوسری طرف اصحاب رسول ﷺ کی مدح سرائی کا ایک ایسا انداز اپنایا جو صدیوں پہلے سے اہل حق کا شیوہ رہا تھا۔ اسی جرم کی سزا میں انہیں مٹا دیا گیا اور ملک بھر میں ان کے معتقدین' سپاہ صحابہ کے کارکنوں' ہمدردوں اور علمائے اہل سنت کے قتل کا سلسلہ شروع کیا گیا کہ کچھ جرم تو ساتھ دینے اور ہاں میں ہاں ملانے والوں کا بھی ہوتا ہے جس کی سزا بھگتنا بھی ضروری ہوتی ہے۔ علامہ حق نواز کی شہادت کے کچھ ہی عرصہ بعد سپاہ صحابہ بام عروج پر اس وقت پہنچی جب ایثار القاسمی قومی اسمبلی کی سیٹ جیت کر اسمبلی پہنچے سپاہ صحابہ کی یہ بڑھتی ہوئی مقبولیت اور دوسری طرف اسمبلی میں علامہ ایثار القاسمی کی تقاریر بھی کسی جرم سے کم نہ تھے۔ سپاہ صحابہ ابھی نوزائیدہ تھی کہ اس کے دوسرے مرکزی قائد اور جرنیل علامہ ایثار القاسمی کو اس "جرم" کی پاداش میں شہید کر دیا گیا۔ مگر سپاہ صحابہ اس جرم کے معاملے میں "غازی مجرم" کا کردار ادا کر رہی بچہ بچہ اسی طرح ڈٹا رہا' گھر گھر سے وہی آوازیں اٹھنے لگیں جن کی سزا میں ان کو شہید کیا گیا تھا۔ ایثار القاسمی شہید کی شہادت کے بعد علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی نے ایک مفکر اور مدبر کی حیثیت سے جماعت کو سنبھالا اور ایک محلے کی جماعت کو عالمی سطح پر متعارف کرایا جبکہ دوسری طرف تحریر و تقریر کے ذریعے "جرم" کا سلسلہ جاری رہا۔ چنانچہ انہیں بھی

Scanned with CamScanner

"مجرم" کی سزا دے دی گئی اور راستے سے ہٹا دیا گیا۔ ایران کی شہہ پر اہل حق اور صدائے حق بلند کرنے والے "مجرموں" کو سزا دینے کا سلسلہ یہاں آکر رکا نہیں بلکہ مولانا اعظم طارق کو ہر طرح سے ہٹانے کی کوشش کی گئی اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ بچتے رہے تو "عادی مجرم" سمجھ کر جیل کی سلاخوں کے پیچھے دھکیل دیا گیا۔ علامہ علی شیر حیدری کے لئے بھی یہی سزا تجویز ہوئی انہیں باقاعدہ سزا سنا کر جیل میں مہمان بنا لیا گیا۔

مرکزی قائدین کی شہادتوں اور دونوں مرکزی قائدین کی اسارت سے یہ سلسلہ جرم بند نہیں ہوا بلکہ بڑھتا گیا' اٹھتا گیا' گلگت اور بلوچستان کے سنگلاخ پہاڑی سرزمین ہو یا کراچی سے خیبر تک علاقہ ہر طرف سے "جرم" کا سلسلہ جاری رہا۔ چنانچہ اپنے گھناؤنے منصوبے میں ناکامی کو بالمقابل سامنے دیکھتے ہوئے دشمن نے چوتھے مرکزی رہنما علامہ شعیب ندیم کو بھی شہید کیا اور "جرم" کی سزا کا سلسلہ جاری رکھا۔

مگر نادان دشمن یہ نہیں سمجھتا کہ اگر جہاد بالسیف' یا باللسان جرم ہے اگر اسلام کے کلمے کی حفاظت کرنا جرم ہے اگر دین کو بدنام کرنے والوں کا پردہ چاک کرنا جرم ہے تو میرے پیارے حضور ﷺ نے اپنی زبان مبارک ارشاد فرمایا کہ الجہاد ماض الی یوم القیامہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔ یہی وجہ ہے کہ سپاہ صحابہؓ سینکڑوں کارکنوں اور قائدین کی شہادتوں کے باوجود اپنے موقف پر ڈٹی ہوئی ہے اور اعلان کرتی ہے کہ

بڑھتا ہے ذوق جرم یہاں "ہر سزا" کے بعد۔

بقیہ 7

اصحاب رسول رضی اللہ عنہم نے بلالؓ سے اذان دینے کی فرمائش کی لیکن بلال رضی اللہ عنہ نے انکار کردیا اور فرمایا اب اذان کس لئے دوں آخر صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرات حسنینؓ کے ذریعے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دینے کی فرمائش کی حضور ﷺ کے پیارے نواسوں کی فرمائش پر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اذان دینے کیلئے رضامند ہوگئے آپ نے فرمایا میں سب کو انکار کرسکتا ہوں لیکن حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ کی فرمائش کو رد نہیں کر سکتا حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دینا شروع کی لوگوں کو پھر ایک مرتبہ حضور ﷺ کا زمانہ یاد آگیا اہل مدینہ تڑپ اٹھے عورتیں بچے بوڑھے مؤذن رسول ﷺ کی آواز پر دیوانہ وار مسجد نبوی کی طرف دوڑ پڑے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جب اشھدان محمد الرسول اللہ کہتے تو دوران آذان حضور اقدس ﷺ کے چہرہ پر نظر جما دیتے مدتوں بعد آذان دیتے ہوئے لب پہ نام محمد آیا تو گردن گھما کر پوری مسجد نبوی میں چہرہ مصطفےٰ ﷺ تلاش کیا جب محبوب کا رخ زیبا نظر نہ آیا تو شدت جذبات سے مغلوب ہو کر منبر سے گر پڑے اور بے ہوش ہو گئے

ادائے دید سراپا نیاز تھی تیری
کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری
اذان ازل سے تیرے عشق کا ترانہ بنی
نماز اس کے نظارے کا اک بہانہ بنی
خوشا وہ وقت کہ یثرب مقام تھا اس کا
خوشا وہ دور کہ دیدار عام تھا اس کا

دربار الٰہی میں قبولیت

حضرت بلال رضی اللہ عنہ ایک نمایاں شخصیت ہیں کہ جن کی اور خصوصیات کے علاوہ ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ جب حضور ﷺ معراج کے لئے تشریف لے گئے تو وہاں ایک آواز سنی آپ نے پوچھا یہ کس کی آواز ہے؟ تو جواب ملا آپکے صحابی بلال رضی اللہ عنہ کے جوتوں کی آواز ہے وہ چلتا تو فرش پر ہے جوتوں کی کھنکھناہٹ عرش پر ہوتی ہے۔

ابو معاویہ حبیب اللہ فاروقی متعلم جامعہ فاروق اعظم فیصل آباد

بقیہ 8

جھکا حق سے جو جھک گئے اس سے وہ بھی
رکا حق سے جو رک گئے اس سے وہ بھی

قرآن مجید' احادیث صحیحہ اور مستند تاریخ کی روشنی میں اسلامی معاشرہ کے خدوخال اس کا جو سراپا اور نقشہ اور اس سے آگے بڑھ کر جو مزاج و مذاق سامنے آتا ہے اس سے نہ صرف اولین مسلمانوں اور آغوش نبوت کے پروردہ اور درس گاہ نبوی کے تربیت یافتہ لوگوں کی ایک ایسی بڑی تعداد میں افراد انسانی کی ایک حسین اور دلکش تصویر سامنے آتی ہے جس سے بہت کم تعداد میں بھی اور صدیوں کے فرق اور مکان و زماں کے تفاوت سے بھی کوئی ایسی معیاری اور مثالی جماعت نظر نہیں آتی اس سے انسانی فطرت کی خیر قبول کرنے کی صلاحیت' اس کی ترقی' پاکیزگی' بلند پروازی کے ایسے وسیع امکانات تک کی ذہانت پہنچنی مشکل ہے مخلص اور مئوید من اللہ و مربیوں کی کوشش و محنت کی کامیابی کا ثبوت ملتا ہے اور انسانیت کو خود اپنے اوپر ناز کرنے اور ہر دور کے انسانوں کو فکر و مباہات کا حق حاصل ہوتا ہے کہ ان کی جنس اور نوع میں ایسے بلند پایہ انسان پیدا ہوئے جن میں ہر ایک بقول اقبال۔

خاکی و نوری نہاد بندہ مولیٰ صفات

کا مصداق تھا' اس سے فرد انسانی احساس کمتری مردم بیزاری اور مایوسی کے امراض سے شفا پاتا ہے صحیح خطوط پر کام کرنے والوں کا حوصلہ بلند ہوتا ہے اور انبیاء مرسلین (صلوات اللہ علیہم' سے عمومیت کے ساتھ اور سید المرسلین خاتم النبین ﷺ کی ذات گرامی سے خصوصیت کے ساتھ عظمت و عزت راسخ ہوتی ہے آپ کی تعلیم و تربیت کے نتائج کو دیکھ کر ایمان بالغیب ایمان شہودی بن جاتا ہے امام ابن تیمیہ ؒ نے بہت صحیح لکھا ہے مجموعی حیثیت سے انبیاء علیہم السلام کے بعد افراد انسانی کا کوئی مجموعہ اور انسانوں کی کوئی نسل صحابہ کرامؓ سے بہتر سیرت و کردار کی نظر نہیں آتی۔

بقیہ 12

گروہ تسلیم نہیں کر لیتے۔ مجھے یقین ہے کہ پھر اس کے بعد دشمن میں نہ کسی پر ہاتھ اٹھانے کی جرات ہو گی اور نہ ہی جاہل و غافل مسلمانوں کے ایمان پر شب خون مارنے کی ہمت ہوگی۔

لہٰذا اب آخری فیصلہ ہم نے کرنا ہے کہ ہمیں جان بچانا ہے یا ایمان بچانا ہے۔

اٹھو وگرنہ حشر نہ ہوگا پھر کبھی
دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

والسلام
محمد اعظم طارق (اٹک جیل)

★★★★

Scanned with CamScanner

وائس چانسلر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

کھلا خط

پروفیسر ڈاکٹر انوار الحق صاحب کے نام

اسلام علیکم: آپ کی یونیورسٹی جو کہ ایک عالمی شہرت کی حامل ہے، کی منتخب شدہ کتاب "اسلام، پاکستان اور جدید دنیائے اسلام" طباعت چہارم (کوڈ نمبر ۶۵۲) برائے بی ایڈ پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ہمیں مندرجہ ذیل مواد پڑھ کر از حد دکھ ہوا کہ ہماری نسل نو کی تعمیر کرنے والوں کو کس قسم کا غیر معیاری مواد مہیا کیا جا رہا ہے۔ چونکہ آپ اس ملکی ادارہ کے سربراہ ہیں۔ اس لئے ہم بحیثیت مسلمان ایسے مواد کی آپ کو نشاندہی کرانا اپنا فرض سمجھتے ہیں جو کہ حسب ذیل ہے۔

(الف) صفحہ نمبر ۲۸۷ پیراگراف ۳۲ عظیم روحانی پیشوا امام کے عنوان سے خمینی کو انقلاب اسلام کے راہنما کے روپ میں پیش کیا گیا ہے۔ جب کہ خمینی ایک ایسی تسلیم شدہ متنازعہ شخصیت ہے جس پر کافی سے زیادہ اعتراضات کئے گئے ہیں اس انقلاب کو اسلامی انقلاب کا نام دینا بھی اسلام کی توہین ہے۔ مضمون نگار ڈاکٹر اظہر حمید صاحب اور نظر ثانی کنندہ عطاش درانی صاحب کے افکار اپنی جگہ پر سہی لیکن بحیثیت کورس دنیائے ادب تاریخ حقائق سے چشم پوشی کرنے کو ناانصافی کا نام ضرور دیتی ہے۔ تمہیداً عرض ہے کہ صوبہ سرحد کے مدارس میں ساتویں جماعت میں پڑھائی جانے والی کتاب معاشرتی علوم کے صفحہ نمبر ۴۶-۴۵ کوڈ نمبر (BF/E-26-K-12) پر خمینی کو بطور اسلامی ہیرو پیش کیا گیا۔ لہٰذا ہم نے اس دل آزار مضمون پر حکام مجاز سے رابطہ کیا جس کی نقل مع اعتراضات پر مشتمل صفحات لف ہذا ہیں۔ ہماری معروضات ڈائریکٹر بیورو آف کوریکولم ڈویلپمنٹ اینڈ ایکسٹینشن سروسز این ڈبلیو ایف پی ایبٹ آباد نے بذریعہ چٹھی نمبر E • P/21-3/Vol II مورخہ 14- اکتوبر 1997ء خمینی پر مضمون کو حذف کرنے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ نئے ایڈیشن میں خمینی کا مضمون کتاب سے حذف کر دیا گیا ہے۔ پاکستان کے سواد اعظم ان کی اس حقائق پسندی کے اقدام کے مشکور ہیں۔

چونکہ جناب والا علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد نہ صرف اپنی ذات تک محدود ہیں بلکہ آئندہ نسل کی تعمیر نو کا کردار ادا کرتے ہیں۔ لہٰذا ان معماران کو فہم و ادراک اور تحقیقی ذہن دیا جائے۔ نہ کہ سیاسی خوف و مفلوکی کی وجہ سے آنے والے انقلاب کو اسلامی انقلاب کی صورت دے کر اور وہ بھی ایک غیر اسلامی شخصیت کو روحانی پیشوا کے تصور میں پیش کر کے ان کے ذہن کو بدلنے کی جسارت کی جاوے۔ حکومت ایران خمینی کو جس حیثیت سے بھی پیش کرے یہ ان کا داخلی معاملہ ہے۔ لیکن دنیائے اسلام کے حوالہ سے ایک متنازعہ شخصیت کو اور وہ بھی درسی نصاب میں پیش کرنا یقیناً ایک سازش ہے جو کہ سواد اعظم کے حقوق پامال کرنے کے مترادف ہے۔ آج تو مسجد نبوی ﷺ (مرکز اسلام) کے امام شیخ عبدالرحمان الحذیفی صاحب کے انتباہ و اعلان کے بعد شیعیت خصوصاً خمینی کے غیر اسلامی عقائد و افکار میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہی۔ ان کا خطبہ جمعہ عربی/اردو زبان کی کیسٹ ہر شہر میں باآسانی مل سکتی ہے۔ اگر آپ کو نہ ملے تو ہم آپ کو بھیج سکتے ہیں۔ اس لئے پیشتر اس کے کہ ملکی سطح پر منظم تحریک اٹھے ادارہ کے وقار کو قائم رکھتے ہوئے ان حقائق کی بناء پر مضمون زیر بحث کو غیر متنازعہ پیرایہ میں ترتیب نو دے کر مشکور فرماویں۔ پاکستانی قوم کے مسلمانوں پر ایک قسم کا احسان ہو گا۔

(ب) مزید برآں کتاب مذکورہ میں دیگر متعدد جگہوں پر غور طلب اغلاط موجود ہیں جو کہ حسب ذیل ہیں۔

۱..... جملہ کتابت اردو میں ہے لیکن نامعلوم کس مصلحت کی بناء پر سکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں کی کتب میں انگریزی ہندسوں کو رواج دے کر اردو کو بشمول تدوین تسلیم کیا جا چکا ہے۔ کیا ارباب اردو کے ہاں اپنے ہندسے نہیں؟

۲..... وفات نمبر ۸ صفحہ نمبر ۲۲۹ قائد اعظم محمد علی جناح [illegible] اس کتاب کے مطابق پاکستان بننے سے ۲ سال قبل ہی بانی پاکستان نے وفات پائی حالانکہ ان کی وفات ۹ ستمبر ۱۹۴۸ء میں ہوئی۔ اس کو کتابت کی غلطی کہہ کر ٹال دیا جاتا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نظر ثانی کرنے والوں نے اپنی ذمہ داری کہاں تک پوری کی۔ ان کی اس غفلت سے باقی تاریخ ہائے پیدائش و اموات و کوائف مشکوک ہو کر رہ گئے ہیں۔

۳..... صفحہ نمبر ۱۱۵ اسلام کا سیاسی قانونی نظام سطر نمبر ۲،۳ میں عجیب غلطی ہے "خدائی قانون کے بجائے" جدائی قانون اور بندوں کے بجائے بندوق تحریر ہے۔ اسی طرح صفحہ نمبر ۲۳ پر مقننہ کی بجائے قانون لکھا ہے۔ فیا للعجب! کیا نظر ثانی کرنے والوں نے جائز فیس وصول کی؟

۴..... سطر نمبر ۲ صفحہ مذکورہ جب عدلیہ اسلام کے احکام کے تحت کسی ملزم کے حق میں جرم کے ثبوت کا فیصلہ دے گی تو پھر اس اسلامی حکم کے خلاف مجرم کو کون سی عدالت عالیہ میں اپنی بے گناہی ثابت کرنے کا اختیار ہو گا۔ جب کہ حاکمیت اعلیٰ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی تسلیم ہے کیا حدود شرعی کی تنسیخ کا کسی دوسری عدالت کو اختیار ہے۔ معلوم ہوا کہ چور دروازے سے داخل ہو کر اسلام میں نقب لگانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

۵..... صفحہ نمبر ۱۹۰ (اسلام، مسلم ممالک، سائنس اور ٹیکنالوجی) قرآن مجید کی آیات کی تعداد 6666 بتلائی گئی ہے۔ جب کہ صحیح تعداد جیسا کہ تفسیر ابن کثیر جلد اول سے ظاہر ہے۔ نیز قرآن کے ہر نسخہ کی بھی سورہ کے شروع میں آیات کی تعداد دی گئی ہے۔ اور آج کل تو ہر آیت کو بھی نمبر دیا گیا ہے

جیساکہ تفصیل لف ہذا ہے۔ یہ تعداد 6236 ہے ۔اب ہم یہ دور کرانے میں حق بجانب ہیں کہ مضمون نگار اپنے ہی اصول کے تحت جیساکہ صفحہ نمبر۳۹۱ پر اس نے دکھایا ہے۔ فہم وادراک اور تخلیقی ذہن سے عاری ہے۔ بلکہ 6666 کے عدد کو رواج دینے کے پیچھے ایک عظیم فلسفہ ہے کہ موجودہ قرآن کو نامکمل ثابت کرکے مہدی کے قرآن کاانتظار کیا جائے۔ جو اصل قرآن لے کر 1200 سال سے غار سرمن رائے میں پڑا ہے۔اور باوجود خطرات دور ہوجانے کے اوربار بار بلانے پر باہر نہیں آرہا۔ (شیعہ یہی عقیدہ و عمل رکھتے ہیں)

٦.... صفحہ نمبر238 سرسید احمد خان حالات زندگی :۔ پیرگراف ۲ سطر اول و دوئم "بنوامیہ کے ظلم و تشدد نے ان کے آباؤ اجداد کو ایران میں پناہ لینے پر مجبور کیا" کبی فنکاری سے مضمون نگار نے بنو امیہ کے خلاف زہر اگلا ہے۔ اسے معلوم ہونا چاہئے کہ خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں 61ء میں ایران مکمل طور پر اسلامی سلطنت میں شامل کیا جاچکا تھا۔اور بنوامیہ کے دور میں ان ہی کے زیر تسلط تھا۔ لہٰذا بنوامیہ کے زیر تسلط ملک میں بنوامیہ کے مخالف کیونکر پناہ لے سکتے ہیں۔ اور کیسے؟ نیز بنوامیہ واقعی ان پر ظلم کرتے تھے تو دنیا کے دوسرے ممالک ان کو پناہ کیوں نہیں دیتے تھے ۔اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ بنوامیہ نے سرسید احمد کے آباؤ اجداد پر ظلم وتشدد کیا تو ایران میں ان پر کس نے ظلم وتشدد کیا۔ ایران چھوڑ کر ہندوستان آگئے۔ معلوم ہوا کہ یاتو یہ قصہ محض جھوٹ ہے۔ یا ایرانی فطرتی طور پر سلطنت اسلامیہ سے بغض رکھنے والے ہیں۔ جب ہی تو بنوامیہ کی منظم حکومت کے مخالفین کو پناہ دے کر اسلامی مملکت کے لئے باعث تکلیف بنتے رہے ۔ مضمون نگار نے سبائیوں کی خدمت کا حق اداکرنے کے جوش میں ہوش کھو دیا۔

٧.... صفحہ نمبر239 سطر نمبر3:۔ "حدیث وفقہ کے مطالعہ سے غلط کیا" یعنی عبادت و ریاضت یا مطالعہ زندگی کا مقصد نہ تھا بلکہ وقت گزارنے کے لئے بہانہ ڈھونڈ لیا تھا۔ یہ طرز تحریر سرسید احمد خان جیسے عظیم مفکر پر طعن نہیں تو اور کیا ہے۔ نیز یہ "غلط کیوں رہے تھے" غلط کرنے کے لئے عبادت' ریاضیت اور حدیث، فقہ رہ گئے تھے؟ آفرین نظرثانی کرنی والوں پر۔

٨.... صفحہ نمبر۳۲۹۔۳۳۰ پاک ایران تعلقات مضمون نگار نے حقائق کی پردہ پوشی کی ہے۔ ہاں ایران کے تعلقات کیونکر درست نہ ہوتے جب کہ ایران کو پاکستان کے شیعہ نواز حکمرانوں نے ۳۰۰۰ مربع میل کا رقبہ بلوچستان میں تحفہ میں دیا۔ (معاہدہ منٹو) ۱۹۶۵ء کی جنگ میں ایران کا کردار صفر رہا جبکہ ۱۹۷۱ء کی جنگ میں ایران نے بھارت کا ساتھ ہی نہیں دیا بلکہ ایران کی شہہ پر یحییٰ خان نے مشرقی پاکستان کو علیحدہ کرکے بنگلہ دیش کو جنم دیا۔

٩.... صفحہ نمبر۳۳۰ ایران کے شہنشاہ نے اسلامی انقلاب "جنگ قادسیہ" کی یادگار کی بجائے "مجوسی شہنشاہیت" کی یاد میں دو ہزار سالہ جشن منایا۔ ایسا ملک اسلامی ملک کا کیسے خیر خواہ لکھا گیا۔ حال ہی میں دنیا کے طول وعرض سے بھارتی ایٹمی دھماکہ کی مذمت ہوتی رہی اور پاکستان کے ساتھ دنیا کے ممالک ہمدردی جتلاتے رہے۔ جب کہ ایران پورے دو ہفتے زبان بند کئے رہا اور دو ہفتوں کے بعد روائتی قسم کا ایک بیان دے دیا۔ اتنی بے رخی و عداوت کے باوجود ہمارے ادیب ایران کو پاکستان کا بہترین دوست و مددگار ظاہر کرنے کا ادھار کھائے بیٹھے ہیں اور اساتذہ (طلباء) کی آنکھوں میں دھول جھونک رہے ہیں۔ رہ گیا حالیہ وعدہ امداد' تو یہ ایران کی مجبوری اور عیاری ہے اس امداد کے بدلے ایران ہندوستان سے پاکستان کے راستے تجارت قائم رکھے گا اور سیاسی ہمدردیاں حاصل کرے گا۔

آخر میں معروضات کی طوالت پر معذرت چاہتے ہیں اور ساتھ ہی آپ سے توقع کرتے ہیں کہ آپ مکمل تفتیش کرکے اس قسم کے متازعہ اور غیرمعیاری مضامین درسی کتب میں شامل کرنے والوں کی سرزنش کریں گے۔ تاکہ آئندہ اس قسم کے مضامین ہماری کتب میں شامل نہ ہونے پائیں نیز پیشتر اس کے ہم مزید قدم اٹھائیں' آپ سے توقع رکھتے ہیں کہ ہمیں ایک ماہ کے اندر اندر اپنی کاروائی سے آگاہ فرمائیں گے۔

والسلام

بقیہ 9

نے ہوش میں جواب دیا خدا جانتا ہے کہ میں یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میری جان چھوٹ جانے کے لئے حضور ﷺ کے قدم مبارک میں ایک کانٹا بھی لگ جائے۔ سولی پر لٹکاتے وقت پوچھا گیا کہ کوئی تمنا ہو تو بتاؤ انہوں نے فرمایا کہ مجھے اتنی مہلت دی جائے کہ دو رکعت نماز پڑھ لوں کیونکہ دنیا سے جانے کا وقت ہے اور اللہ جل شانہ کی ملاقات قریب ہے' نماز پڑھنے کے بعد فرمایا یا اللہ کوئی ایسا شخص نہیں جو تیرے رسول ﷺ تک میرا آخری سلام پہنچادے۔ چنانچہ حضور ﷺ کو بذریعہ وحی اسی وقت سلام پہنچایا گیا حضور ﷺ نے وعلیکم السلام یا خبیب فرمایا اور ساتھیوں کو اطلاع دی کہ خبیب رضی اللہ عنہ کو قریش نے قتل کردیا۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو جب سولی پر چڑھایا گیا تو چالیس کافروں نے نیزے لے کر چاروں طرف سے ان پر حملہ کردیا اور بدن کو چھلنی کردیا اس طرح حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے یہ چند واقعات نمونے کے طور پر لکھے گئے ہیں ورنہ ان کے حالات بڑی ضخیم کتابوں میں بھی پورے نہیں ہو سکتے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت سے ہمارے دلوں کو بھر دے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت حضور ﷺ سے محبت کی علامت ہے۔ قاضی عیاض بن غنم" فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ہی کے اعزاز و اکرام میں داخل ہے حضور ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا اعزاز و اکرام کرنا اور ان کے حق کو پہچاننا اور ان کا اتباع کرنا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے صحیح عقیدت و محبت عطا فرمائے اور ان کی اتباع کرنے کی توفیق عطا فرمائے (

بقیہ 13

نے اگر جوش کے بجائے ہوش سے کام نہ لیا تو پھر ملک جس تیزی کے ساتھ خونی حالات کی طرف بڑھ رہا ہے وہ ملک و قوم کے لئے "زہر قاتل ہے" اور پھر اس ملک و قوم کا خدا ہی حافظ ہے۔

اس کے نتیجہ میں آنے والے "طالبان طرز انقلاب" میں ظالموں کا انجام ڈاکٹر نجیب اللہ جیسے غداروں سے کم نہ ہوگا۔

سلسلہ نمبر 6

سوالوں کے جوابات

مولانا ثناء اللہ شجاع آبادی

سوالوں کے جوابات

جو حضرات ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک ہی سمجھتے ہیں ---- آیئے ان کے دلائل اور ان کی حقیقت ملاحظہ فرمائیں۔

پہلی دلیل

ان حضرات کی پہلی دلیل حضرت طاؤس ؒ کی یہ روایت ہے۔

حضرت طاؤس ؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر ؓ کے عہد اور حضرت عمر ؓ کے ایام خلافت کے ابتدائی دو سال میں تین طلاقیں ایک ہی ہوتی تھیں، حضرت عمر ؓ نے فرمایا کہ لوگوں نے اپنے معاملہ میں جلد بازی سے کام لیا ہے حالانکہ ان کو سوچنے اور سمجھنے کا وقت حاصل تھا ہم کیوں نہ ان کو ان پر نافذ کردیں تو حضرت عمر ؓ نے ان پر تین ہی نافذ کر دیں۔ (مسند احمد ج ۱،ص ۳۱۴ و مسلم جلد ۱ ص ۴۷۷ و مستدرک جلد ۲ ص ۱۹۲ و سنن الکبریٰ جلد ۷ ص ۳۳۶)

ایک اور روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابن عباس ؓ سے ابوالصہباء ؒ نے یہ سوال کیا کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر ؓ اور حضرت عمر ؓ کی امارت کے ابتدائی تین سال میں تین طلاقوں کو ایک ہی کیا جاتا تھا؟ حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا کہ ہاں ایسا ہی ہوتا رہا۔ (مسلم جلد ۱ ص ۴۷۸) اور ایک روایت میں آتا ہے کہ ابوالصہباء ؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے کہا کہ آپ اپنی عجیب و غریب اور نرالی باتوں میں سے کوئی بات ہمیں سنائیں کیا آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر ؓ کے دور میں تین طلاقوں کو ایک نہیں کیا جاتا تھا، انہوں نے فرمایا کہ ہاں ایسا ہی ہوتا رہا۔ پس جب حضرت عمر ؓ کا زمانہ آیا اور لوگوں نے پے در پے اور لگاتار طلاقیں دینا شروع کر دیں تو حضرت عمر ؓ نے ان پر وہ نافذ کر دیں۔ (صحیح مسلم جلد ۱ ص ۴۷۸)

جواب (1) آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ روایت حضرت عبداللہ بن عباس سے ہے، جسے جناب طاؤس نقل کر رہے ہیں، جبکہ حضرت ابن عباس ؓ کا اصل موقف (گذشتہ قسط میں) ان کی تین روایتوں میں آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ ہمارے دعوے کے مطابق حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کی وہی روایتیں صحیح ہیں، یہ روایت ان کے خلاف بھی ہے اور غلط بھی! اسی وجہ سے امام بیہقی ؒ کے قول کے مطابق امام بخاری ؒ نے اس روایت کو قبول نہیں فرمایا، (دیکھئے سنن الکبریٰ ج ۷ ص ۳۳۷) اس روایت کے غلط ہونے کی وجوہات ملاحظہ ہوں-------!

(2) امام بیہقی ؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس ؓ کے تمام مشہور اور ثقہ (معتمد) شاگرد----- جن میں سے حضرت سعید بن جبیر ؒ، عطاء بن ابی رباح، مجاہد، عکرمہ، عمرو بن دینار، مالک بن الحویرث، محمد بن ایاس بن بکیر، اور معاویہ بن ابی عیاش الانصاری نمایاں ہیں، تمام کے تمام یہی روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس ؓ نے تین طلاقوں کو تین ہی قرار دیا، (سنن الکبریٰ ج ۷ ص ۳۳۸)

(3) حافظ ابن رشد ؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس ؓ کے جملہ جلیل القدر شاگرد، مثلاً حضرت سعید بن جبیر ؒ، مجاہد، عطاء، عمرو بن دینار اور ان کے علاوہ ان کے شاگردوں کی ایک خاصی جماعت تین طلاقوں کے تین ہی قرار پانے کی روایت کرتی ہے۔ جب کہ طاؤس وہ فرد واحد ہیں جو اس پوری جماعت کے خلاف روایت کرتے ہیں (یعنی تین کو ایک ہی قرار دیتے ہیں)۔ (بدایۃ المجتہد ج ۲ ص ۶۱ بحوالہ عمدۃ الاثاث)

حضرت طاؤس ؒ کا اپنا فتویٰ

اوپر آپ نے جو روایت ملاحظہ فرمائی ہے، اسے حضرت ابن عباس ؓ سے ان کے شاگرد حضرت طاؤس روایت کر رہے ہیں، لیکن مزے کی بات یہ ہے کہ حضرت طاؤس ؒ بھی تین طلاقوں کے ایک ہونے کا فتویٰ جس صورت میں دیتے ہیں وہ یہ ہے کہ طلاق دی جانے والی عورت غیرمدخولہ ہو، (یعنی اس کے خاوند نے اسے استعمال کرنے سے بھی پہلے تین طلاقوں سے نواز دیا ہو) چنانچہ علامہ علاؤالدین علی بن عثمان الماردینی الحنفی (المتوفی ۷۴۵ھ) لکھتے ہیں۔

ذکر ابن ابی شیبہ بسند رجالہ ثقات عن طاؤس و عطاء و جابر بن زید انهم قالوا اذا طلقها ثلاثا قبل ان یدخل بها فهی واحدہ (الجوہر النقی علی البیہقی ج ۷ ص ۲۲۱)

محدث ابن ابی شیبہ ؒ نے سند کے ساتھ جس کے تمام راوی ثقہ ہیں حضرت طاؤس ؒ اور جابر بن زید ؓ سے یہ روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنی غیرمدخولہا بیوی کو تین طلاقیں دیدے، تو وہ ایک ہی ہوگی۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت طاؤس ؒ کی اپنی روایت بھی مطلقاً" تین طلاقوں کو ایک کرنے کے حق میں نہیں ہے بلکہ یہ غیرمدخول بہا سے مخصوص ہے۔ اس لئے حضرت طاؤس ؒ کی یہ روایت بھی اس شبہ کو مزید تقویت دیتی ہے کہ یہ روایت مطلق نہیں ہے اور اس کو اطلاق پر رکھنا وہم ہے یہی وجہ ہے کہ حافظ ابو عمر بن عبدالبر المالکی ؒ (المتوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ۔ هذه الروایه وهم وغلط (الجوهرالنقی جلد ۷ ص ۳۳۷)

کہ مسلم کی یہ روایت وہم اور غلط ہے۔

اور قاضی شوکانیؒ بھی امام احمدؒ بن حنبل سے نقل کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ کل اصحاب ابن عباس رضی اللہ عنہ رواعنہ خلاف ما قالہ طاؤس (نیل الاوطار جلد ۶ ص ۲۴۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے تمام شاگرد حضرت ابن عباسؓ سے اس کے خلاف روایت کرتے ہیں جو طاؤسؒ نقل کرتے ہیں۔

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مضطرب ہے (فتح الباری ج ۹ ص ۲۹۲) امام ابن العربی مالکیؒ شارح ترمذی فرماتے ہیں کہ اس روایت میں کلام ہے لہٰذا یہ روایت اجماع پر کیسے ترجیح پا سکتی ہے؟ (فتح الباری ج ۹، ص ۲۹۱) علامہ ابو جعفر بن النحاسؒ اپنی کتاب الناسخ والمنسوخ میں لکھتے ہیں کہ طاؤسؒ اگرچہ مرد صالح ہیں لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بہت سی روایات میں متفرد ہیں، اہل علم ان روایات کو قبول نہیں کرتے منجملہ ان کے ایک روایت وہ بھی ہے جس میں انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے تین طلاقوں کے ایک ہونے کی روایت کی ہے لیکن صحیح روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہی ہے کہ تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں۔ (انتہی بحوالہ اعلام المرفوعہ ص ۲۲ از حضرت مولانا حبیب الرحمان)

یاد رہے کہ اس روایت میں ابوالصہباءؒ کا ذکر بھی آیا ہے لیکن وہ راوی نہیں یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے تنہا حضرت طاؤسؒ کر رہے ہیں، ابوالصہباءؒ کا ذکر صرف سائل کے طور پر آیا ہے جنہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا ہے اور مختلف فیہ ہیں بعض محدثین ان کو ثقہ کہتے ہیں۔ لیکن امام ابن عبدالبر ان کو مجہول کہتے ہیں (الجوہر النقی ج ۷ ص ۳۳۷) اور امام نسائیؒ ان کو ضعیف کہتے ہیں (میزان ج ۲ ص ۴۶۹ و تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۴۰۸) اور یہ تو یقینی امر ہے کہ وہ صحابی ہرگز نہ تھے لیکن حیرت کی بات ہے کہ ان کو تو یہ مسئلہ معلوم تھا کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ مبارک میں اور عہد صدیقی اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور خلافت میں تین طلاقوں کو ایک کیا جاتا تھا مگر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس حکم سے بالکل ناواقف رہے یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تین طلاقوں کو تین ہی نافذ کیا تو کسی صحابی نے اس کے خلاف ایک حرف بھی نہ کہا کہ حضرت! آپ کیا کرتے ہیں؟ سنت نبوی ﷺ تو یوں ہے اور یہ وہ دور تھا جس میں عورتیں بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مسائل میں روک لیتی تھیں چنانچہ ایک خاتون نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زیادہ مہر نہ مقرر کرنے کی تلقین پر عین خطبہ کے موقع پر روکا تھا۔ (بہت مشہور واقعہ ہے)

اور اس حقیقت پر بھی غور فرمایئے کہ حدیث مذکور نہ تو حضور ﷺ کا قول ہے، نہ فعل، پھر اسے حضور ﷺ کی قولی یا فعلی حدیثوں کے مقابلے میں (جن کا ذکر مضمون کی گذشتہ قسط میں ہو چکا ہے) حجت کیونکر بنایا جا سکتا ہے؟

ایک اہم بات یہ بھی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا موقف تین طلاقوں کو ایک قرار دینے کا ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ اگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم ہوتا کہ آنحضرت ﷺ کے مبارک زمانہ اور عہد صدیقی میں بلا کسی متعین صورت کے مطلقاً تین طلاقوں کو ایک کیا جاتا تھا اور پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے خلاف حکم صادر فرمایا تھا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ پر لازم تھا کہ وہ حضور ﷺ کی حدیث من رای منکم منکرا فلیغیرہ پر عمل کرتے ہوئے اس کے خلاف ضرور آواز بلند کرتے اور تعجب تو یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فتویٰ بھی تین ہی کا دیتے رہے اور یہ طے شدہ بات ہے کہ کسی راوی کا اپنی روایت کی ہوئی حدیث کے خلاف عمل اور فتویٰ (بشرطیکہ وہ منسوخ وغیرہ نہ ہو) اس کی عدالت و ثقاہت پر اثر انداز ہوتا ہے تو اس صورت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا (معاذ اللہ) غیر عادل ہونا لازم آتا ہے حالانکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سبھی عادل تھے اور یہ بھی اصول کا مسئلہ ہے کہ جس حدیث سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عدالت پر طعن آتا ہو اس کے راوی اگرچہ ثقہ ہی کیوں نہ ہوں وہ قابل قبول نہیں ہوتیں۔ ان تمام قرائن و شواہد سے بھی یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث اپنے ظاہر پر ہرگز محمول نہیں ہے۔

ابوالصہباءؒ کے الفاظ پر بھی غور فرمالیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہتے ہیں ہات من ہناتک یعنی اپنی قابل نفرت اور بری باتوں سے کچھ سنایئے تو ابن عباس رضی اللہ عنہ یہ قول سنا دیتے ہیں جو ان کے نزدیک قبیح مردود اور قابل نفرت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فتویٰ ہمیشہ اس کے خلاف ہی دیتے رہے جو قول ابن عباس رضی اللہ عنہ بلکہ سب صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاں قبیح اور قابل نفرت ہو اسے اپنے مسلک کی بنیاد بنانا کیسے ممکن ہے؟

امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کے استاد امام ابوبکر بن ابی شیبہ، پھر امام ابوداؤد اور امام بیہقیؒ نے اس قول میں یہ بھی روایت کیا ہے کہ اس عورت کے بارے میں ہے جس کی رخصتی نہیں ہوئی۔ امام نسائی نے بھی اس پر یہی باب باندھا ہے اور ایسی عورت کے بارہ میں خود حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی وضاحت ابن ابی شیبہ ج ۵ ص ۲۵ پر موجود ہے اگر اس کو یوں کہا جائے تجھے طلاق، طلاق، طلاق تو اس کو ایک ہی طلاق پڑتی ہے (اس صورت میں دوبارہ نکاح بغیر حلالہ شرعی کے جائز ہے اور سوچ بچار کی گنجائش ہے) اور اگر یوں اس کو تین طلاقیں دی جائیں کہ تجھے تین طلاق تو اس سے تین طلاقیں ہی واقع ہو جاتی ہیں۔ اب بغیر حلالہ شرعی کے اس سے نکاح نہیں ہو سکتا" یہ وہ جلد بازی ہے جس میں سوچ بچار کا کوئی موقع نہیں رہتا۔

اب اس شاذ قول کا مطلب یہ بنا کہ رسول پاک ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اگر رخصتی سے پہلے کوئی طلاق دیتا تو وہ یوں کہتا طلاق، طلاق، طلاق۔ اس سے اس کو ایک ہی طلاق واقع ہوتی بعد میں سوچ بچار کر کے نکاح کر سکتے تھے۔ اس کا حکم آج تک یہی ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کثرت فتوحات سے بہت سے نومسلم ہوئے، بہت سی لونڈیاں آئیں۔ نکاح طلاق کی کثرت ہو گئی تو بعض ناواقف لوگوں نے رخصتی سے قبل طلاق بازی میں جلدی سے کام

لینا شروع کردیا اور ان کو یوں طلاق دینے لگے تھے تین طلاق اب تینوں طلاقیں پڑ گئیں اور وہ عورت حرام ہو گئی بغیر حلالہ شرعی کے اب نکاح نہ کر سکتی تھی۔ اس لئے حضرت عمرؓ نے اعلان فرمادیا کہ جلد بازی کا طریقہ جو ہے اس کا حکم یہی ہے کہ تین طلاق نافذ ہو جاتی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ یا کسی بھی صحابی یا تابعی نے کوئی حکم شرعی نہیں بدلا۔ صرف طلاق دینے والوں نے طلاق کا طریقہ بدلا جو پہلا طریقہ تھا اس کا آج بھی وہی حکم ہے جو بعد والا طریقہ ہے اس کا پہلے بھی یہی حکم تھا۔ اب نہ کسی خلیفہ راشد پر اعتراض اور نہ ہی کسی صحابی پر۔ (تجلیات صفدر ص ۴۲۶، ۴۲۷)

اور آخری صورت یہ ہے کہ اگر حضرت ابن عباسؓ سے روایت شدہ ان دونوں کی قسم کی روایات کو صحیح مانا جائے تو پھر یہ طے شدہ بات ہے کہ ان میں سے ایک ضرور ناسخ اور دوسری قسم ضرور منسوخ ہوگی، اس سلسلے میں حضرت امام شافعیؒ کا قول ملاحظہ ہو۔

حضرت امام بیہقیؒ اپنی سند کیساتھ حضرت امام شافعیؒ سے نقل کرتے ہیں کہ بعید نہیں کہ یہ روایت جو حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے منسوخ ہو ورنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ایک حکم ان کو معلوم ہو اور پھر وہ دیدہ دانستہ اس کے خلاف عمل کرتے اور فتویٰ دیتے ہوں۔ (محلہ سنن الکبریٰ ج ۷ ص ۳۳۸) اور ان کا یہ ارشاد بعید از قیاس نہیں ہے کیونکہ طلاق کے سلسلہ میں پہلے تین طلاقیں دے چکنے کے بعد بھی رجوع کیا جا سکتا تھا جو بعد میں منسوخ ہو گیا، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ہی روایت ہے کہ پہلے تین طلاقوں کے بعد رجوع ہو سکتا تھا مگر بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ (نسائی ج ۲ ص ۱۰۳)

دوسری دلیل

تین کو ایک قرار دینے والوں کی دوسری دلیل حضرت رکانہؓ والی حدیث ہے، جس کا ما حصل یہ ہے۔

"حضرت رکانہؓ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تھی اور آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا اے رکانہ تم رجوع کرلو، انہوں نے عرض کی حضرت! میں نے تو بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں جانتا ہوں، تم رجوع کرلو! (ابوداؤد ج ۱ ص ۲۹۸، سنن الکبریٰ ج ۷ ص ۳۳۱)

جواب اس روایت سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ اس کی سند میں بعض بن ابی رافع موجود ہیں، جنہیں محدثین نے مجہول قرار دیا ہے

(1) محدث نوویؒ فرماتے ہیں کہ حضرت رکانہؓ کی وہ حدیث، جس میں آتا ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں، وہ حدیث ضعیف ہے، کیونکہ اس میں مجہول راوی موجود ہیں۔ (شرح مسلم ج ۱ ص ۴۷۸ بحوالہ عمدۃ الاثاث)

(2) علامہ ابن حزم فرماتے ہیں کہ بعض بن ابی رافع مجہول ہیں، اور مجہول سند قابل حجت نہیں ہو سکتی' (محلی ج ۱۰ ص ۱۶۸)

(3) علامہ ذہبیؒ کے بقول امام بخاریؒ نے انہیں (بعض ابن ابی رافع) منکرالحدیث' -------- امام ابن معینؒ نے "لیس بشئی" (یعنی کسی کھاتے کا نہیں) اور امام ابو حاتم نے "ضعیف الحدیث" اور منکرالحدیث جداً قرار دیا ہے۔ امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں کہ یہ شخص متروک ہے (یعنی حدیث کے معاملے میں ترک کیا ہوا ہے) علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ محدثین نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ یہ نہائت ہی کمزور اور ضعیف راوی ہے۔ (میزان الاعتدال ج ۳ ص ۹۷، تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۳۲۱)

(4) محدث ابن عدیؒ کے نزدیک یہ شخص کوئی شیعہ ہے۔ (تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۳۲۱)

امام بخاریؒ کا قابل غور اعلان

امام المحدثین حضرت امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ میں (اپنی تحقیق کے پیش نظر) جس شخص کو منکرالحدیث کہوں، اس سے روایت کرنا جائز نہیں ہے۔ (دیکھئے میزان الاعتدال ج ۱ ص ۵، طبقات سبکی ج ۲ ص ۹، تدریب الراوی ص ۲۲۵ بحوالہ عمدۃ الاثاث)

اہل حدیث بھائیوں کو اپنے طرز عمل پر ضرور غور و فکر کرنا چاہئے کہ امام بخاریؒ کا مذکورہ قول کس قدر اہم ہے، اس کے باوجود بھی یہ حضرات اسی منکرالحدیث شخص کے بیان پر اٹکے ہوئے ہیں، اور وہ بھی حلال حرام کے مسئلہ میں! راقم ایک بار پھر بھی یہ عرض کرنا مناسب سمجھتا ہے کہ روافض جو جی چاہے کرتے پھریں، ان سے ہمیں کیا شکوہ؟ جب کوئی شخص سرے سے اللہ و رسول ﷺ، قرآن و سنت کو بھی جھٹلاتا ہو، ہم اسے تین طلاقوں کے مسئلہ میں کیونکر متوجہ کریں؟ ہمیں شکوہ آپ سے ہے ---------- اور اگر ہو سکے نظر کرم تو عنایت ہو گی!

تیسری دلیل

ایک شاذ روایت احمد سعد بن ابراہیم ابیہ محمد بن اسحاق، داؤد بن الحصین عکرمہ کی سند سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ رکانہؓ نے اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دے دیں۔ اس کے بعد ان کو سخت غم لگا تو رسول ﷺ نے پوچھا: تو نے کیسے طلاق دی تھی؟ اس نے کہا ایک مجلس میں طلاق، طلاق، طلاق کہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب ایک ہے تو اس سے رجوع کرلے۔ چنانچہ رکانہ نے رجوع کرلیا۔ (مسند احمد ج ۱ ص ۲۶۵، بیہقی ج ۷ ص ۳۳۹)

جواب (1) --------- اس کے پہلے راوی امام احمد ہیں۔ حالانکہ امام احمد اس مسئلے کو ہرگز نہیں مانتے چنانچہ انہوں نے جو خط مسدد بن مسرہد کو لکھا اس میں تحریر فرماتے ہیں: "اور جس نے تین طلاقیں ایک لفظ میں دیں اس نے جہالت کا کام کیا اور اس کی بیوی اس پر حرام ہو گئی اور وہ اس کے لئے کبھی حلال نہ ہو گی یہاں تک کہ دوسری جگہ نکاح کرے" (الاشفاق) بحوالہ تجلیات صفدر جلد اول ص ۴۱۹)

(2) --------- بعض حضرات اس شاذ روایت پر بیہقی کا حوالہ دیتے ہیں لیکن یہ نہیں بتاتے کہ امام بیہقیؒ اس روایت کو درج کرنے کے بعد بیہقی فرماتے ہیں کہ: یہ سند ہرگز حجت نہیں کیونکہ آٹھ ثقہ راویوں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے اس کے خلاف روایت کیا ہے (ثقات کے مخالف اگر کوئی ثقہ راوی ہو تو بھی روایت شاذ و مردود

ہوتی ہے۔

پھر امام بیہقی فرماتے ہیں اس روایت کے شاذ و مردود ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ "اولاد رکانہ رضی اللہ عنہ نے اس کے خلاف روایت کیا ہے کہ رکانہ رضی اللہ عنہ نے ایک طلاق دی تھی" لیجئے ساری بنیاد ہی ختم ہو گئی۔

(3)--------- امام ابوداؤد نے بھی یہی فرمایا ہے کہ صحیح یہی ہے کہ رکانہ رضی اللہ عنہ نے ایک طلاق دی تھی۔ رکانہ رضی اللہ عنہ کے خاندان والے یہی بتاتے ہیں اور ایسے حالات خاندان والوں کو ہی صحیح یاد ہوتے ہیں۔

(4)--------- دوسرا راوی سعد بن ابراہیم ہے۔ یہ گانا گانے والا تھا۔ حتیٰ کہ حدیث سنانے سے پہلے گانا گاتا اور ساز کے ساتھ۔ میزان الاعتدال کے ایک نسخہ میں تو ہے کان وجید الغناء بہت اچھا گاتا تھا ایک نسخہ میں ہے "یجیز الغناء" دوسروں کے لئے بھی گانا جائز جانتا تھا۔

(5)--------- اس سند کا اگلا راوی محمد بن اسحاق ہے جسے امام مالک" نے دجال کہا عروہ نے کذاب کہا' یہ تقدیر کا منکر تھا اس پر اس کو سزا بھی ملی' تشیع کی طرف بھی مائل تھا' تدلیس بھی کرتا تھا۔ کسی حرام' حلال کے مسئلے میں تو کوئی محدث اس کی حدیث قبول نہیں کرتا۔ اگر یہ منفرد ہو تو اس کی حدیث بالاتفاق مردود ہے یہاں یہ صرف منفرد ہی نہیں بلکہ دوسری صحیح حدیث کے مخالف اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے متواتر فتویٰ کے خلاف روایت کر رہا ہے۔ اس لئے اس کی روایت قطعاً منکر ہے۔

(6)--------- اس کا استاد داؤد بن الحصین ہے۔ امام ابوداؤد" فرماتے ہیں عکرمہ سے "منکر حدیث" روایت کرتا ہے' یہ مذہباً" خارجی بھی تھا۔ عجیب اتفاق ہے کہ یہ حدیث بھی عکرمہ سے ہی ہے۔ علامہ ذہبی" نے بھی اس کو مناکیر میں ہی ذکر کیا ہے۔ (میزان الاعتدال)

(7)---------اس کا استاد عکرمہ ہے یہ بھی خارجی تھا اس کو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے صاحبزادہ نے خانہ کے پاس باندھ دیتے اور فرماتے یہ کذاب خبیث میرے باپ پر جھوٹ بولتا ہے۔ (عجیب بات ہے کہ یہ بھی اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ پر ہی جھوٹ بولا ہے) امام سعید بن المسیب امام عطاء' امام ابن سیرین رحمہم اللہ سب اس کو جھوٹا کہتے ہیں۔ یہ خارجی مذہب کا تھا کہا کرتا تھا کہ "اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں متشابہات نازل کر کے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے"۔ حاکم مدینہ نے اس کی طلبی کا حکم دیا تو یہ اپنے خارجی شاگرد داؤد بن الحصین کے پاس روپوش ہو گیا اور وہیں مر گیا۔ لوگوں نے اس کا جنازہ بھی نہ پڑھا۔ (میزان الاعتدال ج ۳ ص ۹۶)

(8)--------- آخر میں یہ روایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے جن سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ تین طلاقیں واقع ہونے کا فتویٰ دیتے تھے۔

(9)--------- جب حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کی دوسری صحیح حدیث میں ہے کہ اللہ کی قسم میری نیت ایک طلاق کی تھی تو اس کو بھی اس کے موافق کیوں نہ کر لیا جائے؟ ان دو فقروں میں غور فرمایئے۔ ایک آدمی کہتا ہے تین سانپ' وہ کبھی یہ قسم نہیں کھا سکتا کہ میری مراد ایک سانپ تھا۔ ہاں دوسری جگہ دوسرا آدمی شور مچا رہا ہے سانپ' سانپ' سانپ' تو اس سے پوچھا جا سکتا ہے کہ بھئی کتنے سانپ ہیں؟ وہ کہہ سکتا ہے کہ ایک سانپ ہے باقی تو میں تاکید کے لئے بول رہا ہوں۔ اب کوئی یہ نہیں کہے گا کہ اس نے تین سانپوں کو ایک کر دیا بلکہ یہی کہا جائے گا کہ اس نے سانپ کے بارے میں تاکید کے لئے بار بار کہہ دیا۔ اس طرح حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ اگر کہتے تجھے تین طلاق تو وہ کبھی قسم نہ کھاتے کہ ایک طلاق مراد ہے ہاں انہوں نے اتنا کہا کہ طلاق' طلاق' طلاق۔ اب ان سے پوچھا جا سکتا تھا کہ مراد کتنی طلاق ہے؟ انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ ایک مراد ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین کو ایک قرار نہ دیا بلکہ ایک کو ہی ایک قرار دیا۔ اس شاذ و منکر روایت کو لے کر تین طلاقوں کو ایک کرنا اور حرام کو حلال کہنا کہاں کا انصاف ہے؟۔

اس قدر واضح دلائل و براہین کی موجودگی میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں تین ہی قرار پاتی ہیں۔ اور تین کو ایک کہنے والے حضرات واضح غلطی پر ہیں اور سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ' حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ' اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ میں سے کسی ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے بھی ان کا موقف درست ثابت نہیں ہو سکتا۔

جو شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں دینے کے باوجود بھی بغیر حلالہ شرعی کے اسے اپنے پاس رکھے ہوئے ہے' وہ بلاشبہ حرام کاری کا مرتکب ہو رہا ہے اسے فوراً عورت کی جان چھوڑ دینی چاہئے۔

"تین" (کے بارے میں) ایک کا فتویٰ دینے والے مفتیان کرام لوگوں کو حرام کاری میں مبتلا کر کے اللہ کا غضب خرید رہے ہیں۔ انہیں بھی اپنی عاقبت کی فکر کرنی چاہئے۔

"اغاثۃ اللہفان" علامہ حافظ ابن قیم کی کتاب ہے' جس میں انہوں نے وہ روایات درج کی ہیں۔ جنہیں یہ حضرات اپنے اس غلط موقف کی بنیاد بناتے ہیں۔ ایک طرف امت کے وہ اکابر جن کے دلائل اس مضمون میں پیش کئے گئے' اور دوسری طرف بیچارے حافظ ابن قیم--------- یا کوئی اور شخص! ترجیح کن کو حاصل ہو گی؟ امید ہے آپ خود فیصلہ فرما چکے ہوں گے۔

اقول قولی هذا' واستغفرالله لی ولسائر المسلمین ثناء اللہ شجاع آبادی۔ 98-10-25

بقیہ 14

پڑے تو خوشی سے قبول کر لینا۔ زخمی حالت میں بھی ظلم کی بھیانک اور سیاہ راتوں کا سامنا ہو تو تب بھی صداقت کو نہ چھوڑنا' بیڑیاں گلے کا ہار بنیں تو چوم لینا' اگر جیل کی سلاخوں میں زندگی گزارنا پڑے تو گزار لینا۔ اور اس شعر کا مصداق بن جانا۔

حق کی خاطر زنداں ملا ہے خوش ہیں
پوجے نہ گئے ہم سے کفر کے چڑھتے سورج

یہ احساس اس کے نفس میں ایسی روح پھونک دیتا ہے جو روح بجلی کی طرح گرجتی رہتی ہے سامنے سیلاب آ جائے تب بھی آندھی یا طوفان آ جائے تب بھی تو پھر اسے دنیا کا کوئی ظلم کوئی طاقت حق سے نہیں ہٹا سکتی۔ زہے نصیب جو اس احساس کی دولت سے بہرہ مند ہو۔

قارئین کی ڈاک

ایڈیٹرایس اے صدیقی

○ مانسہرہ سے محترم قاضی محمد اسرائیل گرگی صاحب نے فاروقی شہید" نمبر شائع کرنے پر ادارہ کو مبارکباد دی ہے اور آخر میں اشتہارات کی اشاعت پر تنقید کی ہے اور اپنا مضمون شائع نہ ہونے پر برہم ہیں۔

○ محترم قاضی صاحب آپ کی مبارکباد قبول کرتے ہیں اور آپ کی تنقید کو بھی قبول کرتے ہیں دراصل وقت کی کمی کی وجہ سے ایسا ہوا ہے اور آپ کا مضمون شائع نہ ہونے پر معذرت خواہ ہیں۔

○ بھابڑا سرگودھا سے انعام الرحمان گجر صاحب نے فاروقی شہید" نمبر کی اشاعت پر مبارکباد پیش کی ہے اور ان کا کہنا ہے کہ فاروقی شہید نمبر زیادہ تعداد میں شائع کیا جائے۔

○ محترم بھائی انعام الرحمان صاحب آپ کی مبارکباد قبول ہے اللہ تعالیٰ آپ کی خواہش جو کہ واقعی نیک خواہش ہے پوری کرے انشاءاللہ فاروقی شہید نمبر زیادہ سے زیادہ شائع کرنے کی کوشش کی جائے گی آپ دعائیں جاری رکھیں۔

○ شمالی علاقہ جات سے شاہ اسماعیل فاروقی صاحب لکھتے ہیں کہ اتنے علماء کرام کو شہید کیا جارہا ہے اب بھی سنی قوم بیدار کیوں نہیں ہوتی؟

○ محترم شاہ صاحب آپ دعا کریں اللہ تعالیٰ اس قوم کو بیداری نصیب فرمائے اور یہ کفر کے خلاف متحد ہو جائیں۔ (آمین)

○ کہروڑ سے ابو عقیل صدیقی صاحب نے ایک نظم ارسال کی ہے "نوجوانان سپاہ صحابہ" کے نام سے۔

○ ان سے عرض ہے کہ آپ کسی شاعر سے مشق کریں اور اچھے شعر لکھنے کی کوشش کریں۔

○ عمر فاروق جھنگوی صاحب نے وہاڑی سے مرد قلندر کے عنوان سے محمد علی معاویہ نے کراچی سے اسلاف کی قربانیاں کے عنوان سے طاہر رضا عثمانی صاحب نے ایبٹ آباد سے انجم محمد اکرم ادی اللہ نے حضرت امیر معاویہ ﷺ کے متعلق اور حافظ ایم اے الحق نے بھی حضرت امیر معاویہ ﷺ کے متعلق مضمون ارسال کیا ہے۔

○ ان تمام حضرات سے گذارش ہے کہ سب مضامین اکٹھے تو شامل اشاعت نہیں ہو سکتے ہاں معیاری اور باری آنے پر شامل اشاعت کر لئے جائیں گے تمام مضمون ارسال کرنے والوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

○ شیخوپورہ سے عبدالمالک صاحب طاہر نے فاروقی شہید نمبر کے لئے مضمون ارسال کیا ہے۔

○ بھائی صاحب اب تو فاروقی شہید نمبر شائع ہو چکا ہے آئندہ کسی مناسب وقت پر شائع کر دیا جائے گا۔

○ کیلا سے قاری عبدالرحمان جامی صاحب نے کافی طویل خط ارسال کیا ہے جس کو شائع کرنا ممکن نہیں انہوں نے علامہ شعیب ندیم شہید" اور علامہ صدیقی شہید" کے جنازہ کا آنکھوں دیکھا حال ارسال کیا ہے۔

○ محترم جامی صاحب اس عنوان سے گذشتہ شمارہ اکتوبر نومبر میں تفصیل کے ساتھ علامہ شہید کے متعلق مضامین اور خبریں شائع ہو چکی ہیں اس لئے آپکا شکریہ ادا کرتے ہیں اور علامہ شہید کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

○ اجنیانوالہ شیخوپورہ سے حافظ اشرف طاہر صاحب رقمطراز ہیں کہ ماہنامہ خلافت راشدہ مشن جھنگوی کو پھیلانے کا واحد ذریعہ ہے اور انہوں نے ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں' مولانا عبدالخالق رحمانی اور مولانا عبدالغنی صاحب کو جماعتی عہدوں پر نامزدگی پر دلی مبارکباد دی ہے اور عظمت صحابہ" کے لئے ایمانداری سے کام کرنے کی دعا کی ہے۔

○ محمد ریاض توحیدی صاحب منڈی بہاؤالدین سے لکھتے ہیں کہ میں نے لاعلمی میں مجلس بھی سنی اور ماتم بھی کیا لیکن جب میں نے امیر عزیمت علامہ جھنگوی شہید" کی تقریر سنی تو شیعہ کے ہاتھ سے کھانا پینا اور سلام لینا بھی چھوڑ دیا۔

○ محترم بھائی آپ کے جذبات قابل قدر ہیں اللہ تعالیٰ تمام سنی مسلمانوں کو آپ کے جذبات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کو استقامت نصیب فرمائے۔

○ محمد اسلم فاروقی منکیرہ سے تحریر کرتے ہیں کہ میں نے متعدد نظمیں ارسال کی ہیں وہ شائع نہیں ہوئی ہیں اور انہوں نے بہت ساری تجاویز دی ہیں۔

○ محترم بھائی اسلم صاحب آپ کی تجاویز نوٹ کر لی گئی ہیں باقی آپ اپنی نظمیں کسی شاعر سے صحیح کروا کر ارسال کریں آپ کا بہت بہت شکریہ۔

○ حاجی طاہر عبداللہ صاحب نے اڈہ شیخن سے لکھا ہے کہ تمام ساتھیوں سے اپیل ہے کہ قائدین اور بے گناہ کارکنوں کی رہائی کے لئے دن رات دعا کریں اللہ تعالیٰ تمام قائدین اور کارکنوں کو رہائی نصیب فرمائے۔ (آمین)

○ محمد اقبال ساجد کراچی سے لکھتے ہیں کہ ماہنامہ خلافت راشدہ پڑھ کر دل کو سکون ملتا ہے اور دل سے دعا نکلتی ہے اور علامہ محمد اعظم طارق صاحب کو سلام عرض کیا ہے۔

○ بھائی اقبال ساجد صاحب آپ کا سلام قائد محترم کو پہنچ گیا ہے اور ماہنامہ خلافت راشدہ کو پسند کرنے کا شکریہ آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔

دعائے مغفرت کی اپیل

خوشاب سے معروف شخصیت بابا پروانہ کی وفات پر جناب ذکاء الرحمان فاروقی نے تمام قارئین ماہنامہ خلافت راشدہ سے دعائے مغفرت کی اپیل کی ہے اور ان کے اہل خانہ سے تعزیت کا اظہار کیا ہے۔

○ ضلع لاڑکانہ سے حافظ محمد یوسف فاروقی صاحب میلسی سے محمد اسحاق خوشاب سے ذکاء الرحمان فاروقی صاحب نے قائدین سپاہ صحابہ کو سلام عرض کیا ہے۔

○ عزیز ساتھیو آپ کا سلام قائدین کو پہنچا دیا گیا ہے۔

○ بھیرہ سے سپاہ صحابہ کے رہنماؤں قاری محمد اکرم عثمانی' مولانا محمد یامین انصاری' حاجی محمد سعید و دیگر احباب نے ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں صاحب مولانا عبدالخالق رحمانی صاحب مولانا عبدالغنی صاحب کو سپاہ صحابہ کے مرکزی عہدیدار بننے پر مبارکباد پیش کی ہے۔

★★★

Scanned with CamScanner

حضرت عثمان غنی کی گستاخی کی سزا

مسز محمد عمر توحیدی برطانیہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ عظیم اور مقدس ہستیاں ہیں کہ جن کی نظیر چشم فلک نے اس سے پہلے کہیں دیکھی نہ قیامت تک دیکھ سکے گی حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے بعد سب سے افضل و مقدس اور پاکیزہ ہستیاں یہی ہیں ان مقدس شخصیات کے اعلیٰ صفات و خوبیاں' عظمت و شان' اعلیٰ افکار و کردار کے اوپر بزرگان اسلام کی طرف سے کتابوں کے دفتر لکھے جاچکے ہیں جو کسی سے پوشیدہ نہیں۔ میں اپنے قارئین کے سامنے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی گستاخی کرنے والے کے انجام کے عنوان سے ایک عبرت آموز واقعہ تحریر کررہی ہوں کہ اصحاب رسول ؐ سے بغض و عداوت اور دشمنی رکھنے والا اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیسے خوفناک عذاب میں مبتلا ہوتا ہے حضرت ابو قلابہ ؓ کا بیان ہے کہ میں ملک شام کی سرزمین میں تھا تو میں نے ایک شخص کو بار بار یہ صدا لگاتے ہوئے سنا کہ ہائے افسوس میرے لئے جہنم ہے میں اٹھ کر اس کے پاس گیا تو یہ دیکھ کر حیران ہوگیا کہ اس شخص کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کٹے ہیں یہ منظر دیکھ کر مجھ سے رہا نہ گیا میں نے اس شخص سے پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے کیوں اور کس وجہ سے تجھے اپنے جہنمی ہونے کا یقین ہے؟ یہ سن کر اس نے کہا اے شخص میرا حال نہ پوچھ میں ان بدبخت لوگوں میں سے ہوں جو امیر المومنین حضرت عثمان غنی ؓ کو قتل کرنے کے لئے ان کے مکان میں گھس پڑے تھے جب میں تلوار لیکر ان کے قریب پہنچا تو ان کی بیوی صاحبہ نے مجھے ڈانٹا اور شور مچانا شروع کردیا تو میں نے ان کی بیوی صاحبہ کو ایک تھپڑ مار دیا یہ دیکھ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ دعا مانگی کہ اللہ تیرے دونوں ہاتھ اور پاؤں کاٹ ڈالے اور تجھے دونوں آنکھوں سے اندھا کردے اور تجھ کو جہنم میں جھونک دے اے شخص میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پر جلال چہرے کو دیکھ کر اور ان کی قاہرانہ دعا کو سن کر کانپ اٹھا اور میرے بدن کا ایک ایک رونگٹا کھڑا ہوگیا اور میں خوف و دہشت سے کانپتے ہوئے وہاں سے بھاگ نکلا۔ امیرالمومنین کی چار دعاؤں میں سے تین کی زد میں آچکا ہوں تم دیکھ رہے ہو کہ میں دونوں آنکھوں سے اندھا ہوچکا ہوں اور میرے دونوں ہاتھ اور پاؤں کٹ چکے ہیں اب صرف چوتھی دعا یعنی میرا جہنم میں داخل ہونا باقی رہ گیا ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ یہ معاملہ بھی پورا ہوکر رہے گا چنانچہ اب اسی کا انتظار کررہا ہوں اور اپنے جرم کو بار بار یاد کرکے نادم و شرمسار ہورہا ہوں اور اپنے جہنمی ہونے کا اقرار کرتا ہوں۔ (اسلام میں صحابہ کرام ؓ کی آئینی حیثیت ص ۳۹۰)

اب قارئین اندازہ لگائیں کہ اصحاب رسول ؐ سے بغض و عداوت رکھنے والوں کا انجام کتنا بھیانک اور خطرناک ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اسلام کی ان برگزیدہ ہستیوں سے محبت و عقیدت اور ان کے طریقہ حیات کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ 10

میں دینے والوں کا مقصد صرف اور صرف اللہ کی رضاجوئی ہوتی ہے دوسرے درجے پر اس میں غریب کی حاجت پوری ہوتی ہے اس کا لینا صرف امت کیلئے جائز ہے ہمارے سرمایہ دار زکوۃ سے جان چھڑانے کیلئے اپنے آپ کو مرزائی شیعہ اور عیسائی ظاہر کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے اور یوں وہ اسلام کو خیرباد کہہ دیتے ہیں بہرحال ہماری معیشت اسی وجہ سے خراب ہے کہ اسلامی طریقہ پر اسکی استواری نہ ہو سکی سودی نظام کو معاشی کاروبار کا جزو لاینفیک بنادیا گیا ہے اسلامی نظام حکومت کی ایک اہم ذمہ داری نظام عدل اور قانون کے سامنے مساوات ہے اس بیان سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ اسلامی حکومت صرف اللہ اور رسول کی اطاعت کا نام ہے اور اسلام میں بادشاہ اور رعیت چھوٹے بڑے اور مالدار و نادار کا کوئی امتیاز نہیں ہے صحابہ نے یک لخت سود چھوڑے تو ہمیں کون سی چیز مانع ہے کہ ہم اس کو یک لخت بند نہ کریں نتیجہ جو بھی ہو ہم تو اپنے رب کی رضا کے لئے چھوڑتے ہیں چاہے سارا کاروبار بند ہو جائے لیکن اللہ کی مخالفت نہ ہوگی ہمارے مسائل میں عائلی قوانین کا مسئلہ ہے کیا عائلی قوانین کا خلاف سنت ہونے میں کوئی شک ہے پھر ہم کیوں چشم پوشی سے کام لیتے ہیں ہمیں صرف اور صرف یہ خطرہ ہے کہ اسلامی احکامات کے عملی نفاذ سے ہمارے قتدار کو ختم کردیا جائے گا اور ہمارے اعلان بھی محض اپنا اقتدار کو طول دینے کے لئے ایک سازش ہے نفاذ اسلام کیلئے خدا کا خوف آخرت کی فکر اور ایمان کامل کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ ہمیں نفاذ اسلام کی توفیق عطا فرمائیں کیوں کہ پوری امت مسلمہ کے مسائل کا حل نفاذ اسلام یعنی نظام خلافت راشدہ میں مضمر ہے۔

بقیہ 11

محترم قارئین! آپ اندازہ لگائیں کہ مولانا محمد عبداللہ شہید کا اللہ پاک کی ذات کے ساتھ کتنا گہرا تعلق تھا جس کی بنا پر آپ نے اپنی پوری زندگی میں ایک نماز بھی قضا نہیں کی۔ سبحان اللہ

شہادت کے متمنی

مولانا محمد عبداللہ شہید اپنی زندگی بھر شہادت کی بہت تمنا فرماتے تھے اور کئی مرتبہ دوران سبق نوجوان طلباء کو خطاب کرکے فرماتے کہ تم تو نوجوان ہو کسی معرکے میں شہید ہوجاؤ گے میں اب بوڑھا ہوگیا ہوں میرے لئے بھی دعا کیا کرو کہ اللہ پاک مجھے شہادت کی موت نصیب فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس تمنا کو 98-10-17 بروز ہفتہ کو مسجد کے احاطہ میں پورا کردیا اور آپ نے بڑی خوشی سے شہادت کو گلے لگا لیا آپ کے فرزند ارجمند مولانا عبدالعزیز صاحب جو آپ کی شہادت کے عینی گواہ ہیں اور آخری لمحات میں مولانا شہید کے پاس موجود تھے فرماتے ہیں کہ دشمن نے آپ کے جسم پر آٹھ گولیاں ماریں لیکن آپ نے کوئی آہ و بکا نہیں کی بلکہ بالکل خاموش رہے اور مرنے سے پہلے ایک مرتبہ بلند آواز سے { کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پڑھا اور اپنی پیاری جان اللہ کے سپرد کردی۔

سپاہ صحابہ کے قائدین کی بلاجواز نظربندی اور گرفتاریوں کی مذمت

(برمنگھم نمائندہ خلافت راشدہ انگلینڈ)

سپاہ صحابہ برطانیہ کے نائب سیکرٹری نشر واشاعت محمد عمر توحیدی نے سپاہ صحابہ پاکستان کے راہنماؤں کی بلاجواز نظربندی اور گرفتاریوں کی زوردار الفاظ میں مذمت کی ہے۔

فاروقی شہید" ہاؤس برمنگھم سے جاری ہونے والے اپنے ایک تحریری بیان میں انہوں نے کہا کہ نقص امن کی آڑ میں سپاہ صحابہ پاکستان کے راہنماؤں کی گرفتاریاں اور نظربندیاں ریاستی جبرواستبداد کی انتہا اور نظریہ پاکستان سے کھلم کھلا انحراف ہے۔

انہوں نے واضح کرتے ہوئے کہا کہ سپاہ صحابہ، پاکستان میں عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم واہل بیت رضی اللہ عنہم کے تقدس کے لئے قربانیاں دے رہی ہے۔ ہم تشدد پر یقین نہیں رکھتے مگر ایک سازش کے تحت سپاہ صحابہ کو تشدد کی طرف دھکیلا جارہا ہے۔

اپنے ایک اور بیان میں محمد عمر توحیدی نے لاہور میں سپاہ صحابہ کے پرامن جلوس پر پولیس گردی کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ حکمران ایک پڑوسی ملک کو خوش کرنے کے لئے اپنے شہریوں پر مسلسل ظلم کررہے ہیں انہوں نے کہا کہ سپاہ صحابہ برطانیہ بہت جلد انسانی حقوق کی عالمی تنظیموں کے نمائندوں سے رابطہ کرکے انہیں مسلم لیگ حکومت کے اس انتہائی گھناؤنے اور شرمناک اقدام سے آگاہ کرے گی۔

سپاہ صحابہ کے ساتھیوں کی وفات پر رنج والم کا اظہار

رپورٹ:۔ معروف احمد میمن ٹھیڑھی شریف سندھ

سپاہ صحابہ پاکستان کے مرکزی سیکرٹری جنرل ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں صاحب اپنے سندھ کے دورے کے دوران 98-10-31 کو بروز ہفتہ ضلع خیرپور میرس کے شہر ٹھیڑھی میں پہنچے۔ انہوں نے ٹھیڑھی شہر میں پہنچ کر گزشتہ تین ماہ پہلے ٹھیڑھی شہر میں ڈاکوؤں کے حملے میں شہید ہونے والے شہداء قاری فقیراللہ، قاری حلیم اللہ، حاجی ذبیح اللہ میمن کے گھروں پر جاکر ان کے ورثاء حاجی عبداللہ میمن، حاجی ضمیر احمد میمن، حافظ خلیل اللہ میمن، مولانا حزب اللہ میمن، حاجی تاج محمد میمن سے تعزیت کی اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کی کہ مرحومین کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ (آمین) اور ورثاء کو صبروتحمل عطا فرمائے۔ (آمین)

اس موقع پر سپاہ صحابہ پاکستان کے مرکزی سالار قاری علی اکبر خان مینگل سپاہ صحابہ سندھ کے صدر سید محمد پریل شاہ بخاری اور سپاہ صحابہ ضلع خیرپور کے راہنما سیف اللہ صدیقی، حیدر معاویہ، حافظ شکیل احمد میمن اور دیگر راہنما موجود تھے۔

شہید ملت اسلامیہ" نے فرمایا

سنو! مسلمانو! جاگیردارو، چوہدریو، انتظامیہ کے افسرو ڈپٹی کمشنرو، ایس پی، اے سی، ڈی ایس پی آؤ تم ہم سے کہتے ہو کہ شیعہ کو کافر کیوں کہتے ہو؟ مجھے بتاؤ جس نے عثمان رضی اللہ عنہ غنی کو بدقماش (معاذاللہ) لکھا تم بتاؤ میں اس کو کیا کہوں؟ عثمان رضی اللہ عنہ وہ آدمی تھا اور پیغمبر ﷺ کا ساتھی تھا جس کے نکاح میں پیغمبر ﷺ نے ایک بیٹی دی وہ فوت ہوگئی تو دوسری دے دی وہ فوت ہوگئی تو حضور ﷺ نے فرمایا "اگر میری 40 بیٹیاں ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے ان کا نکاح تیرے ساتھ کردیتا۔ اس لئے کہ میرے سے بہتر کوئی سسر نہیں اور تیرے سے بہتر کوئی داماد نہیں۔

کھروڑپکا کے مسلمان! بسر کے نکاح میں تیری بیٹی ہو اس کو تو شریف کہے جس کے نکاح میں تیری بیٹی ہو اس کو تو اچھا آدمی کہے اور جس کے نکاح میں محمد ﷺ کی دو بیٹیاں ہوں اس کو چودہ سو سال کے بعد یہ بدقماش، بدمعاش کہے تیری غیرت کیوں نہیں جاگتی؟ تیرا ایمان کیوں نہیں اٹھتا۔ تیرے اندر چنگاری کیوں نہیں پھوٹتی تو اس کفر کے خاتمے کے لئے ہمارا ساتھ کیوں نہیں دیتا؟ میدان میں کیوں نہیں اترتا؟ سپاہ صحابہ کے پرچم کے نیچے کیوں نہیں آتا؟ جو آدمی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھونکتا ہے اس کو میں کافر چوکوں میں کہوں گا، گلیوں میں کہوں گا، بازاروں میں کہوں گا، میں اپنے قائد حق نواز شہید" کی طرح قتل ہو سکتا ہوں شہید ہو سکتا ہوں تختہ دار پر چڑھ سکتا ہوں۔ ہتھکڑی پہن سکتا ہوں۔ جیل میں جاسکتا ہوں دکھ اٹھا سکتا ہوں بچے یتیم کرا سکتا ہوں بیوی بیوہ کراسکتا ہوں اس کفر کو چوکوں میں ننگا کرنے سے اور عدالتوں میں ننگا کرنے سے باز نہیں آسکتا۔

(کھروڑپکا میں عظیم الشان کانفرنس سے خطاب)

مرسلہ:۔ ہمشیرہ حیدری 67/E.B عارفوالہ۔

ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں جنرل سیکرٹری سپاہ صحابہ کا دورہ سندھ

رپورٹ:۔ معروف احمد میمن ٹھیڑھی شریف سندھ۔

سپاہ صحابہ پاکستان کے مرکزی سیکرٹری جنرل ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں نے اپنے ضلع خیرپور میرس کے دورے کے دوران سپاہ صحابہ ٹھیڑھی کے دفتر کا دورہ بھی کیا اس موقع پر خادم حسین ڈھلوں صاحب نے سپاہ صحابہ یونٹ ٹھیڑھی کا ریکارڈ چیک کیا بالخصوص شعبہ اطلاعات، شعبہ فنانس، شعبہ اجلاس کاروائی کے رجسٹرڈ دیکھ کر ان پر نوٹ بھی لگائے اور ٹھیڑھی یونٹ کی کارگردگی پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے سپاہ صحابہ ٹھیڑھی کے تمام کارکنوں کو مبارک باد پیش کی اور کہا کہ مجھے امید ہے کہ اگر سپاہ صحابہ یونٹ ٹھیڑھی۔ نے اس طرح محنت کی تو یہ یونٹ ملک کا معیاری یونٹ بن جائے گا بعد میں کارکنوں کی ایک نشست سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یہ مشن جھنگوی شہید" کے ہاتھوں کا خود ساختہ نہیں ہے بلکہ صحابہ" کا دفاع سنت رسول" ہے اور سنت الہیہ ہے انہوں نے کہا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر یہ افواہ عام ہوگئی کہ کفار حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کردیا ہے تو نبی کریم ﷺ نے ۱۴۰۰ صحابہ" کو ایک درخت کے نیچے جمع کرکے بیعت لی کہ عثمان" کا بدلہ لئے بغیر ہم واپس نہیں آئیں گے تو یہ منظر اللہ تعالیٰ دیکھ رہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل کو کہا کہ اگر نبی ﷺ اور صحابہ" کا یہ فیصلہ ہے

Scanned with CamScanner

تو اللہ تعالیٰ بھی تمہارے ساتھ ہے یہ جاکر میرے نبی ﷺ کو پیغام پہنچادے لیکن اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ زندہ ہے اور اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو یہ کیوں نہیں بتایا کہ عثمان رضی اللہ عنہ زندہ ہیں اور تم اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے بیعت کیوں لیتے ہو اس لئے نہیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ ایسا وقت آئے گا جب لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عزت پر حملہ کریں گے تو لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دفاع سنت خدا اور سنت رسول ﷺ ہے اور صحابہ ؓ کا دفاع سنت خدا ہے سنت رسول ﷺ ہے۔

انہوں نے مزید کہا کہ ہم مشن جھنگوی"

کو ۲۰ سے ۲۵ فیصد لوگوں تک پہنچایا ہے لیکن ابھی تک ہم نے ۷۵ سے ۸۰ فیصد لوگوں تک مشن جھنگوی" کو اپنے قائدین کی تقاریر اور لٹریچر کے ذریعے پہنچانا ہے خادم حسین ڈھلوں صاحب نے مزید کہا کہ ہم اب سپاہ صحابہ کو تحریک سے تنظیم میں بدلنا چاہتے ہیں اور تحریک اور تنظیم میں یہ فرق کی ایک مثال دیتے ہوئے انہوں کہا کہ تحریک ریشمی رومال کے مقرر ساری ساری رات خطابت کرتے تھے لوگ ان کی خطابت ساری ساری رات سنتے تھے لیکن آج ان کا صرف نام باقی ہے اور تنظیم جیسے کانگریس ہے وہ آج بھی ہے اور اس موقع پر سپاہ صحابہ سندھ کے صدر سید محمد پریل شاہ صاحب اور مرکزی سالار قاری علی اکبر خان مینگل سپاہ صحابہ ضلع خیرپور کے سالار حافظ شکیل احمد سپاہ صحابہ ٹمیرڈھی کے صدر سیف اللہ حیدری نے بھی خطاب کیا

رپورٹ۔ ایس عبدالشکور شیخ

سپاہ صحابہ تحصیل کوٹ بھی کا ایک ہنگامی اجلاس تحصیل کوٹ بھی کے صدر مولانا غلام حیدر حقانی کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اجلاس میں تحصیل کوٹ بھی کے مختلف شہروں اور گاؤں میں سپاہ صحابہ کے یونٹس قائم کرنے کے لیے مختلف کمیٹیاں قائم کی گئیں۔ اجلاس میں سپاہ صحابہ کے مرکزی سربراہ علامہ علی شیر حیدری۔ مولانا محمد اعظم طارق اور سپاہ صحابہ کے دیگر سینکڑوں کارکنوں کی بلاجواز گرفتاریاں۔ جیل میں تشدد پر حکومت کی سخت لفظوں میں مذمت کی گئی اجلاس سے حافظ انصار حسین خاصخیلی۔ غلام عمر شبانی۔ عبدالجبار فاروقی۔ صدرالدین فاروقی۔ محمد اعظم انجن۔ حفیظ اللہ انجن۔ مولانا کلیم اللہ پنھورو اور دیگر نے بھی خطاب کیا

مولانا عبداللہ کی شہادت پر اظہار تعزیت

سپاہ صحابہ بھیرہ کے رہنماؤں مولانا محمد یامین انصاری قاری محمد اکرم عثمانی حاجی محمد سعید' عبدالرشید انصاری اور صابر علی چوہدری نے عالم باعمل نامور عالم دین حضرت مولانا عبداللہ کے قتل پر اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس قتل سے دیوبندی مسلک کے علماء مشائخ عظام مفتیان کرام دیوبندی سیاستدان سمیت سب کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں یہ قتل صرف سپاہ صحابہ کا قتل نہیں پوری دیوبندیت کے علماء کے لئے لمحہ فکریہ ہے مت کوئی یہ سمجھے کہ میں تو مدرسہ کا مہتمم ہوں میں بہت بڑا عالم ہوں میں سیاستدان ہوں میں سماجی لیڈر ہوں میرا فرقہ واریت قتل و غارت یا سپاہ صحابہ سے کوئی تعلق نہیں لیکن یاد رکھیں دشمن ہم سب کو ایک نظر سے دیکھ رہا ہے خدا کے لئے ایک ہو جاؤ' اکٹھے ہو جاؤ' متحد ہو جاؤ ورنہ سب ایک ایک کرکے مار کھاتے چلے جاؤ گے دشمن ہمارے سر پہ چڑھ جائے گا۔

آخر میں جرنیل مولانا محمد اعظم طارق و قائد علامہ علی شیر حیدری کی خدمت میں سلام عقیدت۔

منجانب :۔ قاری محمد اکرم عثمانی محلہ فاروق آباد بھیرہ ضلع سرگودھا

قاتل رنگے ہاتھوں گرفتار

رپورٹ۔ ابوبکر رحیم یار خان

۱۱ اکتوبر کو اس وقت جبکہ تحریک جعفریہ کے لیڈر ساجد نقوی رحیم یار خان کے دورہ پر پہنچے ہوئے تھے رات ایک بجے خان بیلہ کے شیعہ ادارے کے وائس پرنسپل خادم حسین کو قتل کر دیا گیا۔ پولیس کو اس واقعہ کی جونہی اطلاع ملی تو ضلع رحیم یار خان کے قائمقام ایس ایس پی ریٹائرڈ کرنل فرمان علی نے پورے ضلع کی ناکہ بندی کرا دی چنانچہ ترنڈہ محمد پناہ کے قریب پولیس نے ایک کار کو رکنے کا اشارہ کیا مگر وہ تیزی سے آگے بڑھ گئی کار کو مشکوک جان کر پولیس پارٹی نے اس کا پیچھا کیا اور مشکوک کار کو پکڑنے میں کامیاب ہو گئی۔ کار میں تین افراد سوار تھے کار کی تلاشی لینے پر بھاری مقدار میں کار سے اسلحہ برآمد ہوا اور موبائل فون پکڑا گیا معمولی تفتیش سے معلوم ہوا کہ تینوں مسلح نوجوان شیعہ ہیں اور ان کا تعلق کراچی' جھنگ' لعل کریالا ایک لاہور سے ہے اور وہ خادم حسین کے قتل میں ملوث ہیں۔ سپاہ صحابہ رحیم یار خان نے قاتلوں کی گرفتاری پر اطمینان کا سانس لیا کیونکہ انہیں اس بات کا خطرہ تھا کہ اس سازش کا مقصد دراصل سپاہ صحابہ کے رہنماؤں و عہدیداران کو اس کیس میں ملوث کرنا ہے اور اس بہانہ سے رحیم یار خان میں کوئی بڑی سازش پروان چڑھانے کے لئے ساجد نقوی آیا ہوا تھا واضح رہے کہ اس واقعہ سے صرف تین روز قبل پولیس نے لشکر جھنگوی کے ایک سرگرم رکن عبدالعزیز (المعروف عزیز کنانہ) کو گرفتار کرکے کئی روز تشدد کا نشانہ بنانے کے بعد جعلی پولیس مقابلہ میں شہید کر دیا تھا اور علاقہ میں اس واقعہ سے سخت اشتعال موجود تھا اس پس منظر میں خادم حسین کا قتل بلاشبہ سپاہ صحابہ یا لشکر جھنگوی کے کھاتے میں پڑ جانا تھا۔

شیعہ قوم کو اس بات پر غور کرنا چاہئے اور خود حکومت کو بھی اس واقعہ سے یہ سبق حاصل کرنا چاہئے کہ کہیں شیعہ لیڈروں کے قتل میں خود انہی کے شیعہ تخریب کار تو ملوث نہیں ہیں جو اپنے مخالفین کو قتل کرکے سپاہ صحابہ کو اس میں ملوث کرکے دوہرے فائدے حاصل کرنے میں مصروف ہوں۔ سپاہ صحابہ نے قائمقام ایس ایس پی رحیم ریٹائرڈ کرنل فرمان علی کو مبارکباد پیش کرتی ہے اور دہشت گردوں کو گرفتار کرنے والی پولیس پارٹی کو ترقی دینے کی سفارش کرتی ہے۔

بلدیہ جھنگ کی بارہ مخصوص نشستیں بھی جھنگوی گروپ نے جیت لیں

مئی ۹۸ء میں پنجاب میں ہونے والے

Scanned with CamScanner

بلدیاتی انتخابات میں سپاہ صحابہ کے جھنگوی گروپ نے تمام تر نامساعد حالات' قیادت کی اسیری' حکومت وقت کی مخالفت کے باوجود باقی تمام گروپوں اور جماعتوں سے زیادہ سیٹیں جیت کر ایک مرتبہ پھر ثابت کردیا تھا کہ جھنگ جھنگوی کے ساتھیوں کا شہر ہے۔ تاہم الیکشن کے بعد حکومت کی طرف سے جوڑ توڑ کی سیاست کا گھناؤنا کھیل شروع ہو گیا آزاد کونسلروں کو خریدنے اور جھنگوی گروپ کے حامی کونسلروں کو خوف زدہ کرکے اپنی ہمدردیاں تبدیل کرنے کے لیے حکومت نے انتظامیہ جھنگ کے ذریعہ اوچھے ہتھکنڈے استعمال کرنا شروع کر دیئے ۔ کونسلروں کے حلف کے بعد تیس کونسلروں کو ائرکنڈیشنڈ کوچوں میں سوار کرکے مری پہنچا دیا گیا تاکہ مزدوروں اور خواتین کی بارہ مخصوص نشستیں جیت کر جھنگوی گروپ کو چیرمین شپ سے محروم کر دیا جائے ۔ لیکن سپاہ صحابہ کے رہنما مولانا محمد الیاس بالاکوٹی' شیخ حاکم علی' مولانا عبدالغفور جھنگوی اور دیگر حضرات نے اپنی کوششیں جاری رکھیں جس کے نتیجے میں جب ۷ اکتوبر میں مخصوص نشستوں کا کونسلر حضرات نے چناؤ کرنا تھا تو جھنگوی گروپ نے ۲۷ کے مقابلہ میں ۲۹ کونسلروں کے ذریعہ یہ بارہ مخصوص نشستیں بھی حاصل کرلیں اب جھنگوی گروپ کے پاس ۲۷ کے مقابلہ میں ۴۱ نشستیں آچکی ہیں اور ادھر سپاہ صحابہ کے رہنماؤں نے مہر خالد سرگانہ کو جھنگ کی بلدیہ کے لئے چیئرمین نامزد کردیا ہے مخصوص نشستوں پر کامیابی کے بعد مہر خالد سرگانہ کی قیادت میں ایک جلوس بلدیہ جھنگ کے دفتر سے چل کر مختلف بازاروں سے ہوتا ہوا مسجد حق نواز شہید میں پہنچا جہاں پر سپاہ صحابہ کے رہنماؤں نے تقاریر کیں۔ اس عظیم کامیابی پر پورے شہر میں عوام' تاجران اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے مٹھائیاں تقسیم کیں اور سپاہ صحابہ کی قیادت کو مبارک بادیں پیش کیں۔ واضح رہے کہ جھنگوی گروپ کے مقابل شیخ محمد اکرم (برادر شیخ محمد اقبال) کا گروپ تھا جسے شیعہ ایم این اے امان اللہ سیال اور وفاقی وزیر عابدہ حسین کا مکمل تعاون حاصل تھا اور حکومت پنجاب کے ایماء پر جھنگ انتظامیہ نے دھونس دھاندلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک آزاد کونسلر راحیل آصف جتنی کو اغواء کرکے شیخ اکرم کے کیمپ میں پہنچا دیا اور جھنگوی گروپ کے کونسلروں کے گھروں پر چھاپے مارنے شروع کردیئے لیکن حکومت کے یہ تمام اوچھے ہتھکنڈے بھی شیخ اکرم گروپ کی کامیابی کا راستہ ہموار نہ کرسکے۔ آج ایک مرتبہ پھر بلدیہ جھنگ کی بلند و بالا پانی کی ٹینک پر سپاہ صحابہ کا پرچم لہرا رہا ہے۔

ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں' مولانا عبدالخالق رحمانی اور مولانا عبدالغنی قائم پوری کو مبارک باد

جرنیل سپاہ صحابہ مولانا محمد اعظم طارق اور سپاہ صحابہ کے مرکزی صدر و سابق صوبائی وزیر شیخ حاکم علی نے سپاہ صحابہ کی مرکزی مجلس شوریٰ کی طرف سے جناب ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں کو جماعت کا نیا مرکزی سیکرٹری جنرل اور مولانا عبدالخالق رحمانی کو حضرت علامہ شعیب ندیم شہید کی جگہ پر جماعت کا مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنرل اور سپاہ صحابہ کے مرکزی فنانس سیکرٹری شیخ محمد اشفاق کی ذاتی اور کاروباری مصروفیات کی بنا پر بیرون ملک روانگی کے باعث انکی درخواست پر مرکزی مجلس شوریٰ کی طرف سے مولانا عبدالغنی قائم پوری کو جماعت کا قائمقام مرکزی فنانس سیکرٹری منتخب ہونے پر خصوصی طور پر مبارک باد دی ہے اور دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو جماعت کی تنظیم و ترویج کے لئے ان اعلیٰ عہدوں پر بھرپور کام کرنے کی توفیق دے۔

از سنٹرل آفس سیکرٹری محمد جاوید طاہر

سانحہ واصو آستانہ کی شدید مذمت

سپاہ صحابہ ضلع جھنگ کے صدر مولانا عبدالغفور جھنگوی اور ضلعی جنرل سیکرٹری چوہدری محمد لطیف نے گزشتہ دنوں جھنگ کے قریب واصو آستانہ میں تحریک جعفریہ کے عابد الحسنی اور امان اللہ سیال کے جلوس کی طرف سے ان کے گن مینوں کی فائرنگ سے سپاہ صحابہ کی مقامی مسجد میں موجود کارکنوں پر فائرنگ کرکے شدید زخمی کرنے کے واقعہ کی شدید الفاظ میں مذمت کی ہے اور ملزموں کی عدم گرفتاری پر شدید احتجاج کیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ واصو فائرنگ کیس کے ملزموں کو گرفتار نہ کیا گیا تو ۲۳ اکتوبر کو احتجاجی مظاہرہ ہوگا۔

نامزد چیئرمین بلدیہ کی طرف سے اظہار تشکر

جھنگ (پ ر) سپاہ صحابہ کے نامزد امیدوار چیئرمین بلدیہ جھنگ مہر خالد محمود سرگانہ نے کہا ہے کہ وہ انشاء اللہ بلدیہ جھنگ کا چیئرمین منتخب ہوکر جھنگ کی تعمیر و ترقی اور خوشحالی کے لئے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھیں گے۔ انہوں نے کہا کہ وہ عوام کی خدمت کو عبادت سمجھ کر سیاست میں آئے ہیں۔ انہوں نے مسلم لیگ سٹی گروپ اور آزاد گروپ کے ان کونسلر حضرات اور جھنگوی گروپ کے کونسلرز حضرات اور قائدین و کارکنوں کا شکریہ ادا کیا ہے{ جنہوں نے ان پر بھرپور اعتماد کا اظہار کرکے مخصوص نشستوں کے انتخاب کے موقع پر انہیں بھاری اکثریت سے کامیاب کروایا ہے۔ مہر خالد محمود سرگانہ گزشتہ روز سیاسی و سماجی رہنما محمد جاوید طاہر کی رہائش گاہ پر اخبار نویسوں سے اظہار خیال کررہے تھے۔ مہر خالد محمود سرگانہ نے کہا ہے کہ میرے مخالفین بلدیہ جھنگ کی چیئرمین شپ کھو دینے کے بعد سازشوں میں مصروف ہیں اور ہارس ٹریڈنگ' ڈس انفارمیشن کے ذریعے دوبارہ جھنگ کے عوام پر مسلط ہونے کے خواب دیکھ رہے ہیں انہوں نے ڈپٹی کمشنر جھنگ ڈاکٹر شیر افگن کی جھنگ تعیناتی پر انہیں مبارک باد دی ہے۔ مہر خالد محمود سرگانہ نے کراچی میں سابق گورنر سندھ حکیم محمد سعید اور اسلام آباد میں ممتاز عالم دین مولانا محمد عبداللہ کے قتل کی شدید الفاظ میں مذمت کی ہے۔

نامزد چیئرمین پر جرنیل سپاہ صحابہ کا اظہار اعتماد

جھنگ (پ ر) سپاہ صحابہ کے نائب سربراہ رکن اسمبلی مولانا محمد اعظم طارق نے جھنگ کی چیئرمین شپ کے لئے مسلم لیگ سٹی اور جھنگوی گروپ کی طرف سے سپاہ صحابہ کے کونسلر مہر خالد

Scanned with CamScanner

محمود سرگانہ کی نامزدگی پر بھرپور اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے انہیں بلدیہ جھنگ کی چیئرمین شپ کے لئے مخصوص نشستوں کے انتخاب میں بھرپور کامیابی پر خراج تحسین پیش کیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ جھنگوی گروپ کے الیکشن بورڈ کے رہنماؤں نے مہر خالد محمود سرگانہ کو بلدیہ جھنگ کی چیئرمین شپ کے لئے نامزد کرکے دانش اور حکمت کا مظاہرہ کیا ہے ہمیں جھنگ شہر کی تعمیرو ترقی' خوشحالی اور امن عزیز ہے انہوں نے کہا ہے کہ حکومت بھی اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مہر خالد محمود سرگانہ کی حمایت کرے۔

جھنگ (پ ر) سپاہ صحابہ کے مرکزی صدر و سابق صوبائی وزیر شیخ حاکم علی' مرکزی سیکرٹری جنرل ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں نے کہا ہے کہ دہشت گردی اور قتل و غارت گری کرکے ملکی سلامتی اور وحدت کو نقصان پہنچانے والے کسی رعایت کے مستحق نہیں ہیں انہوں نے کہا ہے کہ کراچی میں ایم کیو ایم اور پنجاب میں تحریک جعفریہ اور ایران کو حکومت نے دہشت گردی کے لئے کھلی چھٹی دے رکھی ہے ہمارے بڑے بڑے اکابرین کو دہشت گردی کا نشانہ بنایا جارہا ہے اور حکومت قاتلوں کی سرپرستی کرکے انہیں پروٹوکول دے رہی ہے انہوں نے مولانا محمد عبداللہ کی شہادت کو ایران کی بدترین جارحیت قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ حکمران ہمیں اپنے دفاع اور تحفظ کے لئے انتہائی اقدام اٹھانے پر مجبور کررہے ہیں لیکن اگر ہم نے انتقام کے لئے ہتھیار اٹھائیے تو پھر کسی سپاہ صحابہ دشمن کو کہیں بھی پناہ نہیں مل سکے گی۔ لیکن ہمیں ملکی سلامتی اور امن عزیز ہے ہم حکمرانوں کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ وہ کس حد تک جانبدار' ریاستی تشدد اور یکطرفہ ظلم و جبر کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

ڈسٹرکٹ جیل منڈی بہاؤالدین میں یوم صدیق اکبرؓ کے موقع پر سیمینار

المرسل:۔ محمد ایوب مجاہد منڈی بہاؤالدین

مورخہ ۱۴ اکتوبر 1998ء بمطابق ۲۲ جمادی الثانی بروز بدھ بوقت ۱۰ بجے صبح ڈسٹرکٹ جیل جہم چکی منڈی بہاؤالدین میں سپاہ صحابہ ضلع منڈی بہاؤالدین کے نظر بند رہنماؤں نے سیدنا صدیق اکبرؓ کے سلسلہ میں ایک سیمینار منعقد کیا جو زیر صدارت قاری مزمل حسین منعقد ہوا۔ تلاوت کے فرائض صحافی محمد ایوب مجاہد نے دیئے۔ اس کے بعد سیدنا صدیق اکبرؓ کی شان میں نظم "کتنا بلند مقام ہے پایا صدیقؓ نے" چوہدری جاوید حشمت ہیلاں (المعروف چاچا) نے پڑھ کر سیمینار کو رونق بخشی۔ اس کے بعد مولانا شیر علی نے خطاب کرتے ہوئے سیدنا صدیق اکبرؓ کی شان پر روشنی ڈالی اور سامعین کو سیدنا صدیق اکبرؓ کی ذات گرامی سے متعارف کرایا کہ صدیق اکبرؓ کی ذات ایک اعلیٰ اور منفرد مقام کی حامل ہے ان کے نقش قدم پر چل کر دنیائے انسانیت کامیابی کے راستے پر گامزن ہوسکتی ہے۔

اس کے بعد سیمینار سے مولانا قاری شفیق الرحمان فاروقی نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے سیدنا صدیق اکبرؓ کی شخصیت کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ خلیفہ اول کی ذات ایک ایسے مقام پر فائز ہے جس کے بارے میں سرور دوجہاں محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنی نطق مبارک سے فرمایا تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد پوری انسانیت سے افضل انسان صدیق اکبرؓ ہیں۔ ان کو یار غار یار مزار جیسے عظیم القابات ملے۔ صدیق اکبرؓ نبی ﷺ کے سسر بھی ہیں اور راز دار نبوت بھی ہیں۔ اس لئے یہ شخصیت اسلام میں ایک اعلیٰ مقام کی حامل ہے اس لئے اس شخصیت کا تذکرہ ہر اہل ایمان کے لئے ضروری ہے۔ اس کے بعد سیمینار میں متفقہ طور پر ایک قرار داد کے ذریعے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا گیا کہ ۲۲ جمادی الثانی یوم صدیق اکبرؓ کے سلسلے میں پورے ملک میں چھٹی ہونی چاہئے۔ اور ۲۲ جمادی الثانی کے دن ریڈیو ٹیلی ویژن اور اخبارات میں خصوصی سیدنا صدیق اکبرؓ کے لئے پروگرام نشر کئے جائیں تاکہ ان کے ذریعے سیدنا صدیق اکبرؓ کی شخصیت کو ہر انسان کے ذہن میں اجاگر کیا جاسکے۔ ہماری یہ جدوجہد تا منظوری جاری رہے گی۔ آخر میں قوم اور ملک کے لئے سلامتی کی دعا کی گئی۔

ڈسٹرکٹ جیل منڈی بہاؤالدین میں تعزیتی اجلاس

تحریر کردہ:۔ قاری شفیق الرحمان فاروقی

آج مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۹۸ء کو سپاہ صحابہ پاکستان ضلع منڈی بہاؤالدین کے اسیر رہنماؤں کا ڈسٹرکٹ جیل جہم چکی مین مولانا علامہ شعیب ندیم شہید" اور ان کے رفقاء کے لئے تعزیتی اجلاس زیر صدارت قاری مزمل حسین منعقد ہوا۔ اجلاس کی کاروائی تلاوت کلام پاک سے شروع کی گئی تلاوت کے فرائض صحافی دن اخبار محمد ایوب مجاہد نے انجام دیئے۔ اجلاس میں شریک سپاہ صحابہ کے نظربند رہنما مولانا شیر علی حیدری' مولانا قاری شفیق الرحمان فاروقی' ملک محمد افضال' جاوید حشمت' و دیگر حضرات شریک ہوئے اجلاس میں علامہ شعیب ندیم شہید اور ان کے رفقاء کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا گیا کہ علامہ شعیب ندیم کے قاتلوں کو گرفتار کرکے تختہ دار پر لٹکائے اور ملک میں دن بدن بڑھتی ہوئی دہشت گردی پر قابو پائے کیونکہ سپاہ صحابہ ایک دینی اور مذہبی جماعت ہے سپاہ صحابہ قتل و غارت پر قطعاً۔ یقین نہیں رکھتی اور اجلاس میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ حکومت جرنیل سپاہ صحابہ مولانا محمد اعظم طارق ایم پی اے جھنگ اور قائد سپاہ صحابہ علامہ علی شیر حیدری و دیگر سپاہ صحابہ کے بے گناہ کارکنوں کو فوری طور پر رہا کیا جائے اجلاس میں حکومت سے کہا گیا کہ حکومت ملک میں بڑھتی ہوئی دہشت گردی پر قابو پائے سپاہ صحابہ حکومت کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کرے گی اور آخر میں شہدائے سپاہ صحابہ کے ورثاء کے لئے دعا کی گئی کہ اللہ ان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

۲۲۔ جمادی الثانی کو سرکاری تعطیل کی جائے

راقم التحریر:۔ محمد عمر توحیدی ترجمان سپاہ صحابہ برطانیہ۔

۲۲ جمادی الثانی خاتم النبین ﷺ کے اولین جانشین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا

Scanned with CamScanner

یوم وفات ہے۔ آپ کی شخصیت اسلام کی بنیادی شخصیات میں بھی اولین مقام رکھتی ہیں۔ آپ کے متعلق حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے جس شخص کو اسلام کی دعوت دی اس میں کچھ نہ کچھ تردد دیکھا مگر ابوبکر ؓ کو جس وقت دعوت دی گئی اس نے فوراً بلا جھجک اسلام قبول کرلیا ایک جگہ اور آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تمام لوگوں کے احسانات کا بدلہ دیدیا ہے لیکن ابوبکر ؓ کے احسانات مجھ پر اتنے ہیں کہ اس کا بدلہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ہی دیں گے۔ آپ کے فضائل بیان کرنے کے لئے یہ کافی ہے کہ آپ کی شخصیت انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام انسانوں سے افضل ہے۔ پاکستان ایک اسلامی مملکت ہے اور اس کا مستقبل نئی نسل سے وابستہ ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ مملکت اسلامیہ پاکستان کے معماروں اور نونہالوں کے قلوب واذہان اس روشن چراغ سے منور ہوسکیں تو ہمیں ۲۲۔ جمادی الثانی یوم سیدنا صدیق اکبرؓ سرکاری سطح پر تعطیلات کرنی ہوں گی۔ ۲۲ جمادالثانی کو الیکٹرک میڈیا اخبارات پبلک اجتماعات سیمینارز اور مذاکروں کے ذریعے امام صدق وصفا کے عظیم کارناموں کو اجاگر کیا جائے انکی لازوال تعلیمات اور سنہری اصولوں کو لاگو کرکے تمام مسائل کو حل کیا جائے سپاہ صحابہ پاکستان کے اس بنیادی مطالبے پر حکومت پاکستان کی طرف سے یہ عذر بار بار پیش کیا جاتا ہے کہ وطن عزیز پاکستان زیادہ چھٹیوں کا متحمل نہیں ہوسکتا اگر یہ بات ہے تو یکم مئی ۱۱ ستمبر ۹ نومبر ۲۵ دسمبر کے علاوہ دیگر جو غیر ضروری تعطیلات ہیں ان سب کو ختم کردیا نیز عاشورہ پر بھی دو کی بجائے ایک چھٹی کی جائے ورنہ مسلم لیگ حکومت ۹۵ فیصد اہل سنت کے جذبات کا لحاظ رکھتے ہوئے فی الفور ۲۲ جمادی الثانی کو یوم سیدنا صدیق اکبرؓ پر تعطیل کا اعلان کریں اور جب تک سپاہ صحابہ پاکستان کا یہ جائز مطالبہ منظور نہیں ہوتا ہم پورے ملک میں پرامن احتجاجی مطالباتی جلوس نکالتے رہیں گے واضح رہے کہ سپاہ صحابہ خلفائے راشدین کے ایام شہادت، وفات پر مطالباتی جلوس کو ہرگز عبادت تصور نہیں کرتی بلکہ یہ جلوس بطور احتجاج اس وقت تک نکالے جائیں گے جب تک پاکستان کے حکمران خلفائے راشدین کے بلند مقام مرتبے، عظمت واہمیت کو تسلیم نہیں کرتے۔

بزم فکر امیر عزیمت پاکستان کے زیراہتمام جامعہ باب العلوم کہروڑپکا میں تقریری مقابلہ

منجانب۔ غلام عباس نوری منتظم گلشن جھنگوی شہید جامعہ محمودیہ جھنگ

طلبائے عربیہ کی ملک گیر تنظیم بزم فکر امیر عزیمت پاکستان جو کہ طالبان علوم نبوت میں مذہبی سوچ بیدار کرکے انقلابی ذہن بنا رہی ہے تقریری اور تحریری اور تنظیمی صلاحیتوں کو نکھار کر حصول علم کے بعد دفاع اسلام کے لئے کام کرنے کا جذبہ پیدا کرنے میں طلباء عربیہ میں متعارف ہوچکی ہے پاکستان کے معروف ترین مدارس جامعہ اشرفیہ لاہور۔ خیرالمدارس ملتان۔ دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا۔ باب العلوم کہروڑپکا۔ جامعہ قاسم العلوم ملتان۔ جامعہ محمودیہ جھنگ اور دارالعلوم کراچی کے علاوہ بہت سارے مدارس میں بزم فکر امیر عزیمت قائم ہوچکی ہے۔ ۱۰ ستمبر ۱۹۹۸ء بمطابق ۱۸ جمادی الاولیٰ بروز جمعرات جامعہ باب العلوم کہروڑپکا میں بزم فکر امیر عزیمت پاکستان کے زیراہتمام چوتھا آل پاکستان تقریری مقابلہ بعنوان.... "امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ شخصیت وکردار" منعقد ہوا۔ تقریری مقابلہ میں صرف مدارس عربیہ کے طلبہ شریک ہوسکتے تھے چنانچہ پاکستان بھر سے ۴۰ طلباء کرام مقابلہ میں شریک ہوئے ایک مدرسہ سے صرف دو طلباء شریک ہوسکتے تھے مقابلہ کی دو نشستیں تھیں پہلی نشست بعد از نماز مغرب منعقد ہوئی اور دوسری نشست بعد از نماز عشاء منعقد ہوئی۔ تقریری مقابلہ کی سرپرستی استاذ العلماء الشیخ الحدیث جامعہ باب العلوم کہروڑپکا مولانا عبدالمجید نے فرمائی اور تقریری مقابلہ کی صدارت مولانا محمد ریاض جھنگوی صدر بزم فکر امیر عزیمت نے فرمائی۔ مقابلہ کے مہمان خصوصی مولانا صاحبزادہ اظہار الحق جھنگوی اور صاحبزادہ ریحان محمود فاروقی تھے اور اسٹیج سیکرٹری کے فرائض سید محمد ابراہیم شاہ صدر سپاہ صحابہ سٹوڈنٹس روڈو سلطان نے سرانجام دیئے منصفین میں محترم جناب مولانا سید مشتاق احمد صاحب اور جناب محترم حافظ زاہد اقبال صاحب (مدرس جامعہ باب العلوم) اور محترم جناب مولانا عبدالغفار تونسوی جامعہ اشرفیہ لاہور تھے۔ پاکستان بھر سے کافی تعداد میں طلباء اور علماء تقریری مقابلہ سننے اور حصہ لینے کے لئے شریک ہوئے رات دو بجے تقریری مقابلے کے اختتام پر انعامات تقسیم کئے گئے آخر میں مدرس جامعہ باب العلوم مولانا سید مشتاق نے نتائج کا اعلان کیا جس کے مطابق صاحبزادہ سید محمد ذکریا شاہ جامعہ عبیدیہ فیصل آباد اول آئے اور صاحبزادہ راشد محمود باب العلوم کہروڑپکا نے دوسرا انعام حاصل کیا اور صاحبزادہ نذیر احمد جامعہ باب العلوم نے تیسرا انعام حاصل کیا۔ جبکہ اعزازی انعام محمد طاہر فاروقی اور محمد ضیاء اللہ جامعہ محمودیہ نے حاصل کیا۔ آخر میں صاحبزادہ ریحان محمود فاروقی نے جرنیل سپاہ صحابہ مولانا محمد اعظم طارق کا پیغام جو کہ کارکنان بزم کے نام تھا پڑھ کر سنایا حضرت اقدس مولانا عبدالمجید کی دعا کے ساتھ بزم فکر امیر عزیمت کا یہ چوتھا عظیم الشان تقریری مقابلہ اختتام پذیر ہوا۔

صاحبزادہ مولانا محمد یحییٰ عباسی مرکزی راہنما سپاہ صحابہ کا دورہ عرب امارات اور سعودی عرب

رپورٹ جمشید احمد فاروقی

سپاہ صحابہ پاکستان شعبہ تبلیغ کے مرکزی جنرل سیکرٹری و رکن مرکزی شوریٰ صاحبزادہ مولانا یحییٰ عباسی ماہ اگست میں عرب امارات کے دورہ پر تشریف لے گئے اور وہاں سپاہ صحابہ کے مختلف پروگراموں میں شرکت کی جس میں سپاہ صحابہ یو اے ای کے کارکنان نے کثیر تعداد میں شرکت کی مولانا عباسی نے دبئی، شارجہ، ابوظہبی، العین، راس الخیمہ، عمان میں متعدد پروگرام کئے جن میں چند پروگرام صرف کارکنان کے لئے تربیتی پروگرام کے عنوان سے ہوئے اس کے علاوہ جماعتی اجلاس بھی دبئی میں منعقد ہوا جس میں کارکنان نے شرکت کی جبکہ دبئی کی مختلف مساجد میں درس قرآن کے عنوان سے

Scanned with CamScanner

پروگرام ہوئے جن میں عظمت قرآن عظمت صحابہ سیرۃ النبی اصلاح معاشرہ کے موضوعات پر خطاب ہوئے اور لوگوں نے بھرپور شرکت کی۔ سپاہ صحابہ کے پروگرام منعقد کرانے والے چند اہم حضرات مولانا محمد صدیق ہزاروی عبدالرحمان گل جان حاجی حبیب الرحمن ہارون، مولانا عبدالسلام، حافظ بشیر احمد چیمہ، رشید احمد چیمہ، اخلاق احمد، محمد عباس، مولوی سعید احمد، جمیل احمد عابد، خلیل احمد، فاروق احمد، حافظ محمد اشرف، حاجی بشیر احمد، قاری محمد یٰسین، محمد ظفر، قاری انعام الحق، حافظ اکرام الحق، حافظ ذکاء اللہ، جمیل الدین، فرید خان، سید منیر احمد شاہ، عبداللطیف ملک، نور محمد صاحب اور ان کے علاوہ بھی دبئی شارجہ ابو ظہبی عجمان راس الخیمہ العین کے کثیر کارکنوں نے پروگراموں میں شرکت کی بعد ازاں مولانا محمد یحییٰ عباسی نے سپاہ صحابہ یو اے ای کے وفد کے ہمراہ ابو ظہبی میں افغان سفیر سے ملاقات کی اور انہیں افغانستان کی فتوحات پر مبارکباد پیش کی اور مولانا ضیاء الرحمان فاروقی کی شاہکار تصنیف تاریخی دستاویز اور مولانا حق نواز شہید کی چند کیسٹیں افغان سفیر کو پیش کی گئیں جس پر سفیر نے مسرت کا اظہار کیا اور سپاہ صحابہ کے لئے دعائیں کیں اور چند مفید مشورے بھی دیئے چنانچہ مولانا عباسی عرب امارات کا دورہ مکمل کرنے کے بعد عمرہ کی سعادت حاصل کرنے سعودی عرب روانہ ہو گئے وہاں پر بھی مختلف پروگرام علماء کرام سے ملاقاتیں اور سپاہ صحابہ مدینہ منورہ کی طرف سے منعقدہ جلسہ میں خطاب کیا جس میں مدینہ منورہ سے کارکنان سپاہ صحابہ کثیر تعداد میں شریک ہوئے جس کا انتظام حاجی غلام مصطفیٰ قاری بدر عالم اور دیگر ساتھیوں نے کیا اس کامیاب دورہ کے بعد مولانا یحییٰ عباسی ۷ اکتوبر کو واپس پاکستان تشریف لائے۔

سپاہ صحابہ ضلع خیرپور کا اجلاس

رپوٹ۔ سیف اللہ صدیقی خیرپور سیکرٹری نشرو اشاعت ضلع خیرپور

سپاہ صحابہ ضلع خیرپور کے تمام یونٹوں کے صدور اور سیکریٹریز کا اجلاس ضلعی صدر سید محمد پریل شاہ صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں ٹھیڑی سے حافظ شکیل احمد معین دین فیض واہ سے مولانا ذوالفقار علی نیاز احمد گھاگھڑ وگاڑی موری سے مولانا اللہ ڈنہ، مہر رنواز پریالوی سے بشیر احمد میمن حافظ شمس الدین نوحانی کوٹ میر محمد سے نظیر احمد چنہ بنڈی کندھر سے مولانا کلیم اللہ جان میری حافظ غلام عباس داد علی حیدر جیلانی سے منظور احمد جلبانی پیر جو گوٹھ سے مولانا عبداللہ دھاریجو محمد صالح سولنگی، احمد پور سے سلیم حیدر، رپڈی سے شرف الدین منور کمیٹ سے جمیل گھڑو عبدالرحمان شیخ اور اعجاز حسین صدیقی، کنب سے مولانا غلام حیدر حنفی، صدرالدین ملکی، حاجی ولیل خان بروھی، سے محمد سارنگ عبدالجبار بروھی، گھری میرواہ سے اللہ ڈتو شیر سید ضمیر حسین شاہ، عمرو گوٹھ سے عمرو دین، مولانا غلام سرور سومرو، عمردین شر سے حافظ خلیل احمد شر محمد عیسیٰ شر اکری چودگی سے عبدالحفیظ شر، علی داد شر کیا چانگ سے عصمت اللہ چانگ حسین آباد سے حافظ انصار حسین خاخیلی، گونڈروں سے مولانا غلام شبیر دھاریجو، اکبر علی قریشی حاجی ارباب علی کوٹھر سے غلام حیدر کوٹھر، خال الدین کوٹھر، لقمان خیرپور سٹی سے نثار احمد معین، صفی اللہ پیٹھان، سیف الرحمان خالد، حیدر معاویہ شعیب، احمد لنجار، حافظ بدرالدین جمیل اختر چنہ، غلام سرور چنہ، عبدالشکور شیخ، جمیل عباسی، عبدالرحمان مغل صوفی شمس الدین، حافظ نور حسن چارنڑ، عبدالقیوم جانوری، جمال الدین جاگیرانی اور امیر محمد بجلی نے شرکت کی اجلاس میں تنظیمی امور پر بحث و مباحثے کے بعد طے کیا گیا کہ تمام یونٹوں میں تربیتی ورکشاپ منعقد کرنے کیلئے جائیں گے اس اجلاس میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ علامہ علی شیر حیدری، مولانا اعظم طارق، حافظ احمد بخش ایڈوکیٹ اور تمام اسیران صحابہ کی گرفتاری کے خلاف ملک گیر احتجاج میں بھرپور شرکت کی جائے گی شعبہ نشرواشاعت کو منظم کیا جائے گا اس موقع پر سید پریل شاہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بھٹ شاہ میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا پتلہ بنا کر بے حرمتی کرنے والوں کو قانونی گرفت میں نہیں لایا گیا تو تمام مسلمانوں سے حکمرانوں کے خلاف سول نافرمانی کی اپیل کر دیں گے جو حکمران ہمیں اصحاب رسول ﷺ کی عزت کا تحفظ نہیں دیں گے ہم ان کے خلاف ملک گیر تحریک چلائیں گے اسلئے کہ یہ ملک ہمیں اصحاب رسول ﷺ کے جوتیوں کے صدقے ملا ہے یہاں پر اصحاب رسول کے گن گائے جائیں گے اور ان کے دشمنوں کے لئے اس ملک میں زمین تنگ کر دی جائے گی سیکرٹری نشرواشاعت سیف اللہ صدیقی سپاہ صحابہ خیرپور سندھ

سپاہ ضلع خضدار کا انتخابی اجلاس

سپاہ صحابہ ضلع خضدار کا انتخابی اجلاس

۲۵ ستمبر بروز جمعۃ المبارک بعد نماز جمعۃ جامع مسجد حق نواز شہید" شاہی باغ میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت سابق صدر جناب میر بشیر احمد زرکزاتی نے کی۔ اجلاس میں حالات کے سوچ بچار کے بعد ضلعی باڈی کے انتخابات زیر نگرانی صوبائی صدر علامہ محمود غزنوی ہوئے۔ اجلاس میں مندرجہ ذیل عہدے دار منتخب ہوئے۔

سرپرست مولانا محمد صالح حیدری، صدر علامہ محمود غزنوی، نائب صدر حافظ محمد موسیٰ نائب صدر دوئم حافظ سعد اللہ۔ نائب صدر سوئم حافظ عبدالغفار نائب صدر چہارم مولانا رحمت اللہ جنرل سیکرٹری مولانا محمد اسلم گزگی ڈپٹی جنرل سیکرٹری نصراللہ انقلابی، سیکرٹری غلام حسین حافظ محمد صالح قمبرانی سالار اول حاجی نواز احمد، سالار دوئم بہادر خان، سالار سوئم واحد بخش، ناظم دفتر حافظ عبدالرزاق زاہد قانونی مشیر میر بشیر احمد زاکزئی آخری دعا خضدار سپاہ صحابہ کے شیر قاری ابو راشد محمد اکبر نے فرمائی

سپاہ صحابہ سٹوڈنٹس تحصیل حب کا انتخابی اجلاس

(حب) سپاہ صحابہ اسٹوڈنٹس کے انتخابات سپاہ صحابہ اسٹوڈنٹس تحصیل حب کے صدر عبید اللہ قاسمی کے زیر صدارت منعقد ہوئے صدر عطاء اللہ مکی نائب صدر ثناء اللہ لانگو سیکرٹری عزیز اللہ، نائب سیکرٹری محمد ذاکر پریس سیکرٹری عبدالحق، خزانچی فضل الرحمان گرگناڑی سیکرٹری نشرواشاعت تنزیل الرحمان قارانی۔

Scanned with CamScanner